سلسلۂ نصابات علمیہ جامعہ عثمانیہ

طبقات کبیر

جزو خامس (حصہ اولی)

سیرۃ خلفائے راشدینؓ

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبد اللہ العمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ م ۱۳۵۳ف ۱۹۴۴ء

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو خامس (حصۂ اولیٰ)

(سیرت خلفائے راشدین)

بنی تیم بن مرّہ بن کعب

ابوبکر صدیق علیہ السلام

نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا، ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا، ان کی والدہ ام الخیر تھیں جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا، ابوبکر کی اولاد میں عبداللہ اور اسماء ذات النطاقین تھیں، اور ان دونوں کی والدہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ بن عبد اسعد بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عبدالرحمٰن اور عائشہؓ ان دونوں کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں، اور کہا جاتا ہے کہ ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔

محمد بن ابی بکرؓ ان کی ماں اسما بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث ابن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفرس بن حلف بن افتل تھیں اور ابن افتل خثعم تھے۔

ام کلثوم بنت ابی بکرؓ ماں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں، ان کی ولادت میں تاخیر ہوئی ابوبکر کی وفات ہوگئی تو وہ پیدا ہوئیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق (آزاد) کیوں رکھا گیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے (دوزخ سے) اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابو قحافہ کا نام عتیق تھا، ان کے سوا کسی نے یہ نہیں بیان کیا۔

مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے ابوبکر صدیقؓ کو پوچھوا بھیجا کہ ان کا کیا نام تھا، وہ ان کے پاس گئے، دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ان کا نام عبد اللہ بن عثمان تھا، عتیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق بن عثمان تھا۔

عائشہ ام المومنین سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تھی، آپ کے اصحاب باہر کے میدان میں تھے، میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ ابوبکرؓ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جسے آتش دوزخ سے آزاد کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے" ان کا وہ نام جو ان کے گھر والوں نے رکھا عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو تھا، لیکن اس پر عتیق غالب آگیا۔

ابو وہب مولائے ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میں نے شب اسرا (شب معراج) میں جبرئیل سے کہا کہ قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو انھوں نے کہا ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے وہ صدیق ہیں۔

۱۲۱ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا اور صحیح رکھا۔

مسلم بن البطین سے مروی ہے:۔

انا نعاتب لا ابالک عصبۃً	علقوا الفری وبروا من الصدیق
اے پدر مردہ، ہم اُس جماعت کو ملامت کرتے ہیں	جنھوں نے کذب و افترا کو دل میں جگہ دی اور صدیق سے بیزار ہو گئے۔
وَبَروا سِفاھا من وزیر نبیھم	تبّا لمن یبرأ من الفاروق
نادانی سے اپنے نبی کے وزیر سے بری ہو گئے۔	اس شخص کی تباہی ہے جو فاروق سے بیزار رہا۔
انی علی رغم العداۃ لقائل	وانا بدین الصادق المصدوق
میں دشمنوں کے برخلاف قائل ہوں	اور میرا دین صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔

ابراہیم بن النخعی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کا نام ان کی رحم دلی و نرمی کی وجہ سے اَوّاہ (دردمند) رکھ دیا گیا تھا۔

ابی سریحہ سے مروی ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو منبر پر کہتے سنا کہ خبردار ابوبکرؓ اَوّاہ (دردمند و رحم دل) اور قلب کو خدا کی طرف پھیرنے والے تھے، خبردار عمرؓ نے اللہ سے اخلاص کیا تو اللہ نے بھی ان سے خالص محبت کی۔

قبول اسلام

ابی اروی الدوسی (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ سب سے پہلے

جو شخص اسلام لایا وہ ابو بکرؓ صدیق ہیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابو بکرؓ صدیق ہیں۔

اسما بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ سب مسلمانوں سے پہلے میرے والد اسلام لائے، واللہ میں اپنے والد کو بس اتنا سمجھتی تھی کہ وہ ایک دین کے پیرو ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے والدین کو سوائے اس کے نہ سمجھتی تھی کہ وہ دونوں ایک دین کے پیرو ہیں، ہم پر کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے پاس نہ آئے ہوں (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہ چند سال کی تھیں)۔

عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بلال سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا، انھوں نے کہا کہ محمدؐ، اس شخص نے کہا کہ کس نے پہلے نماز پڑھی، بلال نے کہا کہ ابو بکرؓ نے، اس شخص نے کہا کہ میری مراد "لشکر میں" تھی، بلال نے کہا کہ میری مراد صرف "خیر میں" تھی۔ ۱۲۲

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ ابو بکرؓ جس روز اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درم تھے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ تجارت میں مشہور تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار درم تھے چنانچہ وہ انھی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے تھے یہاں تک کہ وہ پانچ ہزار درم مدینہ لائے، پھر ان میں وہی کرتے رہے جو مکے میں کرتے تھے۔

غار اور ہجرت مدینہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ صدیق سے فرمایا کہ مجھے روانگی یعنی ہجرت کا حکم ہوگیا، ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ صحبت کو (نہ بھولیے گا) فرمایا تمھارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے، دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ثور میں آئے اور اس میں پوشیدہ ہوگئے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انھیں مکے کے لوگوں میں کرتے، گویا وہ رات کو مکے میں رہے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کی بکریاں چراتے، اور انھیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ کھاتے۔

اسماء ان دونوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں، کھانا کسی دستار خوان میں باندھ دیتی تھیں، ایک روز انھیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو انھوں نے اپنا دوپٹہ کاٹ کر باندھ دیا، ان کا نام ذات النطاقین (دو دوپٹے والی) ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا، ابوبکرؓ کا ایک اونٹ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرا اونٹ خریدا، ایک اونٹ پر آنحضرتؐ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابوبکرؓ، ایک اور اونٹ پر جیسا کہ حماد کو معلوم ہے، عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ پر گراں ہوجاتے تو ابوبکرؓ سے بدل لیتے۔ ابوبکر عامر بن فہیرہ کے اونٹ سے بدل لیتے،

اور عامر بن فہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ سے بدل لیتے۔ ابو بکرؓ کے اونٹ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تو وہ بھی گراں بار ہو جاتا۔

پھر ان دونوں کے پاس شام سے ہدیہ آیا جو طلحہ بن عبید اللہ کی طرف سے ابو بکرؓ کے نام تھا۔ اس میں شامی سفید کپڑے تھے۔ دونوں نے وہ پہن لیے اور انھیں کپڑوں میں مدینے میں داخل ہوئے۔

۱۲۳ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد اللہ ابن ابی بکرؓ ہی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے پاس جب وہ دونوں غار میں تھے تو کھانا لے جاتے

عائشہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ ہجرت کے لیے مدینے کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے، ان دونوں کے ہمراہ عامر بن فہیرہ تھے، ایک رہبر بھی تھا جس کا نام عبد اللہ بن اُریقط الدیلی تھا، وہ اس زمانے میں کفر پر تھا، مگر یہ دونوں اس سے مطمئن تھے۔

انس سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے، فرمایا: اے ابو بکرؓ ان دو کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ کیا تم نے ابو بکرؓ کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں، فرمایا کہو میں سنوں گا، انھوں نے کہا:

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا

وہ (صدیق) غار بلند میں دو میں سے دوسرے تھے۔ حالانکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے ارد گرد پھرتے رہے مگر ان کو نہ دیکھ سکے۔

وکان حِبَّ رسول اللہ قد علموا من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے جس سے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا: اے حسان تم نے سچ کہا، وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا،

اسماعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ بن انیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکرؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو حبیب بن یساف کے پاس اُترے۔

ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ ابوبکر خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اُترے، اُن کی بیٹی سے نکاح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بمقام السنح بنی الحارث بن الخزرج میں رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا،

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

۱۲۴

ایک اہل بصرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، ایک روز آپ نے ان دونوں کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں سوائے انبیا و مرسلین کے باقی تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں اس طرح سامنے آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا، جسے یہ پسند ہو کہ سوائے انبیا و مرسلین کے تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھے۔

عبید اللہ بن عبید اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے زمین عطا فرمائی تو ابوبکرؓ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مسجد کے پاس رکھی، یہ وہی مکان ہے جو آل معمر کے پاس گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، یوم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب سے بڑا جھنڈا جو سیاہ تھا، ابوبکرؓ کو دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خیبر کے غلے میں سے سو وسق سالانہ دیے، یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو وہ ان میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو نجد بھیجا انھیں ہم لوگوں پر امیر بنایا ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شبخون مارا، میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا ہمارا شعار امت امت تھا۔

علی سے مروی ہے کہ مجھ سے اور ابوبکرؓ سے یوم بدر میں کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل، اسرافیل بہت بڑے فرشتے ہیں جو قتال میں، یا یہ کہا کہ صف میں، موجود رہتے ہیں۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر خلیل (دلی دوست) کی خلت سے بری ہوں بجز اس کے کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنا لیا (آپ کی مراد صاحب سے اپنی ذات تھی)، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ ہی کو خلیل بناتا۔

عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو بناتا۔

جندب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔

۱۲۵

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے، فرمایا، عائشہ، میں نے کہا کہ میری مراد صرف مردوں سے ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے والد۔

محمد سے مروی ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد امت کے سب سے زیادہ غیرت دار ابوبکرؓ تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ میں برابر خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں، فرمایا تم

لوگوں سے سبیل میں ہو گئے (یعنی اُن کی سرداری کے اہل ہو گئے اور کرو گے)" انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے سینے میں دو داغ دیکھے فرمایا: (اس سے مراد) دو سال ہیں (یعنی تم دو سال تک سرداری کرو گے)" انھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر ایک یمنی جوڑا ہے" فرمایا" (اس سے مراد) لڑکا ہے جس سے تم خوش ہو گے۔

عطا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں حج نہیں کیا" آپ نے ابوبکرؓ صدیق کو امیر حج بنا دیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلا حج ہوا اُس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حج پر عامل بنایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال آئندہ حج کیا" جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے اور ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو حج پر عامل بنایا" سال آئندہ ابوبکرؓ نے حج کیا۔ جب ابوبکرؓ کی وفات ہو گئی اور عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حج پر عامل بنایا" عمر ہر سال برابر حج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی" عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف کو حج پر (پہلے سال) عامل بنایا (پھر ہر سال دس سال تک خود ہی حج کو جاتے رہے" آخری سال بھی عبدالرحمٰن ابن عوف کو عامل حج بنایا" پھر اُن کی شہادت ہو گئی)۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا" اُسے ابوبکرؓ سے بیان کیا" اور فرمایا: اے ابوبکرؓ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے" میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا" انھوں نے کہا" خیر ہے یارسول اللہ" اللہ آپ کو اُس وقت تک باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ کو مسرور کرے اور آپ کی

آنکھ کو ٹھنڈا کرے، آپ نے ان کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا، تیسری مرتبہ فرمایا: اے ابو بکرؓ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے، میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ، اللہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھا لے گا، اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

۱۲۶ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے، ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اُسے معلوم نہیں ہے، ابو بکرؓ کے پاس کوئی ایسا قضیہ آتا جس کے متعلق ہم نہ کتاب اللہ میں کوئی اصل پاتے اور نہ سنت میں کوئی اثر تو وہ کہتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں، اگر صواب ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے، اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے، اور میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

ابن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سوال کرنے آئی، آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا، اُس نے کہا اگر میں پلٹ کر آئی اور یا رسول اللہ آپ کو نہ پایا؟ (اس کا اشارہ موت کی طرف تھا) فرمایا: اگر تو پلٹ کے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابو بکرؓ سے ملنا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا، اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں آپ کو نہ دیکھوں (اس کی مراد موت تھی) تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا ابو بکرؓ کے پاس (کیوں کہ آپ کو

منجانب اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے)۔

آنحضرتؐ نے مرض الموت میں ابوبکرؓ کو جس نماز کا حکم دیا

ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے درد شدید ہوگیا تو فرمایا: ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ نرم دل ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی رقت قلب کی وجہ سے) شاید لوگوں کو قرآن سنا نہ سکیں، آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو (کہ جس طرح انھوں نے یوسف کو زلیخا کی محبت سے بری کیا تھا اسی طرح تم ابوبکرؓ کو لوگوں کی امامت سے بری کرنا چاہتی ہو)

عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے، عمرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا: اے گروہ انصار، کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ ان لوگوں نے کہا "کیوں نہیں" عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ ابوبکرؓ کے آگے ہو، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکرؓ کے آگے ہوں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

۱۲۷ مرض شدید ہو گیا تو بلال نماز کی اطلاع دینے آئے، فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے کہا یا رسول اللہ، ابو بکرؓ غمگین آدمی ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن سنا نہ سکیں گے اگر آپ عمرؓ کو حکم دیں (تو مناسب ہو) فرمایا: ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ سے کہو کہ ابو بکرؓ غمگین آدمی ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو سنا نہ سکیں گے، اس لیے اگر آپ عمرؓ کو حکم دیں تو بہتر ہو، حفصہ نے عرض کی تو فرمایا: بیشک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے، لوگوں نے ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ نماز پڑھائیں، ابو بکرؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی، آپ کھڑے ہو گئے دو آدمیوں کے سہارے اس طرح روانہ ہوئے کہ دونوں پاؤں زمین پر رگڑ رہے تھے، اسی طرح مسجد میں داخل ہوئے، ابو بکرؓ نے آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اشارہ کیا کہ تم جس طرح تھے اسی طرح کھڑے رہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ابو بکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، ابو بکر آنحضرت کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکرؓ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہ نے کہا، یا رسول اللہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے، آپ عمرؓ کو حکم دیجیے کہ نماز پڑھائیں، فرمایا: ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں، میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ سے عرض کرو کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو

قرآن نہ سنا سکیں گے، اس لیے عمرؓ کو حکم دیجیے کہ نماز پڑھائیں، حفصہ نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حفصہ نے عایشہ سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔

فضیل بن عمرو الفقیمی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تین مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی (جس میں آپ نے خود ان کی اقتدا کی، ورنہ یوں تو انھوں نے سترہ مرتبہ نماز پڑھائی)۔

عایشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلا دو تاکہ میں ابوبکرؓ کو ایک فرمان لکھ دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (خلافت کے لیے) کہے اور تمنا کرے حالاں کہ اللہ بھی اور مومنین بھی سوائے ابوبکرؓ کے (سب کی خلافت سے) انکار کریں گے (اور انھی پر اتفاق کریں گے، ایسا ہی ہوا بھی)۔

۱۲۸ عایشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارضے میں شدت ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میرے پاس (کتف) کا غذ لاؤ تاکہ میں ابوبکرؓ کے لیے فرمان لکھ دوں کہ (ان کی خلافت میں) اُن پر اختلاف نہ کیا جائے۔ عبدالرحمٰن نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہوں، تو آپ نے فرمایا بیٹھو، (کاغذ لانے کی اور لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ) اللہ کو اور مومنین کو اس سے انکار ہے کہ ابوبکرؓ پر اختلاف کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو عایشہ سے فرمایا کہ مجھے عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر کو بلا دو، میں ابوبکرؓ کے لیے ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد کوئی ان پر اختلاف نہ کرے (بروایت عفان) تاکہ مسلمان ان کے بارے میں

اختلاف نہ کریں۔ پھر (عائشہ سے) فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو، معاذ اللہ کہ مومنین ابوبکرؓ (کی خلافت) میں اختلاف کریں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس حالت میں عائشہ سے سنا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اے ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے، انھوں نے کہا، ابوبکر کو، پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کے بعد، تو انھوں نے کہا عمر کو، ان سے کہا گیا کہ عمرؓ کے بعد تو انھوں نے کہا کہ ابوعبیدہ بن الجراح کو، وہ یہیں تک پہنچیں (کہ سوال ہی ختم ہو گیا)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ روز مریض رہے جب آپ تخفیف پاتے تو مسجد میں نماز پڑھتے اور جب مرض کی شدت ہوتی تو ابوبکرؓ (مسجد میں امام بن کر) نماز پڑھتے تھے۔

ابوبکرؓ کی بیعت

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو عمرؓ ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بنا پر اس امت کے امین ہیں، ابوعبیدہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے میں نے تمھارے لیے اس سے قبل ایسی غفلت کبھی نہیں دیکھی، کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین (غار ثور میں دو میں کے دوسرے) موجود ہیں؟

محمد سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگ ابو عبیدہ کے پاس آئے، انھوں نے کہا کیا تم لوگ (بیعت خلافت کے لیے) میرے پاس آتے ہو حالاں کہ تم میں (ثالث ثلاثہ) تین میں کے تیسرے (اللہ و رسول و ابوبکرؓ غار ثور میں تھے) موجود ہیں۔

ابو عون نے کہا کہ میں نے محمد سے کہا کہ ثالث ثلاثہ (تین میں کے تیسرے) کے کیا معنی ہیں، انھوں نے کہا کہ تم یہ آیت نہیں دیکھتے کہ "اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" (جب وہ دونوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ صدیق) غار میں تھے جبکہ وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صاحب (ساتھی صدیق) سے کہتے تھے کہ تم غمگین نہ ہو کیوں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق کے ساتھ اللہ تھا تو گویا غار میں تین تھے اور ان تین میں سے تیسرے صدیق تھے۔

عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عمرؓ بن الخطاب سے سنا جب انھوں نے بیعت ابی بکرؓ کا ذکر کیا کہ تم میں ابو بکرؓ کے مثل کوئی نہیں، جس کی طرف (سفر کرنے کے لیے) اونٹوں کی گردنیں کاٹی جائیں۔ ۱۲۹

الجریری سے مروی ہے کہ لوگوں نے ابوبکرؓ (کی بیعت) سے دیر کی تو انھوں نے کہا کہ اس امر (خلافت) کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے، کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی، کیا میں ایسا نہیں ہوں کیا میں ایسا نہیں ہوں، انھوں نے چند واقعات بیان کیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے، ابوبکرؓ و عمرؓ

و ابو عبیدہ بن الجراح وہاں گئے، حُباب بن المنذر کھڑے ہوئے
بدری تھے یعنی غزوۂ بدر میں شریک تھے، انھوں نے کہا: ایک امیر
ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے، ہم لوگ واللہ اے
جماعت مہاجرین تم پر حسد نہیں کرتے لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ
اس خلافت پر ایسی قومیں نہ غالب ہو جائیں جن کے باپ اور
بھائیوں کو ہم نے قتل کیا ہے، ان سے عمر نے کہا جب ایسا ہو کہ
ہمیں اپنے دشمنوں کے غالب ہونے کا اندیشہ ہو تو) تم سے
ہو سکے تو تم مر جاؤ، ابوبکر نے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ امیر ہوں اور
تم لوگ وزیر، یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمھارے درمیان
آدھا آدھا ہو، جیسا کہ کھجور کا پتا کاٹا جاتا ہے، سب سے پہلے اُن سے
بشیر بن سعد ابو النعمان نے بیعت کی۔

لوگ ابوبکر کے پاس جمع ہوئے، انھوں نے کچھ حصہ تقسیم کیا،
زید بن ثابت کے ہمراہ بنی عدی بن النجار کی ایک بوڑھیا کو اس کا
حصہ بھیجا تو اُس نے پوچھا یہ کیا ہے، انھوں نے کہا یہ حصہ ہے
جو ابوبکر نے عورتوں کو دیا ہے، اس نے کہا "کیا میرے دین پر
میری مدد کرتے ہو؟" انھوں نے کہا نہیں، پوچھا کیا تمھیں اندیشہ ہے کہ
میں اس دین کو ترک کر دوں گی جس پر میں ہوں، انھوں نے کہا نہیں،
اُس نے کہا: واللہ میں ان سے کبھی کچھ نہ لوں گی، زید ابوبکر کے پاس
آئے انھیں اس کی خبر دی جو اُس بڑھیا نے کہا تھا، ابوبکر نے کہا
واللہ میں بھی اُس چیز میں سے کبھی کچھ نہ لوں گا جو میں نے دے دی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب
ابوبکر والی ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا، اللہ کی
حمد و ثنا کی پھر کہا: "اما بعد، لوگو میں تمھارے امر (خلافت) کا والی
تو ہو گیا لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں، قرآن نازل ہوا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقے مقرر کر دیے، آپ نے ہمیں سکھایا،

اور ہم سیکھ گئے، خوب جان لو کہ تمام عقلوں سے بڑھ کر عقلمندی تقویٰ ہے اور تمام حماقتوں سے بڑھ کر حماقت بدکاری ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں یہاں تک کہ اُن کا حق میں دلا دوں، اور تم میں جو زبردست ہے وہی میرے نزدیک بڑا کمزور ہے، یہاں تک کہ حق کو اس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کر دوں، لوگو میں صرف پیروی کرنے والا ہوں، ایجاد کرنے والا نہیں ہوں، اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔

طلحہ بن مُصَرِّف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی؟ انھوں نے کہا نہیں، میں نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح لوگوں پر وصیت تحریر فرمائی اور انھیں اس کا حکم دیا؟ انھوں نے کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی، ہذیل نے کہا کیا ابوبکر رسول اللہ کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے (ہرگز نہیں) ابوبکر کو ضرور پسند تھا کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی ہار (موتیوں کی لڑی) پاتے تو اپنی ناک میں سوراخ کر کے پہن لیتے (یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہوتی تو ابوبکر ضرور اُس پر عمل کرتے)۔

۱۳۰

حسن سے مروی ہے کہ علی نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے امر (خلافت) میں نظر کی، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ نے ابوبکر کو نماز میں آگے کر دیا، لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لیے اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کے لیے راضی ہو گئے، ہم نے ابوبکر کو آگے کر دیا (اور انھیں بالاتفاق خلیفہ بنا دیا)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ابوبکر کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے وہیں سے قراءۃ شروع کی جہاں تک ابوبکر پہنچے تھے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر سے کہا: اے خلیفۃ اللہ، تو انھوں نے کہا کہ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں، میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں، اور میں اسی سے خوش ہوں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مکہ ہل گیا (زلزلہ آگیا)، ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، ابو قحافہ نے کہا کہ پھر ان کے بعد لوگوں کا کون والی ہوا، لوگوں نے کہا تمھارے بیٹے (ابوبکر)، انھوں نے کہا، کیا بنو عبد شمس اور بنی مغیرہ اس سے راضی ہیں، لوگوں نے کہا کہ ہاں، انھوں نے کہا کہ جو اللہ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو اللہ روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں، راوی نے کہا کہ اس کے بعد پھر مکہ ہل گیا (زلزلہ آیا)، جو پہلی جنبش سے کم تھی، ابو قحافہ نے کہا یہ کیا ہے، لوگوں نے کہا تمھارے بیٹے (ابوبکر) مر گئے، ابو قحافہ نے کہا کہ یہ بہت بڑی خبر ہے۔

عطا بن السائب سے مروی ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کو وہ بازار کی طرف جا رہے تھے۔ اُن کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے۔ انھیں عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح ملے، دونوں نے کہا، خلیفۂ رسول اللہ، آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں، انھوں نے کہا بازار کا، دونوں نے کہا کہ آپ یہ کرتے ہیں، حالاں کہ امر مسلمین کے والی ہیں؟ انھوں نے کہا: پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں، دونوں نے

اُن سے کہا کہ آپ چلیے ہم آپ کا کچھ حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ وہ اُن کے ہمراہ گئے، اُن لوگوں نے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کیا، پھر عمرؓ نے کہا محکمۂ قضا میرے سپرد ہے۔ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ محکمۂ فئی (مال غنیمت) میرے سپرد ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ مہینا گزر جاتا، مگر دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کے لیے میرے پاس نہ آتے (یعنی امن و دیانت اس قدر تھی کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق کی گردن پر ایک عبا پڑی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے، مجھے دیجیے کہ میں آپ سے اس کی کفایت کروں (یعنی میں اٹھا کے پہنچا دوں)، انھوں نے کہا کہ تم مجھ سے الگ رہو تم اور ابن الخطاب مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔ ۱۳۰

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابو بکر والی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انھیں غنی (بے نیاز) کر دے، لوگوں نے کہا: ہاں، جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انھیں رکھ دیں اور ویسی ہی دو اور لے لیں، سفر کریں تو اپنی سواری اور اپنے اہل کا وہ خرچ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کرتے تھے (لے لیا کریں)، ابو بکر نے کہا میں راضی ہوں۔

حُمید بن ہلال سے مروی ہے کہ ابو بکر جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنی چادریں اٹھا کر (بغرض تجارت) بازار کی طرف گئے، اور کہا کہ مجھے تم لوگ میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جب ابو بکر والی ہوئے تو انھوں نے کہا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ مجھے میرے اہل کے بار سے عاجز کر دیتا، اب میں امر مسلمین میں مشغول ہوں،

مسلمانوں کے مال میں اُن کے لیے خدمت کروں گا اور آلِ ابی بکر اسی مال سے کھائیں گے۔

عمرو بن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکر خلیفہ بنائے گئے تو مسلمانوں نے ان کے لیے دو ہزار (درم سالانہ) مقرر کر دیے، انھوں نے کہا کہ مجھے بڑھا دو کیوں کہ میرے عیال ہیں اور تم نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے، پھر انھوں نے پانچ سو اور بڑھا دیے، راوی نے کہا کہ یا تو دو ہزار تھے اور پانچ سو بڑھا دیے۔ یا ڈھائی ہزار تھے پھر پانچ سو اور بڑھا دیے۔

ابو بکر رحمہ اللہ کی بیعت

ابی وجزہ وغیرہم سے (یا پنج طرق کے علاوہ اور بھی رواۃ سے) مروی ہے کہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسی روز ابو بکر صدیق سے بیعت کی گئی، اُن کا مکان السنح میں اپنی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھا، وہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں، انھوں نے اپنے لیے بالوں کا ایک حجرہ بنا لیا تھا، مدینے کے مکان میں منتقل ہونے تک اس پر کچھ اضافہ نہ کیا۔

بیعت کے بعد بھی چھ مہینے تک وہیں السنح میں مقیم رہے، صبح کو پیادہ مدینے آتے اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کے آتے، جسم پر تہمد اور چادر ہوتی جو گیرو (لال مٹی) میں رنگی ہوتی، وہ مدینے پہنچ جاتے، سب نمازیں لوگوں کو پڑھاتے، جب پڑھ چکتے تو اپنے اہل کے پاس السنح واپس ہو جاتے، جب وہ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب نہ ہوتے تو عمر بن الخطاب نماز پڑھاتے تھے۔

۱۳۴

جمعے کے روز دن نکلنے تک السنح میں مقیم رہ کر اپنے سر اور ڈاڑھی کو مہندی کے (خضاب میں) رنگتے نماز جمعہ کے انداز سے چلتے اور لوگوں کو جمعہ پڑھاتے، تاجر تھے اس لیے ہر روز بازار جا کے خرید و فروخت کرتے۔

اُن کا بکری کا ایک گلہ تھا جو اُن کے پاس آتا، اکثر وہ خود اُن (بکریوں کے پاس جاتے اور اکثر اُن بکریوں میں اُن کی کفایت (خدمت و سربراہی) کی جاتی اور اُن کے لیے انھیں چرا دیا جاتا تھا، وہ محلے والوں کے لیے اُن کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے۔

بیعت خلافت کے بعد محلے (یا قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا): اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی، ابوبکر نے سنا تو کہا، کیوں نہیں، اپنی جان کی قسم میں تمھارے لیے ضرور دوہوں گا، اور مجھے امید ہے کہ میں نے جس چیز کو اختیار کیا وہ مجھے اس عادت سے نہ روکے گی جس پر میں تھا، وہ اُن کے لیے دوہا کرتے، اکثر وہ اسی قبیلے کی لڑکی سے کہتے کہ لڑکی، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لیے دودھ میں پھین اُٹھا دوں یا اُسے بغیر پھین کے رہنے دوں، جو وہ کہتی وہی کر دیتے۔

اسی حالت میں وہ چھ مہینے تک السنح میں رہے، پھر مدینے آ گئے، اور وہیں مقیم ہو گئے، اپنے کام پر نظر کی تو کہا، واللہ لوگوں کے امر (خلافت) میں تجارت کی گنجایش نہیں، سوائے اس کے اُن کے لیے کچھ مناسب نہیں کہ فارغ رہیں اور اُن کے حال پر نظر رکھیں، میرے عیال کے لیے بھی بغیر اُس چیز کے چارہ نہیں جو اُن کے لیے مناسب ہو (یعنی نفقہ)۔

اُنھوں نے تجارت ترک کر دی اور روزکا روز مسلمانوں کے مال (بیت المال) سے اتنا نفقہ لے لیتے جو اُن کے اور اُن کے عیال کے لیے کافی ہو، وہ حج کرتے، اور عمرہ کرتے، جو مقدار اُن لوگوں نے

اُن کے لیے مقرر کی، وہ چھ ہزار درم سالانہ تھی،

وفات کا وقت آیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اُسے واپس کردو، میں اس مال میں سے کچھ لینا نہیں چاہتا، میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے، مسلمانوں کے لیے اُن کے اُن اموال کے عوض ہے جو میں نے (بطور نفقہ) بیت المال سے لیا، یہ زمین، اونٹنی، تلوار پر صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درم کی تھی سب عمر کو دے دیا گیا، عمر نے کہا کہ انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۱ھ میں ابوبکر نے عمر کو حج پر عامل بنایا، رجب ۱۲ھ میں ابوبکر نے عمرہ کیا، چاشت کے وقت مکے میں داخل ہوئے، اور اپنی منزل میں آئے، ابو قحافہ (ابوبکر کے والد) گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اُن کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے جن سے وہ باتیں کر رہے تھے، اُن سے کہا گیا کہ یہ تمھارے بیٹے ہیں، وہ اُٹھ کے کھڑے ہوگئے،

ابوبکر نے اپنی اونٹنی بٹھانے میں عجلت کی، وہ کھڑی ہی تھی کہ اُتر گئے، اور کہنے لگے: پیارے باپ، کھڑے نہ ہوئیے، وہ اُن سے ملے اور لپٹ گئے، باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، ابو قحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

۱۳۳ عتاب بن اُسید، سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام بھی ملنے آئے، اُن لوگوں نے انھیں اس طرح سلام کیا "سلام علیک یا خلیفۃ رسول اللّٰہ" اور سب نے مصافحہ کیا، جب وہ لوگ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے تو ابوبکر رونے لگے۔

اُن لوگوں نے ابو قحافہ کو سلام کیا، ابو قحافہ نے ابوبکر سے کہا، عتیق، یہ جماعت ہے، اِن سے صحبت اچھی رکھنا، ابوبکر نے کہا "لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ امر عظیم میری گردن میں ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھے قوت نہیں

اور بغیر اللہ کی مدد کے دیانت نہیں کی جا سکتی"۔ ابوبکر اندر گئے غسل کیا اور باہر آئے، ان کے ہمراہی ساتھ چلے تو انھوں نے ہٹا دیا اور کہا کہ تم لوگ اپنی مرضی کے مطابق چلو،

لوگ اُن سے مل کے اُن کے سامنے چلتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کرتے اور ابوبکر روتے، اسی طرح وہ بیت اللہ تک پہنچے، اُنھوں نے اپنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کے بائیں کندھے پر ڈال لیا، حجر اسود کو بوسہ دیا، سات مرتبہ طواف کیا، دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے مکان واپس آئے۔

ظہر کا وقت ہوا تو نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا، پھر دار الندوہ کے قریب بیٹھ گئے، اور کہا کہ کوئی شخص ہے جو کسی ظلم کی شکایت کرے یا کوئی حق طلب کرے، مگر اُن کے پاس کوئی (شاکی) نہیں آیا، لوگوں نے اپنے والی کی نیکی کی تعریف کی، اُنھوں نے عصر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گئے۔

لوگوں نے اُنھیں رخصت کیا، وہ مدینے کی واپسی کے لیے روانہ ہوئے، جب ۱۲ھ کے حج کا وقت آیا تو اس سال ابوبکر نے لوگوں کو حج کرایا، اُنھوں نے افراد کیا (یعنی صرف حج کی نیت کی) اور مدینے پر عثمان بن عفان کو خلیفہ بنایا۔

ابوبکر کا حلیہ

قیس بن حازم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابوبکر کے پاس گیا جو گورے، دُبلے اور کم گوشت والے آدمی تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے شغدف میں تھیں تو

اُنھوں نے ایک عرب سے گزرنے والے شخص کو دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے زیادہ ابوبکر کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا، ہم لوگوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کیجیے تو انھوں نے کہا کہ وہ گورے اور دبلے تھے دونوں رخساروں پر بہت کم گوشت تھا، سینہ آگے سے ابھرا ہوا تھا، تہمد کو روک نہیں سکتے تھے جو اُن کے کولھے سے لٹک جاتی تھی، چہرے میں بہت کم گوشت تھا، آنکھیں گڑھے میں تھیں، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں، یہ اُن کا حلیہ ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ موسیٰ بن عمران بن عبد اللہ ابن عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے عاصم بن عبید اللہ بن عاصم کو بالکل یہی حلیہ بیان کرتے سنا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکر حنا اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

۱۳۴ عمارہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں اُس زمانے میں ابوبکرؓ کے پاس سے گزرا جب وہ خلیفہ تھے اور ان کی ڈاڑھی خوب سرخ تھی۔

ابی عون نے بنی اسد کے ایک شیخ سے روایت کی کہ میں نے غزوۂ ذات السلاسل میں ابوبکر کو دیکھا، وہ اپنی گندمی ناقے پر تھے ڈاڑھی ایسی تھی جیسے عرفج (گھاس) کی سفیدی، وہ بوڑھے، دبلے اور گورے تھے۔

ابو جعفر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کا سر اور ڈاڑھی ایسی (سرخ) تھی جیسے ببول کی چنگاری۔

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن اسود ابن عبد یغوث، جو ان لوگوں کے ہمنشین تھے، سفید سر اور ڈاڑھی والے تھے، وہ ایک روز صبح کو ان لوگوں کے پاس

اس حالت میں گئے کہ داڑھی کو سرخ رنگ لیا تھا، قوم نے اُن سے کہا کہ یہ زیادہ اچھا ہے، اُنھوں نے کہا کہ کل شام کو میری ماں عائشہ نے اپنی جاریہ نُخیلہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور ضرور رنگوں، اُنھوں نے مجھے بتایا کہ ابوبکرؓ بھی رنگا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کسم سے رنگتے تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عائشہؓ سے سنا جب اُن کے پاس ایک شخص کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتا ہے، اُنھوں نے کہا کہ اگر وہ خضاب کرتا ہے تو اُس کے قبل ابوبکرؓ بھی مہندی کا خضاب کر چکے ہیں۔

قاسم نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (خضاب کا ذکر) شروع کرتا، پھر اسے بیان کرتا۔

حُمید سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا؟ تو اُنھوں نے کہا آپ کا بڑھاپا ظاہر ہی نہیں ہوا، البتہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ ابوبکرؓ کس چیز کا خضاب لگاتے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ مہندی اور کتم کا، میں نے پوچھا اور عمرؓ نے؟ اُنھوں نے کہا کہ مہندی کا، پھر پوچھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ آپ نے یہ چیز ہی نہیں پائی (یعنی بڑھاپا)۔

۱۳۵ انس بن مالک سے (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مہندی اور کتم کا خضاب لگایا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

سماک نے بنی خثیم کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے ابوبکرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے سر اور ڈاڑھی میں مہندی لگائے ہوئے تھے۔

معاویہ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ کیا ابوبکرؓ خضاب کرتے تھے؟ انھوں نے کہا، ہاں، وہ متغیر ہو رہے تھے (یعنی بالوں کا رنگ بدل رہا تھا)۔

عمار الدہنی سے مروی ہے کہ میں مکے میں انصار کے بوڑھوں کے پاس بیٹھا تھا اُن سے سعد بن ابی الجعد نے پوچھا کہ کیا عمرؓ مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ ابوبکرؓ مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ ان لوگوں کے پاس جایا کرتے، اُن کی ڈاڑھی مہندی اور کتم کی شدید سرخی سے عرفج کی چنگاری کی طرح تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کتم کا خضاب کرتے تھے۔

زیاد بن علاقہ نے اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کی کہ ابوبکرؓ نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا۔

انس خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے اصحاب میں سوائے ابی بکر کے کوئی کھچڑی بال والا نہ تھا، ابوبکرؓ نے اُن پر مہندی اور مہندی کا غلاف (خضاب کیا)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (چاہو تو بالوں کا رنگ) بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (کہ اُن کی طرح سیاہ خضاب لگانے لگو) پھر ابو بکرؓ نے مہندی اور کتم سے رنگا، عمرؓ نے بھی رنگا، اُن کا رنگ تیز تھا، عثمانؓ بن عفان نے زرد رنگا، راوی نے کہا کہ نافع بن جبیر سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا رنگا تو انھوں نے کہا کہ آپ کو بہت ہی خفیف پیری آئی تھی۔

۱۳۶

عطا خراسانی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے تم جمال حاصل کرتے ہو مہندی اور کتم ہے۔

عاصم بن سلیمان سے مروی ہے کہ ابن سیرین نے انس بن مالک سے پوچھا: کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی خضاب کرتا تھا، انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ، ابن سیرین نے کہا کہ سند کے لیے مجھے یہ کافی ہے۔

ابو بکرؓ کی وصیت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مرض موت میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے کہا کہ میرے مال پر نظر کرنا کہ جب سے میں امارت میں داخل ہوا کیا بڑھ گیا، اُسے میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا، کیوں کہ میں نے اُس مال کو اپنی مشقت سے حلال یا درست بنا لیا تھا اور مجھے اسی طرح چکنا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا، ان کی وفات ہو گئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو ان کے بچوں کو کھلاتا، اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انھیں پانی بھر دیتا یا (بروایت عبد اللہ بن نمیر) جو اُن کے باغ کو سیراب کرتا، ہم نے

دونوں کو عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ مجھے میرے دادا یا نانا نے خبر دی کہ عمرؓ رونے لگے اور کہا کہ ابوبکرؓ پر اللہ کی رحمت ہو، وہ اپنے بعد والے کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کا وقت وفات آیا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے پاس سوائے اس اونٹنی اور اس صیقل کرنے والے غلام کے جو مسلمانوں کی تلواریں بناتا تھا اور ہماری خدمت کرتا تھا اس بیت المال میں سے اور کچھ نہیں جانتا، جب میں مروں تو اسے عمرؓ کو دے دینا، جب میں نے وہ عمرؓ کو دیا تو انھوں نے کہا اللہ ابوبکر پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابوبکر صدیقؓ کی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی ان کی کھڑکی کے قریب گئے، ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نے صبح کیوں کر کی اور شام کیوں کر کی، وہ خود ہمارے سامنے نکل آئے، اور کہا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں؟ ہم نے کہا بیشک ہم لوگ راضی ہیں، عائشہؓ ہی ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔

انھوں نے کہا کہ میں اس امر پر کس قدر حریص تھا کہ مسلمانوں کے لیے ان کے مال غنیمت کو بڑھا دوں، باوجودیکہ مجھے گوشت اور دودھ ملتا تھا، تم لوگ نظر کرو، جب میرے پاس سے پلٹنا تو دیکھنا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کو عمرؓ کے پاس پہنچا دینا۔

یہی بات تھی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ انھوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، ان کے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درم، صرف ایک خادم ایک دودھ والی اونٹنی اور ایک دودھ دوہنے کا برتن تھا، عمرؓ نے اسے اپنے پاس لاتے دیکھا تو کہا اللہ ابوبکر پر رحمت کرے، انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

۱۴۷

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ صدیق کی وفات ہوئی تو ان پر چھ ہزار درم تھے جو انھوں نے بطور نفقہ بیت المال سے لیے، وفات کے وقت انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے مجھے نہ چھوڑا میں نے بیت المال سے چھ ہزار درم لے لیے، میری وہ دیوار جو فلاں فلاں مقام پر ہے انھیں درہموں کے عوض ہے، ابوبکرؓ کی وفات کے بعد عمرؓ سے بیان کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے، انھوں نے یہ چاہا کہ اپنے بعد کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیں، میں ان کے بعد والی امر ہوں، حالاں کہ میں نے اسے تمھارے سامنے رد کیا ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے ان سے کہا: اے عائشہ میرے پاس مال میں سے سوائے اونٹنی اور پیالے کے کچھ نہیں، جب میں مروں تو ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جانا، وفات کے بعد لوگ ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے گئے، انھوں نے کہا، اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے، وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے دو لوحیں جمع کیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کی، انھوں نے آزاد کو بھی دس درم دیئے غلام کو بھی دس درم دیئے، عورت کو بھی دس درم دیئے اور اس کی باندی کو بھی دس درم دیئے، دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درم دیئے۔

اُسیر سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا: میں ابوبکرؓ صدیق کی علالت میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت کیجیے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے اس دن کے بعد وصیت نہ کر سکیں گے، انھوں نے کہا بیشک اے سلمان عنقریب وہ فتوح ہوں گی جنھیں میں نہیں جانتا، اس میں سے تمھارا حصہ وہ ہوگا جو تم نے اپنے پیٹ میں کر لیا، یا اپنی پیٹھ پر ڈال لیا (یعنی پہن لیا)۔ خوب سمجھ لو کہ جو شخص پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، وہ صبح کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے اور شام کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے، تم ہرگز کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرنا جو اللہ کے

ذمے والوں میں سے ہو، کیوں کہ اللہ تم سے اپنے ذمے کا مطالبہ کرے گا اور تم کو منھ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

خالد بن ابی عزّہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی، یا کہا کہ میں اپنے مال میں سے وہ لے لوں گا جو اللہ نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے لیا ہے۔

۱۳۸　قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: میرے لیے غنیمت کا وہ مال ہے جس سے میرا پروردگار راضی ہو، پھر انھوں نے خمس (پانچویں حصے) کی وصیت کی۔

اسحاق بن سوید سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے خمس کی وصیت کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو وہ بیٹھے، خطبہ و تشہد پڑھا، پھر کہا کہ امابعد، پیاری بیٹی (عائشہؓ) مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمھاری بے فکری، بے نیازی محبوب ہے، اور اپنے بعد تمھاری مفلسی و محتاجی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے میں نے اپنے مال کا بیس وسق غلہ تمھیں بخش دیا، واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں اور اسے لے لیتیں، لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے، اور وہ تمھارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

عائشہؓ نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں، بہنیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میری زوجہ بنت خارجہ کی پیٹ والی، کیوں کہ میں اسے لڑکی ہی سمجھتا ہوں۔

محمد بن الاشعث سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے جب مرض کی شدت ہوئی، عائشہؓ سے کہا کہ میرے اہل میں مجھے کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں، میں نے تمھیں بحرین میں ایک زمین بطور جاگیر دی تھی، میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے کچھ حاصل کیا ہو، انھوں نے کہا بیشک، ابوبکرؓ نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم اس باندی کو جو اُن کے لڑکے کو دودھ پلاتی اور ان دونوں دودھ دینے والی

اونٹنیوں کو اور ان کے دودھ پینے والے (غلام) کو عمرؓ کے پاس بھیج دینا، ابو بکرؓ اپنے ہم نشینوں کو ان اونٹنیوں کا دودھ پلایا کرتے تھے، ان کے پاس مال میں سے کچھ نہ تھا۔

ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو عایشہؓ نے غلام اور باندی اور دونوں اونٹنیوں کو عمرؓ کے پاس بھیجا، عمرؓ نے کہا کہ اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا، انھوں نے غلام اور اونٹنیوں کو قبول کرلیا اور باندی انھی کو واپس کردی۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے ان (عایشہؓ) کو بلایا اور کہا کہ اپنے بعد غنا و بیفکری میں اپنے اہل میں تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں، نہ مجھے تم سے زیادہ کسی کا حقیر و محتاج ہونا گراں ہے، میں نے تمھیں العالیہ کی زمین کا بیس وسق غلہ بخش دیا تھا، اگر تم اس میں سے کسی سال ایک کھجور بھی حاصل کرلیتیں، جو تمھارے لیے جمع ہوتی (تو مجھے اطمینان ہوتا) اب تو وہ وارث ہی کا مال ہے، کہ تمھارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، میں نے کہا کہ وہ تو اسما ہیں (جو ایک ہی بہن ہیں دو بہنیں کہاں ہیں) انھوں نے کہا کہ بنت خارجہ کے پیٹ والی، میرے قلب میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے، میں اس کے لیے خیر کی وصیت کرتا ہوں، چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

افلح بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ مال جو ابو بکرؓ نے عایشہؓ کو العالیہ میں دیا، اموال بنی النضیر میں سے بیر حجر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا تھا، ابو بکرؓ نے اس کی اصلاح کی اس میں کھجور کے درخت لگائے۔

عامر سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عایشہؓ سے کہا کہ پیاری بیٹی، تمھیں معلوم ہے کہ تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور سب سے زیادہ عزیز ہو، میں نے

۱۳۶

تمھیں اپنی وہ زمین دی تھی جو تم جانتی ہو کہ فلاں فلاں مقام میں ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے وہ واپس کر دو کہ کتاب اللہ کے موافق میری اولاد پر تقسیم ہو کیوں کہ میرے رب نے مجھے القا کیا تھا، جب القا کیا تھا (یعنی دل میں ڈال دیا تھا کہ میں وہ زمین تمھیں دے دوں) حالاں کہ میں نے اپنی ایک اولاد کو دوسری اولاد پر فضیلت (ترجیح) نہیں دی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے نہ دینار چھوڑا نہ درم جس پر اللہ نے اپنا سکہ ڈھالا تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے حاتم کے کلام میں سے ایک شعر پڑھا ؎

لَعَمرک ما یغنی الثراء عن الفتی   اذا حشرجت یوما وضاق بہا الصدر

تیری جان کی قسم توانگری بندے کو (موت سے) بچا نہیں سکتی جب کسی دن سانس اُکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے۔

انھوں نے فرمایا کہ بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو: "وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذٰلک ما کنت منہ تحید" (موت کی سختی آ ہی گئی یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھڑکتا تھا) تم لوگ میری ان دونوں چادروں کو محفوظ رکھنا، جب میں مر جاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے انھیں کا کفن دینا، کیوں کہ نئے کپڑے کا زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ محتاج ہے۔

ابی بکر بن حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عائشہؓ ابو بکرؓ کے پاس اُس وقت آئیں جب اُن کی وہی کیفیت تھی جو مرنے والے کی ہوتی ہے جان سینے میں تھی، تو اُنھوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا:

لَعَمرک ما یُغنی الثراءُ عن الفتیٰ   اذا حشرجت یوما وضاق بہا الصدر

(ترجمہ پہلے گزر گیا) اُنھوں نے ناراض ہونے والے کی طرح اُن کی طرف دیکھا اور کہا: ام المومنین، اس طرح نہیں، بلکہ اس طرح کہ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذٰلک ما کنت منہ تحید" (ترجمہ اوپر گزر گیا)،

(عائشہؓ) میں نے تمھیں ایک دیوار (احاطہ) دیا تھا، اب اُس کے متعلق میرے دل میں ایک بات آئی (کہ مجھے اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اُن میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے) تم اُسے میراث میں واپس کردو، انھوں نے کہا بہت اچھا میں نے اُسے واپس کردیا، پھر فرمایا کہ دیکھو جب سے ہم امر مسلمین کے والی ہوئے نہ ہم نے ان کا کوئی دینار کھایا نہ درم، البتہ ہم نے اُن کے موٹے غلے کا آٹا اپنے شکموں میں بھر لیا اور اُن کے موٹے جھوٹے کپڑے اپنی پیٹھ پر پہن لیے، ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ہے، نہ تھوڑا نہ بہت، سوائے اسی حبشی غلام اور اس پانی کھینچنے والے اونٹ اور پرانی چادر کے، جب میں مرجاؤں تو تم انھیں عمرؓ کے پاس بھیج دینا اور بری ہو جانا۔

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا، جب قاصد یہ اشیا لے کے عمرؓ کے پاس آیا تو وہ اتنا روئے کہ آنسو زمین پر بہنے لگے، کہنے لگے کہ اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے، انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا، اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے، انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا، اے غلام انھیں اٹھا لے۔

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ابوبکر کے عیال سے ایک حبشی غلام، ایک پانی کھینچنے والا اونٹ اور ایک پانچ درم کی پرانی چادر چھینتے ہیں، فرمایا: اچھا تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ان چیزوں کو اُن کے عیال کو واپس کردیجیے، فرمایا: نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، یا جس طرح قسم کھائی ہو، یہ میری ولایت میں کبھی نہ ہوگا، اور یہ نہ ہوگا کہ ابوبکرؓ موت کے وقت جن چیزوں سے سبکدوش ہوئے میں اُن کے عیال کو

۱۴۰

واپس کردوں (ایسا کرنے سے) موت زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے مرنا اچھا مگر واپس کرنا نہیں اچھا)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو انھوں نے کہا (شعر):

من لایزال دمعہ مقنعا فانہ لابد مرۃ مدفوق

(جس شخص کے آنسو ہمیشہ اس حالت میں جاری رہیں کہ وہ چادر میں اپنا سر چھپائے ہو۔ تو وہ لامحالہ ایک روز مر جائے گا۔

ابوبکرؓ نے کہا بیٹی ایسا نہیں ہے، بلکہ "جاءت سکرۃ الموت بالحق ذلك ما کنت منہ تحید" (ترجمہ اوپر گزر گیا)۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ اپنی جان جاں آفرین کو دے رہے تھے تو ان کے پاس عائشہؓ آئیں، انھوں نے کہا کہ ہائے والد۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا حاتم نے کہا: اذا حشرجت یوما وضاق بہا الصدر۔ (جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے) تو انھوں نے کہا: بیٹی اللہ کا قول زیادہ سچا ہے "وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ماکنت منہ تحید" میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھونا اور انھیں کو میرا کفن بنانا، عائشہؓ نے کہا: والد! اللہ نے دیا اور احسان کیا، ہم آپ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے فرمایا: زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے ڈھانکتا ہے، کفن تو صرف پیپ، خون اور گھنگی کا ہو جاتا ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابوبکر صدیقؓ علیل ہوئے اور ان کی بیماری شدید ہو گئی تو عائشہؓ نے اُن کے سرھانے بیٹھ کر (یہ شعر) کہا:

کل ذی ابل موروثہا وکل ذی سلب مسلوب

ہر اونٹ والے کے اونٹوں کا کوئی وارث ہوگا اور ہر غنیمت والے سے چھین لیا جائے گا

(یعنی موت کے بعد)۔
فرمایا: بیٹی جیسا تم نے کہا ایسا نہیں ہے، البتہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ماکنت منہ تحید"
(موت کی سختی آہی گئی حالاں کہ اسی سے تو بیزار تھا)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ قضا کر رہے تھے تو میں نے یہ شعر بطور مثال پڑھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ربیع الیتامیٰ عصمۃ للارامل

(وہ ایسے گورے آدمی ہیں جن کے چہرے سے ابر بھی سیرابی حاصل کرتا ہے، وہ یتیموں کی بہار اور بیواؤں کی پناہ ہیں)۔

ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔

ثمیثہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا:

من لایزال دمعہ مقنعا فانہ لابد مرۃ مدفوق

(ترجمہ اوپر گزر گیا) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ماکنت منہ تحید" (ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے:

لاتزال تنعی حبیبا حتی تکونہ وقد یرجو الفتی الرجا یموت دونہ

(تو اپنے دوست کی خبر مرگ سنایا کرتا تھا حتی کہ تو بھی وہی ہو گیا، بندہ ایسی چیز دل کی آرزو کرتا ہے کہ وہ اس کے ادھر ہی مر جاتا ہے)۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا: کیا ہم طبیب کو نہ بلادیں، انھوں نے کہا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے، اور کہا ہے کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ نے کہا: مجھے پسند تھا کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے کھا جاتے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ اور حارث بن کلدہ اس

بھنے ہوئے گوشت میں سے کھا رہے تھے جو ابو بکرؓ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا، حارث نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! اپنا ہاتھ اُٹھا لیجیے، واللہ اس میں سال بھر میں ہلاک کرنے والا زہر ہے میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے" اُنھوں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا، دونوں برابر بیمار رہے اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ نے کہا: مجھے خُمس کی وصیت کرنا ربع کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے، اور مجھے ربع کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے جس نے ثلث کی وصیت کی تو اُس نے (وارث کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا۔

عبداللہ البہی (اور تین طرق) سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کے مرض میں شدت ہوئی تو اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمرؓ بن الخطاب کا حال بتاؤ، عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جو یقیناً مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، ابو بکرؓ نے کہا کہ اگرچہ میں زیادہ جانتا ہوں مگر تم بھی بیان کرو، عبدالرحمٰن نے کہا: واللہ اُن کے حق میں میری جو رائے ہے وہ اُس سے افضل ہیں۔

اُنھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ، اُنھوں نے کہا کہ آپ ہم سب سے زیادہ اُن سے آگاہ ہیں، اُنھوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ، اس پر بھی جو تمھیں معلوم ہو وہ بیان کرو، عثمانؓ نے کہا کہ اے اللہ میرا علم اُن کے متعلق یہ ہے کہ اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے بہتر ہے، اور اُن کے مثل ہم میں کوئی نہیں، ابو بکرؓ نے کہا، خدا تم پر رحمت کرے، واللہ اگر تم ان کا حال ترک کر دیتے تو میں تمھیں بغیر بیان کیے جانے نہ دیتا۔

اُنھوں نے ان دونوں کے ہمراہ سعید بن زید ابوالاعور اور اُسید بن الحضیر سے اور ان کے سوا دوسرے مہاجرین وانصار سے بھی مشورہ کیا، اُسید نے کہا، اے اللہ مجھے حق کی توفیق دے، آپ کے بعد میں انھیں سب سے بہتر جانتا ہوں، جو رضائے الٰہی سے راضی ہیں، اور ناراضی سے ناراض، ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور اس امر پر کوئی ایسا والی نہیں، جو اُن سے زیادہ قوی ہو۔ ۱۴۲

بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن و عثمانؓ کا ابوبکرؓ کے پاس جانا اور اُن سے خلوت کرنا سنا تو وہ لوگ ابوبکرؓ کے پاس آئے، ان میں سے کسی کہنے والے نے اُن سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے جب وہ آپ سے عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنانے کو پوچھے گا، حالاں کہ آپ اُن کی سختی دیکھتے ہیں، ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے بٹھا دو، پھر اُن لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ تمھاری امارت سے جس نے ظلم سے توشہ حاصل کیا وہ برباد گیا، اگر اللہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا کہ اے اللہ تیرے خاص بندوں میں جو سب سے بہتر تھا میں نے اُسے خلیفہ بنایا، اے شخص، میں نے جو کچھ تم سے کہا یہ اُن لوگوں کو بھی پہنچا دینا، جو تمھارے پیچھے ہیں،

ابوبکرؓ لیٹ گئے، اُنھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے اپنی دُنیا کے آخر زمانے میں، اُس سے نکلتے وقت، اور آخرت کے ابتدائی زمانے میں، اُس میں داخل ہوتے وقت (اور آخرت وہ جگہ ہے) جہاں کافر بھی ایمان لاتا ہے، منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے، وصیت کی کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ بنا دیا، لہٰذا اُن کی بات سننا اور اُن کی اطاعت کرنا، میں نے اللہ، اُس کے رسول، اُس کے دین، اپنے نفس اور

تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی) عمرؓ اگر عدل کریں تو ان کے ساتھ میرا یہی گمان ہے اور ان کے بارے میں میرا یہی علم ہے، اگر وہ عدل کو بدل دیں تو ہر شخص کو اس کے حاصل کیے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی، میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا، میں غیب کی بات نہیں جانتا ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام پر پلٹتے ہیں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ" انھوں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور مہر لگائی۔

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے اس فرمان کا عنوان لکھوا دیا جس میں عمرؓ کا ذکر رہ گیا، قبل اس کے کہ وہ کسی کو نامزد کریں، بیہوش ہو گئے، عثمانؓ نے لکھ دیا کہ میں نے تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ بنا دیا، جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا وہ میرے سامنے پڑھو، انھوں نے عمرؓ کا ذکر پڑھا تو ابو بکرؓ نے تکبیر کہی اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمھیں اندیشہ ہوگا کہ اگر اس غش میں میرا دم نکل گیا تو لوگ اختلاف کریں گے، اللہ تمھیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے، واللہ تمھیں اس لکھنے کے اہل تھے۔

ابو بکرؓ کے حکم سے وہ مہر کیا ہوا فرمان لے کے نکلے، ہمراہ عمرؓ بن الخطاب اور اسید بن سعید القرظی بھی تھے، عثمانؓ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم اس شخص سے بیعت کرتے ہو جو اس فرمان میں ہے؟ سب نے کہا "جی ہاں"، ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو جان لیا ہے جس کا ذکر اس فرمان میں ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ میں ایسے شخص سے بھی آگاہ ہوں جو یہ کہتا ہے کہ (ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم اس شخص کو جانتے ہیں کہ) وہ عمرؓ ہیں، سب نے اس کا اقرار کیا، ان سے راضی ہو گئے اور بیعت کر لی، ابو بکرؓ نے تنہا عمرؓ کو بلایا جو وصیت کی وہ وصیت کی (جس کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ دونوں پھر وہ ان کے پاس سے

روانہ ہو گئے۔

ابو بکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کے پھیلائے اور کہا:
اے اللہ، میری نیت میں اس (فرمان) سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے، میں نے فتنے کا اندیشہ کیا، اس لیے ان لوگوں کے معاملے میں وہ عمل کیا جس کو تو خوب جانتا ہے، اُن کے لیے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا، میں نے اُن پر اُن کے سب سے بہتر کو، سب سے قوی تر کو، اور سب سے زیادہ راہ راست پر چلانے کے خواہشمند کو والی بنایا، میرے پاس تیرا جو حکم آیا وہ آیا (یعنی موت کا حکم) بس تو ہی ان لوگوں میں میرا خلیفہ ہے، کیوں کہ وہ تیرے بندے ہیں اور اُن کی پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں (کہ تو جدھر چاہے پھیر دے) اے اللہ اُن کے لیے اُن کے والی کی اصلاح کر، اُسے اپنے خلفائے راشدین میں سے بنا، جو تیرے نبی رحمت کی ہدایت کی، اور اُن کے بعد صالحین کی ہدایت کی، پیروی کرے، اور اُس کے لیے اُس کی رعیت کی بھی اصلاح کر۔

۱۴۳ عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کے عارضے میں شدت ہوئی تو اُنھوں نے پوچھا: یہ کونسا دن ہے؟ عرض کی، دوشنبہ، پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کیا گیا آپ کی وفات دوشنبے کو ہوئی، فرمایا: پھر تو میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے۔

ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس میں گیرو (سرخ مٹی کے رنگ) کا اثر تھا، اُنھوں نے کہا کہ جب میں مروں تو اسی چادر کو دھو ڈالنا اور اس کے ساتھ دو نئی چادریں شامل کر لینا، مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا، ہم لوگوں نے کہا: کیا ہم سب کو نیا ہی نہ کر لیں؟ فرمایا: "نہیں، وہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے"، زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے، پھر وہ شب سہ شنبہ کو (اپنے ارشاد کے مطابق)

انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اُن سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی: دو شنبے کو، اُنھوں نے کہا: "ماشاء اللہ" میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے، پوچھا: تم نے آپ کو کس چیز کا کفن دیا تھا؟ میں نے کہا، تین سفید سوتی یمنی چادروں کا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ، فرمایا: میری یہ چادر دیکھو جس میں گیرو یا زعفران کا اثر ہے، اسے دھو ڈالنا اور اس کے ساتھ دو چادریں اور شامل کر لینا، میں نے کہا کہ وہ تو پرانی ہے، فرمایا: زندہ نئے کا زیادہ مستحق ہے، یہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے لیے) ایک یمنی حلّہ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں کفن دیا، پھر وہ حلّہ نکال لیا اور آپ کو تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا، عبداللہ نے وہ حلّہ لے لیا کہ وہی کپڑا میرا کفن ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو مس کیا تھا۔ مگر بعد کو رائے بدل دی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن نہ دیا جائے جسے اللہ نے اپنے نبی کو کفن دیے جانے سے روک دیا۔ ابوبکرؓ کی وفات شب سہ شنبہ کو ہوئی اور رات ہی کو دفن کیے گئے، عایشہؓ کا انتقال بھی رات ہی کو ہوا، عبداللہ بن الزبیر نے اُنھیں رات ہی کو دفن کیا۔

عایشہؓ سے تین طریقوں سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کے مرض کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اُنھوں نے ۷ رجمادی الآخرہ ۱۳ھ یوم دو شنبہ کو غسل کیا، جو ٹھنڈا دن تھا، پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے، عمرؓ بن الخطاب کو حکم دے دیا کرتے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، شدتِ مرض کی حالت میں روزانہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔

اس زمانے میں وہ اپنے اس مکان میں اُترے ہوئے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن عفان کے مکان کے روبرو دیا تھا، عثمانؓ نے اُن لوگوں کو آپ کی تیمارداری کے لیے آپ کے ساتھ کردیا تھا، شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو ابوبکرؓ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

۱۴۴

اُن کی خلافت دو سال چھ مہینے اور دس دن رہی، ابومعشر نے کہا کہ دو سال اور چار دن کم چار ماہ رہی، وفات کے وقت وہ ترسٹھ سال کے تھے (رحمہ اللہ) اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پائی، ابوبکرؓ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ہوئی۔

جریر سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہ کو کہتے سنا کہ ابوبکرؓ وفات کے وقت ترسٹھ سال کے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو وہ ترسٹھ سال کے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پوری کرلی، جب اُن کی وفات ہوئی تو ترسٹھ سال کے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن والے ابوبکرؓ اور سہیل بن بیضا تھے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ انھیں اُن کی زوجہ اسما غسل دیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو اُن کی زوجہ اسما بنت عمیس نے غسل دیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ انھیں اُن کی زوجہ اسما غسل دیں۔

حسن سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ اُنھیں اسما غسل دیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو اُن کی زوجہ اسما نے غسل دیا۔

ابی بکر بن حفص سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اسما بنت عمیس کو وصیت کی کہ جب میں مروں تو تمھیں غسل دو، اور اُنھیں قسم دی کہ افطار کر لینا تب غسل دینا، کیوں کہ یہ تمھارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگا (ورنہ نہلانے میں ضعف محسوس ہوگا)، اُنھوں نے دن کے آخر میں اُن کی قسم کا ذکر کیا، پانی منگا کر پی لیا اور کہا واللہ آج میں ان کے بعد قسم شکنی (حنث) نہ کروں گی۔

۱۲۵

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ صدیق نے وصیت کی کہ اُنھیں اُن کی بیوی اسما غسل دیں، اگر وہ عاجز ہوں تو اُن کے فرزند محمد اُن کی اعانت کریں، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ (راوی کا) وہم ہے، اور محمد بن سعد نے کہا کہ یہ خطا ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ اُنھیں اُن کی بیوی اسما بنت عمیس غسل دیں، اور اگر وہ (تنہا) نہ دے سکیں تو عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے مدد لیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہی ثابت ہے، اُن کے بیٹے محمد اُن کی کس طرح مدد کر سکتے تھے، وہ تو سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے زمانے میں ذو الحلیفہ میں پیدا ہوئے اور ابو بکرؓ کی وفات کے وقت اُن کو تین سال یا اُسی کے قریب ہوئے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو اسما بنت عُمیس نے غسل دیا۔

عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اسما بنت عمیس زوجۂ ابی بکرؓ صدیق نے جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل دیا، پھر جو مہاجرین موجود تھے اُن سے دریافت کیا کہ میں روزہ دار ہوں اور آج کا دن سخت سردی کا ہے، کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ ان لوگوں نے

کہا کہ نہیں۔

عطا سے مروی ہے کہ اسما نے ابوبکرؓ کو سردی والی صبح میں غسل دیا، انھوں نے عثمانؓ سے پوچھا، کیا اُن پر غسل واجب ہے؟ انھوں نے کہا "نہیں"، عمرؓ بھی سن رہے تھے مگر انکار نہیں کیا۔

(غسال میت پر غسل واجب ہے مگر حضرت اسما کو سردی کا عذر تھا اس لیے انھیں ترک غسل کی اجازت دے دی گئی)۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا، جن میں ایک سفید تھی اور ایک چادر گیرو میں رنگی ہوئی (سرخ) تھی، انھوں نے کہا کہ زندہ لباس کا میت سے زیادہ محتاج ہے، وہ تو صرف اُس آلائش کے لیے ہے جو میت کی ناک اور منھ سے نکلتی ہے۔

بکر بن عبد اللہ المزنی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک گیرو میں رنگی ہوئی تھی۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق جب علیل تھے تو عایشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا، انھوں نے کہا کہ تین سوتی چادروں میں، ابوبکرؓ نے اس چادر کے متعلق جو اُن کے جسم پر تھی، کہا کہ اُس کو لے لینا، گیرو یا زعفران جو لگ گیا ہے اُسے دھو ڈالنا اور مجھے اُسی میں دو اور چادروں کے ساتھ کفن دے دینا۔ عایشہؓ نے کہا: یہ کیا ہے کہ آپ پرانی چادر کفن میں شامل کراتے ہیں، ابوبکرؓ نے کہا کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے، اور وہ تو صرف پیپ خون کے لیے ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو دُھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا۔

شعبہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے دریافت کیا کہ ابوبکرؓ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا، انھوں نے کہا کہ تین چادروں میں، میں نے کہا کہ تم سے کس نے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی سے سنا۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا، شریک نے کہا کہ ان میں گرہ لگا دی گئی تھی۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو انھی جمع کیے ہوئے کپڑوں میں سے دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اُن کی پرانی چادروں کو دھو کے انھی میں کفن دیں، راوی نے کہا کہ وہ رات کو دفن کیے گئے۔

سیف بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے میری انھی دونوں چادروں میں کفن دینا جن میں میں نماز پڑھتا تھا، انھیں دھو ڈالنا، کیوں کہ یہ دونوں پیپ خون اور مٹی کے لیے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا کہ میرا یہی کپڑا دھو ڈالنا اور اسی میں کفن دے دینا کیوں کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ صدیق کو یمن کی دو سوتی دھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا، ابو بکرؓ نے کہا زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے، کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک دھلی ہوئی تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ اُن کو اُنھی دو چادروں میں کفن دیا جائے جو جسم پر ہیں، اور جنھیں وہ پہنا کرتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ مجھے انھی میں کفن دینا، کیوں کہ زندہ مردے سے زیادہ نئے کا محتاج ہے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک دھلی ہوئی تھی۔

۱۴۷

صالح بن ابی حسان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ ابو بکرؓ پر نماز کہاں پڑھی گئی، اُنھوں نے کہا قبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور منبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان، پوچھا: کس نے نماز پڑھی، اُنھوں نے کہا عمرؓ نے، پوچھا: اُنھوں نے کتنی تکبیریں کہیں، فرمایا: چار۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں پر مسجد کے اندر منبر کے روبرو نماز پڑھی گئی۔

ابن نمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین اُن کے پاس سے گزرے اُنھوں نے سعید سے کہا کہ ابو بکرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی، فرمایا: کہ قبر و منبر کے درمیان۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

محمد بن فلان بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مسجد میں جب ابوبکرؓ پر نماز پڑھی تو انھوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس نے ابوبکرؓ پر نماز پڑھی وہ عمرؓ تھے اور صہیب نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ پر عمرؓ نے نماز پڑھی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کیے گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات رات کو ہوئی، ہم نے انھیں صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا۔

۱۴۸ عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ دریافت کیا گیا کہ کیا میت رات کو دفن ہوسکتی ہے؟ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ رات ہی کو دفن کیے گئے۔

ابن السباق سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات کو دفن کیا، پھر وہ مسجد میں گئے اور تین رکعت نماز وتر پڑھی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کیے گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کیے گئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کیے گئے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ رات کو دفن کیے گئے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کیے گئے اور عمرؓ بن الخطاب نے دفن کیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات کو دفن کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ابوبکرؓ کی تدفین میں موجود تھا، ان کی قبر میں عمرؓ بن الخطاب، عثمانؓ بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ اور

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اُترے، میں نے بھی اُترنے کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے کہا کہ کافی ہے (تمھاری ضرورت نہیں)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو عائشہؓ نے اُن پر نوحہ قایم کیا، عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور اُن عورتوں کو ابوبکرؓ پر نوحہ کرنے سے منع کیا، عورتوں نے باز رہنے سے انکار کیا، اُنھوں نے ہشام بن الولید سے کہا کہ میرے پاس ابی قحافہ کی بیٹی (ابوبکرؓ کی بہن) کو لے آؤ، اُنھوں نے اُن کو درّے سے چند ضربیں لگائیں، نوحہ کرنے والیوں نے یہ سنا تو سب متفرق ہوگئیں، عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ یہ چاہتی ہو کہ تمھارے رونے کی وجہ سے ابوبکرؓ کو عذاب کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت پر اُس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مغرب و عشا کے درمیان ابوبکرؓ کی وفات ہوئی، صبح ہوئی تو مہاجرین و انصار کی عورتیں جمع ہوئیں اور لوگوں نے نوحہ قایم کیا حالاں کہ ابوبکرؓ کو غسل و کفن دیا جا رہا تھا، عمرؓ بن الخطاب نے نوحہ کرنے والیوں کو حکم دیا تو وہ منتشر کر دی گئیں، واللہ وہ عورتیں اگر اسی بات پر تھیں تو متفرق کر دی گئیں اور وہ جمع ہوئی تھیں۔

۱۴۹ عمر بن عبداللہ بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ اور قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے، اُن کی وفات پر قبر کھود دی گئی سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا، اور لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ملا دی گئی، وہ وہیں دفن کیے گئے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس ہے اور عمرؓ کا سر ابوبکرؓ کے کولوں کے پاس۔ المطلب بن عبداللہ بن حنطب سے

مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی قبر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں عائشہؓ کے پاس گیا، ان سے کہا کہ اے ماں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کی قبریں میرے لیے کھول دیجیے، انھوں نے میرے لیے تینوں قبریں کھول دیں جو نہ بلند تھیں نہ زمین میں پیوست، سرخ کنکریلی زمین کی کنکریاں ان پر پڑی ہوئی تھیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا کہ وہ آگے تھی، ابوبکرؓ کی قبر آپ کے سر کے پاس تھی اور عمرؓ کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے پاس تھا، عمروؓ بن عثمان نے کہا کہ قاسم نے ان حضرات کی قبور کا حلیہ بیان کیا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑا دیکھا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے لیے دعا کر رہے تھے۔

ابوعقیل نے ایک شخص سے روایت کی کہ علیؓ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ دونوں ہدایت کے امام، راستہ پانے والے، راستہ بتانے والے، اصلاح کرنے والے، کامیابی حاصل کرنے والے تھے جو دنیا سے اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ نے مکے میں ایک خوفناک آواز سنی تو کہا کہ یہ کیا ہے، لوگوں نے کہا کہ تمھارے بیٹے کی وفات ہو گئی، انھوں نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت ہے، ان کے بعد امارت کو کس نے قائم کیا، لوگوں نے کہا کہ عمرؓ نے، انھوں نے کہا کہ وہ ان کے صاحب (ساتھی - دوست) ہیں۔

شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق کے والد ابوقحافہ ان کے سدس

(چھٹے حصے) کے وارث ہوئے، ان کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد و عائشہؓ و اسماء و ام کلثوم اولاد ابی بکرؓ اور ان کی دونوں بیویاں اسما بنت عمیس اور حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی جو بنی الحارث ابن الخزرج میں سے تھیں وارث ہوئیں، یہی حبیبہ ام کلثوم کی ماں تھیں، جو ابوبکر رحمۃ اللہ کی وفات کے وقت پیٹ میں تھیں۔

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہؓ نے کہا کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ ابوقحافہ سے ابوبکرؓ رحمۃ اللہ کی میراث کے بارے میں گفتگو کی گئی تو انھوں نے کہا کہ میں اس کو ابوبکرؓ کی اولاد کو واپس کرتا ہوں۔ ۱۵۱

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ کے بعد ابوقحافہ بھی چھ مہینے اور کچھ دن سے زیادہ زندہ نہ رہے، محرم ۱۴ھ میں مکے میں جب وہ ستانوے سال کے تھے، انتقال ہو گیا۔

حبان الصائغ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی مُہر (انگوٹھی) کا نقش "نعم القادر اللہ" تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ صدیق بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے قرآن جمع نہیں کیا تھا۔

بسطام بن مسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تم دونوں پر کوئی امیر نہ بنے گا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ ہم تم سے بیعت کریں، عمرؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں، ابوبکرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو، عمرؓ نے کہا کہ میری قوت باوجود آپ کے افضل ہونے کے آپ ہی کے لیے ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ نے ان سے بیعت کر لی۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر سے

اس حالت میں ملا کہ میری ڈاڑھی سفید تھی، انھوں نے کہا تمھیں خضاب سے کون مانع ہے، میں نے کہا کہ میں اس شہر میں اُسے ناپسند کرتا ہوں، انھوں نے کہا، ویسے ... تو، میں تو اُسی سے رنگتا تھا یہاں تک کہ میرا منھ ... ہو گیا (یعنی رعشہ پڑ گیا) انھوں نے کہا کہ تمھارے علما میں سے احمق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ڈاڑھیوں کا خضاب حرام ہے، حالاں کہ ان لوگوں نے محمد بن ابی بکرؓ یا قاسم بن محمد سے ابوبکرؓ کے خضاب کو دریافت کیا (زہیر نے کہا کہ محمد و قاسم کے نام میں شک نہیں ہے کسی اور سے ہے کہ اُسے یاد نہیں رہا) تو انھوں نے کہا کہ وہ مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ صدیق نے خضاب لگایا، میں نے کہا کہ صدیق نے؟ انھوں نے کہا کہ اسی قبلے یا کعبے کے رب کی قسم کہ وہ صدیق تھے (جنھوں نے سرخ خضاب لگایا)

وہب بن جریر نے کہا کہ میرے والد نے حسن سے سنا کہ جب ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی تو وہ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، واللہ ان کا سا خطبہ اب تک کسی نے نہیں سنایا، انھوں نے اللہ کی حمد وثنا کی، پھر کھڑے ہو کے کہا:

اما بعد، مجھے اس امارت کا والی بنا دیا گیا، حالاں کہ میں اُسے ناپسند کرتا ہوں، واللہ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی مجھے کافی ہو جائے (یعنی اس امارت کو لے لے)، سوائے اس کے کہ اگر تم لوگ مجھے مجبور کرو گے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عمل کروں تو میں اسے قائم نہیں کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے تھے کہ اللہ نے انھیں وحی سے نوازا، انھیں اس کے ذریعے سے معصوم کر دیا تھا، آگاہ ہو کہ میں تو صرف ایک بشر ہوں، اور تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں، لہٰذا میری رعایت کرو، جب مجھے دیکھو کہ راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں کج ہو گیا تو سیدھا کر دو، آگاہ ہو کہ میرے لیے بھی

۱۵۱

شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے، جب مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں میں اور تمہاری کھالوں میں کوئی اثر نہیں کر سکتا۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے خطبا (تقریر کرنے والے) کھڑے ہوئے، ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے گروہ مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو شامل کر دیتے تھے، اس لیے ہماری رائے ہے کہ اس امر (خلافت) کے دو آدمی والی ہوں، ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔

ابوسعید نے کہا کہ خطبائے انصار یکے بعد دیگرے اسی پر تقریر کرتے رہے، پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے، امام بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا، ہم لوگ اس کے انصار (مددگار) ہوں گے جیسا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے، ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار خدا تمھیں جزا دے جو نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرے، اور تمہارے قایل (بات کہنے والے) کو ثابت قدم رکھے، واللہ اگر تم اس کے سوا کرتے تو ہم تم سے ہرگز صلح نہ کرتے۔

محمد بن ہلال کے والد سے اور (دیگر طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کا بیت المال السنح میں مشہور تھا، جس کا کوئی محافظ نہ تھا، ان سے کہا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کی حفاظت کرے انھوں نے کہا کہ اس پر کوئی اندیشہ نہیں ہے، میں نے کہا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ اس پر قفل ہے۔

راوی نے کہا کہ اس میں جو کچھ ہوتا وہ دے دیا کرتے اور کچھ باقی ہی نہ رکھتے ابو بکرؓ مدینے میں منتقل ہوئے تو اس کو بھی انھوں نے منتقل کیا، انھوں نے اپنا بیت المال بھی اسی میں کیا جس میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) تھا۔

ان کے پاس معدن القبلیہ سے اور معادن جہینہ سے بہت سا مال آیا، ابو بکرؓ کی خلافت میں معدن بنی سلیم بھی فتح ہوگیا، وہاں سے بھی صدقے کا مال ان کے پاس لایا گیا، یہ سب بیت المال میں رکھا جاتا۔

ابو بکرؓ اسے لوگوں پر نام بنام تقسیم کرتے، ہر سو انسانوں کو اتنا اتنا پہنچتا، لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام، مرد اور عورت، خرد اور کلاں میں برابری کرتے، وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے تھے، اللہ کی راہ میں (لوگوں کو جہاد کے لیے) سوار کرتے۔

۱۵۲

ایک سال انھوں نے وہ چادریں خریدیں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں، جاڑے میں وہ سب مدینے کی بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی اور وہ دفن کر دیے گئے تو عمرؓ بن الخطاب نے امینوں کو بلایا اور ابو بکرؓ کے بیت المال میں لے گئے، ہمراہ عبد الرحمٰن بن عوف اور عثمانؓ بن عفان وغیرہ بھی تھے، ان لوگوں نے بیت المال کھولا تو نہ اس میں کوئی درہم پایا نہ دینار، مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی، کھولی گئی تو اس میں ایک درہم نکلا، ان لوگوں نے ابو بکرؓ کے لیے دعائے رحمت کی۔

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک وزان (تولنے والا) تھا۔ ابو بکرؓ کے پاس جو مال

ہوتا اُسے وہ تولتا، اُس وزان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کس مقدار کو پہنچا جو ابو بکرؓ کے پاس آیا، اس نے کہا دو لاکھ (درہم) کو۔

١٩٠

بنی عدی ابن کعب بن لوی

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و ارضاہ

ابن نُفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قُرط بن رزاح ابن عدی بن کعب، کنیت ابو حفص تھی، ان کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں،

عمرؓ کی اولاد میں سے عبد اللہ و عبد الرحمٰن اور حفصہ تھے، اُن کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

زید اکبر جن کا کوئی پس ماندہ نہیں اور رقیہ ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں

زید اصغر و عبید اللہ جو جنگ صفین میں معاویہ کے ہمراہ

مقتول ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک ابن المسیب بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول ابن کعب بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں، اسلام نے عمرؓ اور ام کلثوم بنت جرول کے درمیان تفریق کر دی تھی (کیونکہ وہ عمرؓ کے ساتھ اسلام نہیں لائیں اس لیے دونوں کا نکاح جاتا رہا)۔

عاصم، ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح تھیں۔ ابی الاقلح کا نام قیس بن عصمۃ بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید تھا جو قبیلۂ اوس کے انصار میں سے تھے۔

عبدالرحمٰن اوسط جو ابوالمجبر تھے، اُن کی والدہ لہیہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن اصغر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ، ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

زینب جو عمرؓ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں، اُن کی ماں فکیہہ تھیں جو ام ولد تھیں۔

عیاض بن عمرؓ، ان کی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن عمرؓ کی والدہ کا نام بدل دیا، اُن کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ جمیلہ۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن ابی مرہ مکی سے جو امور مکہ کے عالم تھے عمرؓ بن الخطاب کا مکہ میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کی جڑ میں رہتے تھے جس کا نام آج جبل عمرؓ ہے، جاہلیت میں اُس کا نام جبل عاقر تھا اس کے بعد وہ عمرؓ کی طرف منسوب ہو گیا، اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ضجنان کے پاس سے

گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اُس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا، اُن کا یہ حال تھا کہ واللہ میں نے ایسا بدخو و درشت کلام نہیں جانا، میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت میں صبح کی، انھوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا ؎

۱۹۱

لا شیئ فیما تری الا بشاشتہ یبقی الالہ ویودی المال والولد

(تو جو کچھ دیکھتا ہے اُس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے) اللہ باقی رہے گا اور مال و اولاد فنا ہو جائے گی۔

پھر انھوں نے اپنے اونٹ سے کہا حوب (یعنی اُسے چلنے کے لیے کہا)۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ روانہ ہوئے، جب شعاب ضجنان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے، وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی، عمرؓ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اُس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ بدخو اور درشت کلام تھے، کبھی میں اُن اونٹوں پر لکڑیاں ڈھوتا تھا اور کبھی اُن کو مارتا تھا، آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں، پھر انھوں نے اس شعر سے تمثیل دی:

لا شیئ فیما تری الا بشاشتہ یبقی الالہ ویودی المال والولد

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے اللہ ان دو میں سے کسی ایک سے، جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اسلام کو عزت دے، عمرؓ بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے، ان دونوں میں اُس کے نزدیک محبوب تر عمرؓ بن الخطاب تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب عمرؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اُس نے عمرؓ ابن الخطاب سے اپنے دین کو قوت دی۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ عمرؓ بن الخطاب سے دین کو عزت دے۔

قبول اسلام

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے، بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اُس نے کہا کہ اے عمرؓ کہاں کا قصد ہے، انھوں نے کہا کہ محمدؐ کے قتل کرنے کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ محمدؐ کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمھیں کیسے امن ملے گا، عمرؓ نے کہا کہ میں تمھیں سوائے اس کے نہیں سمجھتا کہ تم پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تم تھے، اُس شخص نے کہا کہ اے عمرؓ میں تمھیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں، کہ تمھارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انھوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

عمرؓ ان لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور اُن دونوں کے پاس آئے، اُن کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے جن کا نام خبابؓ تھا، خباب نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے، عمرؓ ان دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی جو میں نے تمھارے پاس سنی، اُس وقت وہ لوگ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، دونوں نے کہا کہ سوائے

ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے اور کچھ نہ تھا، عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے، ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمرؓ تم نے کبھی غور کیا کہ اگر حق تمھارے دین میں نہ ہو۔

عمرؓ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا، بہن آئیں اور انھوں نے ان کو شوہر سے علیحدہ کیا، عمرؓ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ایسا ڈھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا، انھوں نے غضبناک ہو کر کہا کہ اے عمرؓ اگر حق تمھارے دین میں نہ ہو تو میں گواہی دیتی ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

جب عمرؓ مایوس ہو گئے تو انھوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمھارے پاس ہے مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں، عمرؓ کتاب پڑھنے لگے تو ان کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا، اٹھو اور غسل یا وضو کرو، عمرؓ نے اٹھ کے وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ سے " انني انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدني واقم الصلوٰۃ لذکری" (میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں، میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قایم کر) پڑھا، عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمدؐ کا راستہ بتاؤ۔

یہ سن کے خبابؓ کوٹھری سے نکل آئے اور کہا کہ عمرؓ تمھیں خوشخبری ہو، میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب پنجشنبہ کی دعا تمھارے ہی لیے قبول ہوئی "اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ھشام" (اے اللہ اسلام کو عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن ہشام سے عزت دے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں تھا، عمرؓ اس مکان میں آئے، دروازے پر حمزہؓ و طلحہؓ اور چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب حمزہؓ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمرؓ سے ڈر گئی، حمزہ نے کہا، اچھا یہ عمرؓ ہیں،

اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہو گی تو وہ اسلام لائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور اگر وہ اس کے سوا کوئی ارادہ کریں گے تو ہمیں اُن کا قتل کر دینا آسان ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر اس حالت میں تھے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، پھر باہر عمرؓ کے پاس تشریف لائے، آپ نے اچھی طرح اُن کی چادر اور تلوار کی پیٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عمرؓ تم اُس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لیے رسوائی اور عذاب نازل نہ کرے، جیسا کہ اس نے ولید بن مغیرہ کے لیے نازل کیا، اے اللہ یہ عمرؓ بن الخطاب ہیں، اے اللہ دین کو عمرؓ بن الخطاب سے عزت دے، عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ باہر نکلیے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد جو ان کے قبل اسلام لا چکے تھے، مسلمان ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو کہا تھا کہ اے اللہ دونوں آدمیوں عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن الہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اسلام کو عزت دے جب عمرؓ اسلام لے آئے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ یا محمدؐ عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے بھی خوش ہوئے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمرؓ اسلام لائے، عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکہ میں ظاہر ہوا۔

صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی، ہم لوگ

حالانکہ کیسے بیت اللہ کے گرد بیٹھے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا، جس نے ہم پر سختی کی اس سے ہم نے بدلہ لے لیا اور وہ بعض باتیں جنھیں وہ لاتا تھا ہم نے اس کا جواب دیا۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر سے مروی ہے کہ عمرؓ سینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ میری ولادت دوسرے فجار اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار وہ دن کہلاتا تھا جس میں قریش اور قیس بن عیلان میں جنگ ہوئی تھی)، اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں بعمر چھبیس سال اسلام لائے، عبداللہ ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ عمرؓ جب اسلام لائے تو میں چھ سال کا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم لوگ برابر غالب رہے۔

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی، جب عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ انھوں نے ہمیں نماز کے لیے چھوڑ دیا۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ عمرؓ کا اسلام فتح تھی، ان کی ہجرت مدد تھی اور اُن کی خلافت رحمت تھی، ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، جب عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اُن لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہل کتاب ہی سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے عمرؓ کو فاروق کہا، مسلمانوں نے یہ لقب انھیں (اہل کتاب) کے قول سے اختیار کیا تھا، ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ بھی ذکر کیا۔ نہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ نے یہ کہا، سوائے اس کے کہ یہ عمرؓ کے مناقب صالحہ میں ذکر کیا جاتا اور ان کی مدح و ثنا کی جاتی تھی۔

۱۹۴

راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے حق کو عمرؓ کے قلب و زبان پر کیا ہے، اور وہ فاروق ہیں کہ اللہ نے ان کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ عمرؓ کا نام فاروق کس نے رکھا تو انھوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے۔

ہجرت اور عقد مواخاۃ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ گروہ ہو کر نکلنے لگے، مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے، عمر و عبد اللہ (راویوں) نے کہا کہ

ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار، اُنھوں نے کہا دونوں (یعنی پیادہ بھی سوار بھی) اہل استطاعت سوار تھے جو باری باری بیٹھتے اور جنھیں سواری نہ ملی وہ پیادہ جا رہے تھے۔

عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے اضاءۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا، ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے، ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے بچھڑ جائے تو دوسرے جو اضاءۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے، ہشام بن العاص روک لیے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے، جب ہم العقیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبد المنذر کے پاس اُترے

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس اُن کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل اور حارث فرزندان ہشام بن مغیرہ آئے، اُن کی ماں اسما بنت مخربہ بنی تمیم میں سے تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکے ہی میں تھے، آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔

ابوجہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے، عیاش سے کہا کہ تمھاری ماں نے نذر مانی ہے کہ جب تک تمھیں دیکھ نہ لیں گی کہیں سایے میں نہ بیٹھیں گی نہ سر میں تیل لگائیں گی" عمرؓ نے کہا کہ "واللہ یہ لوگ تمھیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمھارے دین سے تمھیں پھیر رہے ہیں، لہٰذا اپنے دین کے لیے خوف کرو"

عیاش نے کہا کہ مکے میں میرا مال ہے شاید میں اُسے لے سکوں تو اس سے ہمارے لیے قوت ہو جائے گی، اور میں اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر دوں گا، وہ اُن دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ ضجنان میں پہنچ کے یہ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اُن کے ساتھ

وہ دونوں بھی اتر پڑے، رسی سے باندھ کے دونوں اُن کو مکّے میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکّہ اپنے بیوقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو، اہل مکّہ نے انھیں قید کر دیا۔

۱۹۰

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابُو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب اور عُویم بن ساعدہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب اور عتبان بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

کہا جاتا ہے کہ عمرؓ و معاذ بن عفرا کے درمیان بھی عقد مواخاۃ ہوا تھا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کا مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلۂ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریہ روانہ کیا۔

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل خیبر کے میدان میں اُترے تو آپ نے جھنڈا عمرؓ ابن الخطاب کو دیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، اے برادرمن، ہمیں بھی اپنی دعائے صالح میں شریک کرلینا اورہمیں فراموش نہ کرنا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دی، پھر فرمایا، اے برادرم ہمیں اپنی دعامیں نہ بھولنا، سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے آپ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دُنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو، سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اوران سے بیان کیا تو اُنھوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا، اے میرے بھائی ہمیں بھی اپنی دعامیں شریک کرلینا، ابوالولید نے کہا کہ اسی طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں، آپ نے انھیں اجازت دی، جب عمرؓ آپ کے پاس سے اجازت لے کے پھرے تو آپ نے انھیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی کسی قدر ہمیں بھی اپنی دعامیں شامل کرلینا اورہمیں فراموش نہ کرنا۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں، ابوبکر عمرؓ کے بارے میں (جو انھیں خلافت کے لیے نامزد کرگئے)، موسیٰ کی بیوی

۱۹۲

جس وقت انھوں نے (اپنے والد حضرت شعیبؑ سے) کہا کہ ان کو ملازم رکھ لیجیئے اور یوسفؑ کی بیوی زلیخا کہ بحالت غلامی ہی انھوں نے آثار سعادت پہچان لیے)۔

خلافت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں فلاں شخص آئے، اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ کل جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے، انھوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو جب بیٹھ گئے تو فرمایا: کیا تم لوگ مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، ان کے پاس علیؓ و طلحہؓ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا، انھوں نے کہا عمرؓ کو، دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے" انھوں نے کہا کہ کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ اس لیے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمرؓ کو جانتا ہوں، میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے بہتر تھا۔

محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیقؓ کی وفات ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ بروز سہ شنبہ

سرِ شام ہوئی عمرؓ نے ابو بکرؓ رحمۃ اللہ کی وفات کے روز سہ شنبے کی صبح کو خلافت قبول کی۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ اُنھوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ امابعد، میں تمہارے شامل حال کر دیا گیا اور تم میرے شامل حال کر دیے گئے، میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم میں خلیفہ ہو گیا، جو شخص ہمارے سامنے ہو گا ہم خود ہی اُس کا کام کریں گے (یعنی اُس کے معاملات و مقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے) اور جب کبھی ہم سے دور ہو گا تو ہم اہل قوت و امانت کو والی بنائیں گے جو اچھائی کرے گا ہم اُس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور اور جو برائی کرے گا تو ہم اُسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمھاری مغفرت کرے۔

جامع بن شداد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے منبر پر چڑھ کے سب سے پہلے جو کلام کیا وہ یہ تھا کہ اے اللہ میں سخت ہوں لہذا مجھے نرم کر دے، میں کمزور ہوں مجھے توانا کر دے، اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔

جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابتدار سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انھیں کہوں تو تم لوگ اُن پر آمین کہو: اے اللہ میں ضعیف ہوں لہذا مجھے قوی کر دے۔ اے اللہ میں سخت ہوں لہذا مجھے نرم کر دے، اے اللہ میں بخیل ہوں لہذا مجھے سخی کر دے۔

۱۹۷

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے، جو ابو بکرؓ صدیق کی وفات میں موجود تھے خبر دی کہ جب عمرؓ اُن کے دفن سے فارغ ہوئے تو اُنھوں نے اُن کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا، پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو

میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمھارے ساتھ شامل کیا، اُس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا، واللہ تمھارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اُس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا، اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اُس میں امانت وکفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا، اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ضرور اُن کے ساتھ احسان کروں گا، اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور انھیں سزا دوں گا، راوی نے کہا کہ واللہ انھوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے (یعنی جو کہا وہی کیا)۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اُس شخص کو معلوم ہونا چاہیے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہوگا کہ قریب وبعید کے لوگ اُس کی خواہش کریں گے، میں اپنی طرف سے (اپنے لیے) لوگوں سے لڑوں گا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لیے مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بننے سے اپنی گردن کا مار دیا جانا زیادہ پسند ہوتا۔

احنف سے (اور دوسرے طرق سے بھی) مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (لونڈی) گزری، لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کی سُریہ (باندی حرم) ہے، تو اُس (باندی) نے کہا کہ امیر المومنین کی کوئی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہے، کیوں کہ وہ اللہ کا مال ہے، ہم لوگوں نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں سے کونسا مال اُن کے لیے حلال ہے، اس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس قاصد آیا اور ہمیں بلایا، ہم اُن کے پاس آئے، انھوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا، ہم نے کہا کہ ہم نے کوئی بری بات نہیں کہی،

ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا یہ امیر المومنین کی سُریہ ہے وہ کہنے لگی کہ وہ امیر المومنین کی سُریہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المومنین کے لیے حلال ہے، وہ اللہ کا مال ہے، ہم نے کہا کہ پھر ان کے لیے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ انھوں نے (عمرؓ نے) فرمایا کہ میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں تمھیں بتاتا ہوں، میرے لیے (سال میں) دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا ایک چادر اور ایک تہمد کا ہوتا ہے) ایک جوڑا جاڑے میں اور ایک جوڑا گرمی میں، اور وہ سواری جس پر میں حج و عمرہ کروں، میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے جو نہ تو ان کے امیروں کی ہو اور نہ ان کے فقیروں کی، پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو پہنچے گا وہ مجھے بھی پہنچے گا۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلۂ مال یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اُصول کے موافق کھاؤں (قرآن مجید میں مالِ یتیم کا یہی حکم ہے)، وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مالدار ہو جاؤں تو ادا کر دوں۔

198

عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلۂ مال یتیم رکھا ہے، اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اس میں سے کھاؤں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال کو بمنزلۂ مال یتیم قرار دیا ہے کہ جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اصول کے موافق کھالے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لیے صرف اتنا ہی حلال ہے جتنا میں اپنے ذاتی

مال سے کھاتا تھا۔

عمران سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے، اکثر تنگی ہوتی، محافظ بیت المال اُن کے پاس آکر تقاضا کرتا اور ان کے ساتھ ہولیتا تو وہ اُس سے حیلہ کرتے (کہ فلاں وقت دوں گا) اور اکثر اُن کی تنخواہ نکلتی تو وہ اُسے ادا کر دیتے تھے۔

براء بن معرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ نکل کے منبر کے پاس آئے، وہ کچھ بیمار تھے، اُن سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عکہ (وزن شہد) ہے انھوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اُس کی اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے، لوگوں نے انھیں اُس کی اجازت دی۔

عاصم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا، میں اُن کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کے لیے اپنی جانماز پر تھے، انھوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قبل بھی بغیر حق کے حلال نہیں سمجھتا تھا اور جب سے اُس کا والی ہوا ہوں بالکل اُسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں، میری امانت عود کر آئی، میں نے تمھیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے تک نفقہ دیا ہے، اور میں تمھیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں، لیکن میں تمھاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کروں گا، اُسے کاٹ لو اور بیچ ڈالو، تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ، جب وہ کوئی چیز بغرض تجارت خریدے تو تم بھی اُس کے شریک ہو جاؤ، اور نفع اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دبلی لڑکی کو دیکھا کہ کو دتی جا رہی ہے، پوچھا یہ لڑکی کس کی ہے، عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی ہے، پوچھا یہ میری کونسی لڑکی ہے،

عبد اللہ نے کہا کہ میری بیٹی، فرمایا اس کا یہ حال کیوں کر ہوا، عرض کی آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے، انھوں نے کہا کہ واللہ، میں تمھارے بچوں کی وجہ سے یہ امید نہ دلاؤں گا کہ میں تمھارے بچوں پر وسعت کر دوں گا۔

۱۹۹ مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہ بنت عمرؓ نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید) یا امیر المومنین، (اور بروایت ابو اسامہ) اے والد، اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا، مال بہت کر دیا، اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ میں تمھارا فیصلہ تمھیں سے کراتا ہوں، کیا تمھیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی مصیبت کی زندگی گزارتے تھے، وہ برابر انھیں یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ وہ رو دیں، پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور ان دونوں (حضرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مصیبت کی زندگی میں شرکت کروں گا کہ شاید میں ان دونوں کے ساتھ ان کی راحت کی زندگی میں بھی (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا، اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عمرؓ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا حالاں کہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے انھیں چاہیے کہ اسی مال غنیمت میں سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں، انھیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے، حفصہ ان لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں، جب لوگ واپس ہوئے تو عمرؓ ان کے پاس آئے، حفصہ نے انھیں ان باتوں سے آگاہ کیا جو قوم نے کہی تھیں، عمرؓ نے ان سے کہا اے حفصہ اے دختر عمرؓ

تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی، میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہ سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں، انھوں نے کہا اے باپ، یا اے امیر المومنین، آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اٹھائیں) انھوں نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ کی بے وفائی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب تجارت کرتے تھے حالاں کہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ) انھوں نے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور کسی کو عبدالرحمن بن عوف کے پاس (اور بروایت فضل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درہم قرض مانگنے کو بھیجا، انھوں نے قاصد سے کہا کہ اُن سے کہو کہ وہ بیت المال سے لے لیں، پھر اسے ادا کر دیں، قاصد اُن کے پاس آیا اور اُن کے جواب کی خبر دی تو یہ انھیں ناگوار ہوا، پھر اُن سے عمرؓ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو کہ بیت المال سے لے لیں، اگر میں اس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المومنین نے لیا ہے، وہ رقم انھی کو چھوڑ دو، اور قیامت میں مجھ سے اس کا مواخذہ ہو، نہیں (میں اس سے باز آیا) میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے جیسے حریص اور لالچی سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں تو وہ اس مال کو (بروایت یحییٰ) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے اس حج میں کتنا خرچ کیا تو میں نے کہا پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب

۲۰۰

نکلے روانہ ہوئے، انھوں نے ابھی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا، واپس آگئے، چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینے سے مکے تک عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رہا، پھر ہم واپس آگئے، انھوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ ان کے لیے کوئی عمارت تھی جس کا وہ سایہ لیتے ہوں، صرف چمڑے کا فرش یا چادر درخت پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ اس کے سایے میں آرام فرماتے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ ایسے وقت عمرؓ کے پاس جاتے تھے کہ ان کے لیے تین روٹیاں ہوتی تھیں، کبھی تو ہم نے بطور سالن کے روغن زیتون پایا، کبھی گھی پایا، کبھی دودھ، کبھی خشک کیا ہوا گوشت جو باریک کر کے ابال لیا جاتا تھا، کبھی تازہ گوشت، اور یہ کم ہوتا تھا۔

انھوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم، میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و ناپسندیدگی کو محسوس کرتا ہوں، اگر میں چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا، تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں، میں بھی سینے اور کوہان کے گوشت کے مزے سے اور بھونے ہوئے گوشت اور رائی اور زیتون کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں، لیکن میں نے جل شناءہ کا ارشاد سنا جس نے ایک قوم کو ان کے کسی کام پر جو ان لوگوں نے کیا عار دلائی ہے، اس نے فرمایا: "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا" (تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں اپنی حیاتِ دنیا میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے اس لیے حیات آخرت میں تمھارا حصہ باقی نہیں رہا)۔

ابو موسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المومنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لیے تنخواہ مقرر فرما دیں، ہم لوگ برابر اُن سے کہتے رہے اُنھوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام کیا تم لوگ اُس چیز پر راضی نہیں ہو جس پر میں راضی ہوں، اُن لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین مدینہ ایسی زمین ہے جہاں کی زندگی سخت (اور تکلیف کی) ہے، ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شبی کر سکے اور اُسے کھایا جائے، ہم لوگ ایسی زمین میں ہیں جو سرسبز و شاداب ہے، ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اُس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

عمرؓ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا لیا (اور غور کرنے لگے) پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ "ہاں میں نے تمھارے لیے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیمانہ) مقرر کیا، صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ، اور تم اور تمھارے ساتھی کھاؤ، پھر پانی منگا کے پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پلاؤ، پھر اُسے پلاؤ جو اُس کے متصل ہو، پھر اپنے کام کے لیے اُٹھ کھڑے ہو، شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری بقیہ جریب کے ساتھ تم اور تمھارے ساتھی کھاؤ، پانی منگا کے پیو، دیکھو، خبردار، لوگوں کا اُن کے گھروں میں پیٹ بھرو، اُن کے عیال کو کھلاؤ، کیوں کہ لوگوں کو تمھارا ادھوری اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور نہ اُن کے بھوکے کو سیر کرتا ہے، واللہ اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی سے اُس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔"

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص عمرؓ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے، اُن سے عمرؓ نے کہا کہ تمھیں

۲۰۱

ہمارے کھانے سے کیا چیز مانع ہے انھوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے اور میرے لیے عمدہ کھانا تیار ہے میں اُس میں سے لوں گا، فرمایا: کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اُس کے بال دور کر دیے جائیں، (یعنی صاف کر کے پکا دی جائے) آٹے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اُس کی باریک روٹی پکائی جائے، ایں ایک صاع (۳ ½ سیر) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کے اُس پر پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اُس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔ حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آرام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا بیشک۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنے حسنات کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمھاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

ربیع بن زیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ قاصدین کے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے، انھیں اُن کی ہیئت و طریقہ عجیب معلوم ہوا، اور عمرؓ سے سخت و خراب کھانے کی جو انھوں نے کھایا تھا شکایت کی اور عرض کی: یا امیر المومنین آپ عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

عمرؓ نے کاغذ (دُبّل) اٹھایا جو اُن کے پاس تھا اور اُس سے اپنے سر پر مارا اور کہا، دیکھو، واللہ میں تمھیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو، تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے، خدا تمھارا بھلا کرے میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے، کیا تم جانتے ہو کہ میری اور ان (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ کی اور اُن کی کیا مثال ہے (بیان فرمائیے)۔

فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کر دیے اور اس سے کہہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا، کیا اُس کے لیے یہ حلال ہے کہ وہ اُس مال میں سے اپنے لیے کر لے، انھوں نے کہا اے امیر المومنین، نہیں، فرمایا کہ میری اور اُن

(رعایا) کی ایسی ہی مثال ہے، میں نے تمہارے عمال کو اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منھ پر ماریں یا تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں، میں نے انھیں اس لیے تم پر عامل بنایا ہے کہ وہ تمھیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت سکھائیں، اگر کسی شخص پر اس کا عامل کسی طرح کا بھی ظلم کرے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اس کا بدلا اس سے لوں۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنین، کیا آپ نے غور فرمالیا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے طور پر مارے تو آپ اس سے بھی قصاص لیں گے، عمرؓ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے قصاص نہ لوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے، عمرؓ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار کر ذلیل نہ کرنا اور نہ انھیں محروم کرکے نافرمان بنانا، انھیں محتاج بنا کے فتنے میں نہ ڈالنا اور نہ انھیں جھاڑیوں میں اتار کر ضایع کرنا۔

202 لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکرؓ صدیق خلیفہ بنائے گئے تو انھیں خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا، ابوبکر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے تو انھیں خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا، مسلمانوں نے کہا کہ عمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا اسے خلیفۂ خلیفۂ خلیفۂ رسول علیہ السلام کہا جائے گا تو یہ طویل ہوجائے گا، تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کرلو جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو اور جس سے بعد کے خلفا بھی پکارے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں اور عمرؓ ہمارے امیر ہیں، لہٰذا عمرؓ امیر المومنین پکارے گئے، وہ پہلے شخص ہیں

جن کا یہ نام رکھا گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیع الاول ۱۶ھ میں تاریخ مقرر کی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کو آغاز سنہ ہجری قرار دیا، وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا، وہ پہلے شخص ہیں کہ رمضان کی تراویح کا طریقہ ڈالا، لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے، یہ واقعہ رمضان ۱۴ھ کا ہے، انھوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے، ایک جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ شراب پینے پر اسی تازیانے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی، انھی نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دکان تھی، انھوں نے ربیعہ بن امیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا، وہ شراب والا تھا ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لیے مدینے میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا اور درہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی، ان کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمرؓ کا درہ تم لوگوں کی تلوار سے زیادہ ہیبتناک ہے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوح حاصل کیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ ان میں خراج اور مال غنیمت تھا، انھوں نے پورے عراق کو اس کی بستیوں اور پہاڑوں کو، آذربیجان، شہر بصرہ اور اس کی زمین، الاہواز، فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح کیا، اجنادین ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا، عمرؓ نے الجزیرہ کی بستیاں، موصل، مصر اور اسکندریہ فتح کیا، وہ اس وقت قتل کر دیے گئے کہ ان کا لشکر رے پر تھا اور اس کا اکثر حصہ فتح ہو چکا تھا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ السواد اور ارض الجبل کی پیمائش کی جو شہرہ

اُنھوں نے فتح کیے اُن کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو اُن کی رعایا تھے) جزیہ (اُن کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول) مقرر کیا، دولتمندوں پر سالانہ بارہ روپے یا اڑتالیس درم، متوسط پر سالانہ چھ روپے یا چوبیس درم اور غریب پر سالانہ تین روپے یا بارہ درم مقرر کیے، اور فرمایا کہ ایک درم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی نہیں گراں گزرے گا۔ عہد عمرؓ رحمہ اللہ میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کرور دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی، ایک وافی ایک درم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ = ۱/۶ درم کے)۔

وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے کوفے اور بصرے اور الجزیرے اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا، وہاں عربوں کو آباد کیا، اُنھوں نے کوفے اور بصرے میں قبایل کے لیے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کیے۔

وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر کیے، دفتر مرتب کیا (یعنی رجسٹر بنایا)، اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبایل درج کیے، اُن کے لیے مال غنیمت میں سے عطائیں مقرر کیں، لوگوں کو حصے تقسیم کیے، اہل بدر کا حصہ مقرر کیا، انھیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی، مسلمانوں کے حصے اُن کی قدر اور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کیے۔ ۲۰۲

وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں میں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینۂ منورہ منگایا، عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی عامل کو کسی شہر پر مقرر کر کے بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے، اُنھوں نے ایک سے زاید لوگوں کا مال جب اُنھیں معزول کیا تو تقسیم کرالیا (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا، اگرچہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا کیوں کہ عامل کے لیے نفقہ ہے اور جو اُس سے بڑھے وہ اُسے واپس کرنا چاہیے)، جن کا مال تقسیم کرالیا اُن میں سے سعد بن ابی وقاص اور ابی ہریرہ بھی تھے۔

عامل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شخص کو بناتے تھے، جیسے عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان اور مغیرہ بن شعبہ، جو اُن سے افضل تھے انھیں چھوڑ دیتے تھے جیسے عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور عبد الرحمٰن بن عوف اور ان کے مساوی لوگ، اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی اور عمرؓ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی، اُن سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے، فرمایا مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں انھیں عمل میں آلودہ کروں۔

عمرؓ نے (بروایت بعض) دار الرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دار الدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا، اس میں انھوں نے آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے، عمرؓ نے مکے اور مدینے کے درمیانی راستوں پر بھی وہ اشیا مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں اور اُسے ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچا دیں۔

عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد منہدم کی اور اُس میں اضافہ کیا، اضافے میں عباس بن عبد المطلب کا مکان بھی لے لیا اور اسے وسیع کر کے بنا دیا، یہ اُس وقت کیا جب مدینے میں لوگ زیادہ ہو گئے، انھی نے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلا وطن کر دیا، نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

عمرؓ صفر ۱۶ھ میں الجابیہ گئے، وہاں بیس شب قیام کیا، نمازیں قصر کرتے رہے (اس لیے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی تھی مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہو گئی اس لیے نماز میں قصر کرنا پڑا ورنہ اگر پہلے ہی سے بیس دن یا پندرہ دن کے قیام کی نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے)۔ فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے، انھوں نے [illegible]

تقسیم کیں۔

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے سَرغ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے، وہاں سے واپس ہوئے، ابو عبیدہ بن الجراح نے اعتراض کیا کیا آپ تقدیر الہٰی سے بھاگتے ہیں؟ جواب دیا: ہاں، تقدیر الہٰی کی طرف، انھیں کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا، اسی سال تباہی کی ابتدا ہوئی جس میں لوگوں کو قحط و خشک سالی اور بھوک کی تکلیف اُنیس مہینے تک رہی۔

عمرؓ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کرانے پر عبدالرحمٰن بن عوف کو مقرر فرمایا، اس سال انھوں نے لوگوں کو حج کرایا اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمرؓ بن الخطاب ہی لوگوں کو حج کراتے رہے، انھوں نے پے درپے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا، ۲۳ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا اس میں ازواج نبی علیہ السلام بھی تھیں، عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تین عمرے کیے، ایک عمرہ رجب ۱۷ھ میں، ایک رجب ۲۱ھ میں اور ایک رجب ۲۲ھ میں، انھیں نے مقام ابراہیم کو اپنے مقام پر ہٹا دیا جو اُس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔ ۲۰۴

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مدینے اور بصرے اور کوفے اور بحرین اور مصر اور شام اور الجزیرے کو شہر بنا دیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا: ایک شے آسان ہے جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں، وہ یہ کہ اُن کے ایک امیر کو دوسرے امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جس نے (گرد و غبار سے بچانے کے لیے) کنکریاں ڈالیں وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، لوگ جب سجدے سے سر

اُٹھاتے تو اپنے ہاتھ سے جھاڑتے تھے، عمرؓ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچھائی گئیں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں خالد بن الولید اور مثنیٰ بن شیبان کو ضرور ضرور معزول کردوں گا تاکہ ان دونوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا اور محض ان دونوں کی مدد نہیں کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عجلان سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک قوم پر گذرے جو باہم (بطور مشق) تیر اندازی کر رہے تھے، اُن میں سے ایک نے کسی سے کہا کہ تم نے برا کیا (یعنی غلط چلایا) عمرؓ نے فرمایا کہ بات کی برائی تیر اندازی کی برائی سے زیادہ بری ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: اللہ مجھ سے مسلمانوں کے دریائی سفر (نہ کرانے) کو کبھی نہیں پوچھے گا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عمرو بن العاص سے دریائی سفر کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا تو عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ لکڑی پر کیڑا ہے، اگر لکڑی ٹوٹ جائے تو کیڑا ہلاک ہو جائے، پھر عمرؓ نے لوگوں کو دریا میں بھیجنے کو پسند نہ کیا، (بروایت سعید بن ابی ہلال) عمرؓ دریائی سفر سے رک گئے۔

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ اس وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے وقت گشت کر رہے تھے اتفاق سے ایک عورت یہ شعر کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمر فاشربها　　ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

(کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اُسے پی سکوں۔ یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی راہ ہے)۔

صبح ہوئی تو اُنھوں نے نصر بن حجاج کو دریافت کیا، اتفاق سے وہ بنی سُلیم میں سے تھا، اُنھوں نے اُسے بلا بھیجا، وہ سب سے زیادہ

۲۰۵ خوبصورت بال والا تھا اور اُس کا چہرہ سب سے زیادہ گورا تھا، عمرؓ نے اُسے بال کتروانے کا حکم دیا، اُس نے کتروا دیے تو اُس کی پیشانی نکل آئی اور حسن اور بڑھ گیا، عمرؓ نے اُسے عمامہ باندھنے کا حکم دیا، اُس نے باندھا تو اُس کا حسن اور بڑھ گیا، پھر عمرؓ نے اُس سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس زمین پر تم میرے ساتھ نہ رہنے پاؤ گے جہاں میں ہوں، اُنھوں نے اُس کے لیے اُن چیزوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا جو سفر کے لیے مناسب تھیں اور اسے بصرے روانہ کر دیا۔

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک رات عمرؓ ابن الخطاب گشت کر رہے تھے، اتفاقاً وہ چند عورتوں کے پاس سے گزرے جو باتیں کر رہی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ گورا کون ہے، ایک عورت نے کہا کہ ابو ذئب، صبح ہوئی تو اُنھوں نے اُس کو دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی سلیم میں سے ہے، جب اُسے عمرؓ نے دیکھا تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت نکلا، عمرؓ نے اُس سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ تو تو عورتوں کا بھیڑیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تو اُس زمین پر میرے ساتھ رہنے نہ پائے گا جس پر میں ہوں، اُس نے کہا کہ اگر آپ لامحالہ مجھے روانہ کرنے والے ہی ہیں تو وہیں بھیج دیجیے جہاں آپ نے میرے چچا نصر بن حجاج السلمی کو بھیجا۔ عمرؓ نے اُس کے لیے مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بھی بصرے روانہ کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ بریدہ عمرؓ کے پاس آیا تو اس کا ترکش بکھر گیا اور اُس میں سے ایک کاغذ نکلا، اُنھوں نے اُسے لے کے پڑھا تو اشعار ذیل تھے:۔

الا ابلغ ابا حفص رسولا　　فدی لک من اخی ثقۃ ازاری

(کوئی قاصد ہوتا کہ ابو حفص کو یہ خبر پہنچا دیتا، اے میرے قابل اعتماد بھائی تیرے لیے میرا سامان فدا ہے)

قلائصنا هداك الله انا ۲ شغلنا عنكم زمن الحصار

(اللہ تمھیں راہ راست دکھائے، ہماری سواریوں نے محاصرے کے وقت ہمیں تمھاری جانب متوجہ نہ ہونے دیا۔

فما قُلُصٌ وُجِدن مُعقّلات ۳ فقا سَلع بمختلف البحار

(مقام سلع کے پیچھے، جہاں یکے بعد دیگرے دریاؤں کی گزرگاہ ہے، وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں)۔

قلايص من بني سعد بن بكر ۴ واسلم او جهينة او غفار

(یہ سواریاں قبیلۂ سعد بن بکر کی تھیں، قبیلۂ اسلم کی تھیں، جہینہ کی تھیں، غفار کی تھیں)۔

يُعقِّلهُنَّ جعدة من سُليم ۵ مُعيد ايبتغي سقط العذار

(قبیلۂ سُلیم کا آدمی "جعدہ" نے ان کو باندھ رکھا ہے، بار بار آتا ہے اور بےحیائی کا طالب ہوتا ہے)۔

انھوں نے فرمایا قبیلۂ سُلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ، لوگ اُسے لائے، رسّی میں باندھ کر سو تازیانے اُس کو مارے گئے، اُن عورتوں کے پاس جانے سے اُس کو روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب وسط شب میں نماز پسند کرتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو نماز میں نسیان پیش آجاتا تھا، کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے کہ وہ انھیں بتادے، جب وہ شخص انھیں اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو کرتے تھے۔

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تیری تکلیف کو پوچھا نہ جائے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُس سال جس سال

انھیں خنجر مار اگیا، فرمایا: اے لوگو میں تم سے کلام کرتا ہوں، جو شخص یاد رکھے وہ اسے اس مقام پہ بیان کرے جہاں اس کی سواری اسے پہنچائے اور جو یاد نہ رکھے تو میں خدا کے لیے اس پہ تنگی کرتا ہوں کہ وہ مجھ پہ اس چیز کا بہتان نہ لگائے جو میں نے نہیں کہا۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے احادیث لکھنے کا ارادہ فرمایا، ایک مہینے تک اللہ سے استخارہ کیا، پھر اس حالت میں صبح کی کہ انھیں یقینی بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا، انھوں نے کہا کہ مجھے ایک جماعت یاد آئی جس نے (احادیث کی) کتاب لکھی تھی، وہ اسی پہ متوجہ ہو گئے اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔

راشد بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس مال لایا گیا تو وہ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا، سعد بن ابی وقاص ڈھکیلتے ہوئے آگے آئے اور ان کے پاس پہنچ گئے، عمرؓ نے انھیں درے سے مارا اور کہا کہ تم اس طرح آگئے کہ زمین کے سلطان الٰہی سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمھیں بتا دوں کہ سلطان الٰہی بھی تم سے نہیں ڈرتا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک حجام جو عمرؓ بن الخطاب کے بال کاٹتا تھا، ہیبتناک آدمی تھا، عمرؓ نے کھنکھار دیا تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا، عمرؓ نے اس کو چالیس درم دلائے وہ حجام سعید ابن الہیلم تھا۔

عمرؓ بن الخطاب سے خلافت کے بارے میں مروی ہے کہ میرے بعد جو اس امر کا والی ہو گا اسے جاننا چاہیے کہ قریب و بعید اس امر کی خواہش کرے گا، بخدا (اگر میرے زمانے میں کوئی خلافت کی خواہش کرے) تو میں اپنی طرف سے اس سے ضرور جنگ کروں۔

محمدؒ بن زید سے مروی ہے کہ علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ سب مل کے جمع ہوئے۔ ان میں

سب سے زیادہ عمرؓ سے بیباک (بے تکلف) عبدالرحمٰن بن عوف تھے،
سب نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اگر آپ امیر المومنین سے
لوگوں کے لیے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیوں کہ انسان طالب حاجت
بن کر آتا ہے، اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے
روکتی ہے، اور وہ بغیر اپنی حاجت بیان کیے واپس چلا جاتا ہے،
عبدالرحمٰن اُن کے پاس گئے اور کہا کہ اے امیر المومنین، لوگوں پر
نرمی کیجیے، کیوں کہ آنے والا آتا ہے، اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت
بیان کرنے سے روک دیتی ہے، اور وہ واپس چلا جاتا ہے، آپ سے
گفتگو نہیں کرتا، فرمایا، اے عبدالرحمٰن میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں،
سچ بتاؤ، کیا علیؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ و سعد نے تمھیں اس بات کا
مشورہ دیا؟ انھوں نے کہا جی ہاں، فرمایا اے عبدالرحمٰن، واللہ
میں لوگوں کے لیے نرم ہو گیا تھا، مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا،
پھر میں نے اُن پر سختی کی یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا،
پھر رہائی کی کونسی صورت ہے، عبدالرحمٰن اپنی چادر کو ہاتھ سے
کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں
کے لیے افسوس ہے، آپ کے بعد لوگوں کے لیے افسوس ہے۔

۲۰۷

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب نماز
پڑھ چکتے تو لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے، کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو
اُس پر غور کرتے، انھوں نے کچھ نمازیں پڑھیں جن کے بعد نہیں
بیٹھے، میں دروازے پر آیا اور پکارا، اے یرفا، یرفا آیا تو میں نے
پوچھا، کیا امیر المومنین کو کوئی بیماری ہے، اُس نے کہا نہیں۔ ہم اسی
گفتگو میں تھے کہ عثمانؓ آ گئے، یرفا اندر چلا گیا، پھر وہ ہمارے پاس آیا
اور کہا کہ اے ابن عفان کھڑے ہو اور اے ابن عباس کھڑے ہو،
ہم دونوں عمرؓ کے پاس گئے، اُن کے آگے مال کا ڈھیر
لگا ہوا تھا، ہر ڈھیر پر گوشت کا ایک دست تھا، فرمایا کہ میں نے

غور کیا تو مدینے میں تم دونوں سے زیادہ خاندان والا کسی کو نہیں دیکھا، تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کر دو، اگر کچھ بڑھے تو اُسے واپس کر دینا۔

عثمانؓ نے تو ہاتھ جھاڑ دیے (یعنی انکار کر دیا) میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا، اور کہا، اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کے) کم ہو جائے تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے، فرمایا، پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے) کیا یہ مال اُس وقت اللہ کے پاس نہ تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب محدود مقدار میں کھاتے تھے، میں نے کہا کیوں نہیں، تھا، اور اگر آنحضرت کو فتح ہوتی تو ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے، پوچھا، آنحضرت کیا کرتے، میں نے کہا، اُس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے، یہاں تک کہ ہچکیوں سے اُن کی پسلیاں ہلنے لگیں، اور فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ یہ سب کافی ہو کر میں بری ہو جاؤں کہ نہ میرے ذمے کچھ رہے اور نہ میرے لیے کچھ بچے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مال میں سے ایک اونٹ ملا (بروایت یحییٰ غلیمت میں سے اونٹ ملا) عمرؓ نے اُسے ذبح کیا، ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، جو بچا اُسے تیار کرایا، بعض مسلمانوں کی دعوت کی، جن میں اس روز عباسؓ بن عبدالمطلب بھی تھے، عباسؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ روزانہ ہمارے لیے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں، عمرؓ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا، میرے دونوں صاحب یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے، اگر میں اُن کے عمل کے خلاف کروں گا تو راہ راست سے

بھٹک جاؤں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب آ کے منبر پر بیٹھے، لوگ اٹھ اٹھ کے ان کے پاس آئے، اہل عالیہ (یعنی بیرون مدینہ کے دیہات کے لوگوں) نے سنا تو وہ بھی آئے۔ عمرؓ نے انھیں تعلیم دی، اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو، عمرؓ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا: میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے تم لوگوں نے بھی سن لیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا تو اُسے دو چند عذاب کروں گا، یا جیسا کہا ہو۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے اپنے عزیزوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو جس سے میں نے منع کیا ہے، سوائے اس کے کہ میں اُسے دو چند سزا دوں گا۔ ۲۰۸

عروہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے اے اللہ ان دونوں پر میری مدد کر، کیوں کہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مجھ میں جاہلیت کی کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ میں یہ پروا نہیں کرتا کہ میں نے کن لوگوں سے نکاح کر لیا اور کن لوگوں سے نکاح کر دیا۔

حکم بن ابی العاص الثقفی سے مروی ہے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا، عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اس نے کہا نہیں؟ عمرؓ نے کہا کیوں نہیں؟ اس شخص نے کہا نہیں؟ عمرؓ نے کہا کیوں نہیں؟ واللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی

گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کے اور اہل نجران کے درمیان قرابت ہے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین اُس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں فلاں کے قبل قرابت تھی، عمرؓ نے اُس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ، میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

زیاد بن حُدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو سب سے زیادہ روزہ دار اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

یحییٰ بن ابی جعدہ سے مروی ہے عمرؓ بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ میں چلنا نہ ہوتا، یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا نہ ہوتی، یا اُس جماعت کی ہمنشینی نہ ہوتی جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں، جس طرح عمدہ پھل چن لیا جاتا ہے، تو میں اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)۔

عمر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفا بنت عبد اللہ نے چند نوجوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم محتاج ہیں، اُنھوں نے کہا کہ واللہ عمرؓ جب بات کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سُن لیتے، جب چلتے تو جلد جلد، اور مارتے تو بدن دُکھا دیتے تھے، اور وہی سچے حاجی تھے۔

۲۰۹ مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ لگے رہتے تھے کہ اُن سے تقویٰ سیکھیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر دو فریق میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہیں تو میں پروا نہیں کرتا کہ ان میں سے حق کس کے لیے ہے۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے معاملات میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔

علا بن ابی عائشہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے حجام کو بلایا، اُس نے اُسترے سے اُن کے بدن کے بال مونڈے لوگوں نے اُن کی طرف نظر اُٹھائی تو فرمایا کہ اے لوگو یہ سنت نہیں ہے لیکن چونہ نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اُسے ناپسند کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ خلفا یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ازالۂ مو کے لیے چونا استعمال نہیں کرتے تھے۔

عمرؓ بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ قبل خلافت میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابو بکرؓ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمرؓ بائیں جانب، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا،

سالم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب و عبد اللہ بن عمرؓ میں معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیکی ہے تا وقتیکہ وہ دونوں کہیں نہ یا کریں نہ، راوی نے کہا کہ اے ابو بکرؓ اس سے آپ کی کیا مراد ہے، تو انھوں نے کہا کہ وہ دونوں (بناؤ سنگار میں) عورتوں کے مشابہ نہ تھے اور نہ وہ سست و کاہل تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ عمرؓ اور اُن کے فرزند میں نیکی نہیں معلوم ہوتی تھی تا وقتیکہ وہ لوگ بات نہ کرتے یا کوئی کام نہ کرتے۔

معن نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب مکے کے کسی راستے پر چل رہے تھے، اور قسطن بن ذہیب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ تھے، الروحا کے قریب

(بروایت معن: عبداللہ بن مسلمہ) انھوں نے پہاڑ سے چرواہے کی آواز سنی، اُس کی طرف پلٹ گئے، قریب پہنچ کے زور سے پکارا کہ او بکریاں چرانے والے، اُس چرواہے نے انھیں جواب دیا، تو فرمایا کہ اے اُن کے چرانے والے، میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے، ہر چرواہے (راعی) سے اُس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) بازپرس کی جائے گی، پھر وہ اونٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔

۲۱۰

ابن الحوتکیہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے کچھ دریافت کیا گیا تو فرمایا: اگر میں حدیث میں گھٹانے بڑھانے کو ناپسند نہ کرتا تو تم سے بیان کر دیتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمرؓ بن الخطاب کے ہمراہ نکلا، یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہو گئے، میرے اور اُن کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے، میں نے انھیں کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب امیر المومنین ہیں، خوشی کی بات ہے، واللہ اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا ورنہ اللہ تجھ پر عذاب کرے گا۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اُس وقت تک برابر درست رہیں گے جب تک اُن کے پیشوا اور ہادی درست رہیں گے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے، جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں۔

زید بن اسلم سے مروی کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اے اسلم مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ، اسلم نے کہا کہ

میں نے انھیں عمرؓ کے بعض حالات بتائے تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے کبھی کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی ہو کر عمرؓ سے بڑھ جائے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابو عثمان النہدی کو کہتے سنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو گویا کرنا چاہے تو وہ گویا ہو جائے کہ اگر عمرؓ بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو اُن میں بال بھر کا بھی فرق نہ ہوتا۔

ابو عمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمرؓ ابن الخطاب منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا، اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگو، میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لیے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے سوائے اس کے کہ بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں جنھیں میں میٹھا پانی پلاتا تھا تو وہ میرے لیے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں، پھر وہ منبر سے اُتر آئے، پوچھا گیا یا امیر المومنینؓ! اس سے آپ کا مقصد کیا ہے فرمایا: میں نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اُس سے کچھ کم کر دوں۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیوب میرے سامنے بیان کر دے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہرمزان نے عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ مبارک بادشاہ ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے اُس کا دوسرا کان پکڑتے اور اُچک کر

اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عطا سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے، لوگ جمع ہوتے تو فرماتے، اے لوگو، میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں، میں نے صرف اس لیے انھیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمھاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں، جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے (اور شکایت پیش کرے)، ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوا، وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنینؓ، مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو تازیانے مارے ہیں، آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اُسے مارا، (اے فریادی شخص) اُٹھ اور اُس سے بدلہ لے، عمروؓ بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المومنین، اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر (شکایت کا سلسلہ) بہت ہو جائے گا، اور یہ فعل سنت ہو جائے گا، جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے، فرمایا: کیا میں قصاص نہ لوں، حالاں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے؟ عمرو بن العاص نے کہا کہ اچھا ہمیں مہلت دیجیے کہ ہم اُسے راضی کر لیں، فرمایا، اچھا تمھیں مہلت ہے، اُسے راضی کر لو، اُس عامل کی طرف سے دو سو دینار فدیہ دیے گئے، ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

ابی سعید مولائے ابی اُسید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب عشا کے بعد مسجد میں گشت کرتے تھے، جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے، سوائے اُس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں

اُبی بن کعب بھی تھے، پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ اُبی نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے، پوچھا کہ نماز کے بعد تمھیں کس چیز نے چھوڑا، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے جو شخص اُن کے زیادہ قریب تھا اُس سے فرمایا کہ شروع کرو، انھوں نے دعا کی چنانچہ انھوں نے اُن میں سے ایک ایک آدمی کو جو دعا کر رہے تھے پڑھوایا یہاں تک کہ میری باری آئی، میں اُن کے پہلو ہی میں تھا، فرمایا، پڑھو، میری آواز بند ہوگئی اور خوف سے لرزنے لگا، انھوں نے بھی محسوس کیا، اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ ہماری مغفرت کر، اے اللہ ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا) راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ نے شروع کیا، اس جماعت میں اُن سے زیادہ آنسو بہانے والا، اُن سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا، اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ، سب لوگ منتشر ہو گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب پالتی مار کے بیٹھتے، چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اٹھا کے دوسرے پر رکھ لیتے،

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نشست ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو ٹکا لے (یعنی لیٹ رہے) کیوں کہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نشست اُسے بیزار نہ کردے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ قرآن جمع ہونے سے پہلے عمرؓ قتل کردیے گئے۔

جبیر بن الحویرث بن نُقَید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا، علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اُسے ہر سال تقسیم کردیا کیجیے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے، عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ

۲۱۲

مال کثیر لوگوں کو گنجایش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر اُن کا شمار نہ کیا گیا، تا وقتیکہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہچانیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا، ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں شام سے آیا ہوں، میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے، آپ بھی دفتر مرتب کیجیے اور لشکر بنائیے، عمرؓ نے اُن کا قول اختیار کیا، عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر ابن مطعم کو بلایا، جو قریش کے نسب جاننے والوں میں تھے، اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے نام اُن کے مرتبے کے مطابق لکھو، انھوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا، اُن کے بعد ابوبکرؓ اور اُن کی قوم کو لکھا، پھر عمرؓ اور اُن کی قوم کو بہ ترتیب خلافت لکھا، عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مجھے اسی طرح پسند ہے، مگر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے شروع کرو، جو سب سے قریب ہو وہ (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو، عمرؓ کو بھی اُس مقام پر رکھو جہاں اُن کو اللہ نے رکھا ہے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اُس وقت دیکھا جب اُن کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی، اُس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد بنو عدی، میں نے انھیں فرماتے سنا کہ عمرؓ کو اُس کے مقام پر رکھو (یعنی اُسے بڑھاؤ نہیں) شروع اُن سے کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوں، بنو عدی عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں یا ابوبکرؓ کے خلیفہ ہیں اور ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

خلیفہ تھے، بہتر ہو تا کہ آپ اپنے کو اُس مقام پر رکھتے جہاں اس جماعت نے رکھا تھا، فرمایا: خوب، خوب، اے بنی عدی تم نے میرے نام سے بلندی چاہی، کہ میں حسنات سے تمہارے باعث محروم ہو جاؤں، نہیں، اور تا مرگ نہیں، چاہے دفتر تم پر بند ہی کیوں نہ ہو جائے، یعنی اگرچہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ، میرے دونوں صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ) ایک طریقے پر چلے، اگر میں اُن کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی، واللہ ہم نے دُنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی امید رکھتے ہیں وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہے، آپ ہمارے شرف ہیں، آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے، جو آپ سے زیادہ قریب ہے وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے، عرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت شرافت حاصل ہوئی، اگرچہ ہم میں سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے، ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حایل نہیں ہے، ہم آدم تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے، سوائے چند باپ دادا کے، تاہم، واللہ اگر عجمی بارگاہ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور ہم بغیر عمل کے آئیں تو وہ لوگ قیامت میں ہم سے زیادہ محمد صلی اللہ سے قریب ہوں گے، لہذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے اُس کے لیے عمل کرے، کیوں کہ جس کے عمل نے اُس کے ساتھ کمی کی اُسے اُس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔

زہری (اور طرق متعددہ) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھے، اگر کوئی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنھوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے اُن کو) مقدم کرتے، اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعد بن معاذ اشہلی کی قوم سے شروع کرو، پھر جو سعد بن معاذ سے قریب تر ہو۔

عمرؓ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا، انھوں نے اہل سوابق و شواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جہاد میں حاضر ہوئے تھے حصہ دینے میں ترجیح و فضیلت دی، حالاں کہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی، جب اعتراض کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں کو جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا اُن کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔

عمرؓ نے جو مہاجرین و انصار بدر میں موجود تھے، اُن سے شروع کیا، اور اُن میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درم سالانہ مقرر کیا، جس میں اُن کے حلیف اور اُن کے موالی سب برابر رکھے گئے، اُن لوگوں کو جن کا اسلام مثل اہل بدر کے اسلام کے تھا، جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اُحد میں حاضر ہوئے تھے اُن میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درم سالانہ مقرر کیا، اہل بدر کے لڑکوں کے لیے دو دو ہزار مقرر کیا، سوائے حسنؓ و حسینؓ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اُن کو علیؓ کے ساتھ رکھا، اور اُن میں سے ہر ایک کے پانچ پانچ ہزار درم مقرر کیے، عباسؓ ابن عبد المطلب کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہزار درم مقرر کیے۔

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباسؓ کے لیے سات ہزار درم مقرر کیے، باقی سب راویوں نے کہا کہ انھوں نے سوائے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی،

اُن میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ بارہ ہزار درم مقرر کیے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بھی تھیں، یہ متفق علیہ ہے، اور جنھوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی اُن میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درم مقرر کیے۔

۲۱۴

فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار مقرر کیے، اولاد مہاجرین و انصار کے نومولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا، عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درم مقرر کیے تو محمد بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمر کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں جب کہ ہمارے آبا نے بھی ہجرت کی اور شہید ہوئے، عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے ترجیح دیتا ہوں، جو شخص روٹھے وہ ام سلمہ کے مثل ماں لائے تو میں اُسے مناؤں گا۔

اسامہ بن زید کے لیے بھی چار ہزار درم مقرر کیے تو عبد اللہ ابن عمرؓ نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو تین ہزار مقرر کیے اور اسامہ بن زید کے لیے چار ہزار، حالاں کہ میں اُن مقامات میں حاضر ہوا جہاں اسامہ بھی حاضر نہیں ہوئے، فرمایا: میں نے انھیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور اُن کے والد بھی تمھارے والد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔

اس کے بعد انھوں نے لوگوں کے قراءت قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے، پھر بقیہ لوگوں کے لیے ایک باب کیا، جو مسلمان اُن کے پاس مدینے میں آئے انھیں بھی انھی میں شامل کیا، ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس دینار مقرر کیے انھی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی، شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار، نو سو، پانچ سو اور تین سو تک عطا کیا،

انھوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا، اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درم ضرور مقرر کروں گا، ایک ہزار اُس کے سفر کے لیے، ایک ہزار اُس کے ہتھیاروں کے لیے، ایک ہزار اُس کے گھر والوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خچر کے لیے۔

انھوں نے نسائے مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا، صفیہ بنت عبد المطلب کے لیے چھ ہزار درم، اسما بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درم، ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درم اور عبد اللہ بن مسعود کی والدہ کے لیے ایک ہزار درم مقرر کیے اور یہ بھی روایت ہے کہ نسائے مہاجرات میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درم مقرر کیے، عمرؓ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینے کے دیہات کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی، انھوں نے اُن کی خوراک جاری کر دی، عثمانؓ ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔

عمرؓ پیدا ہونے والے بچے کے سو درہم مقرر کرتے جب وہ بڑا ہوتا تو اُسے دو سو تک پہنچاتے، اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کر دیتے تھے، اگر اُن کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اس کے لیے بھی سو درم اور مناسب تنخواہ مقرر فرماتے جسے اس کا سرپرست ومحافظ ہر مہینے لے لیتا، پھر اُسے ایک سال سے دوسرے سال منتقل کرتے اور انھیں نیکی کی وصیت کرتے اُن کی رضاع (شیر خواری) ونفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید میں آتے تھے، قدید میں ہر عورت اُن کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ اُن سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود

اُن کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں، پھر وہ جاتے تھے اور عسفان میں ٹھہرتے تھے، وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے، یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔ ۲۰۵

جہم بن ابی جہم سے مروی ہے کہ خالد بن عرفطہ العذری عمرؓ کے پاس آئے، آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا، عرض کی، یا امیر المومنین میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ وہ اُن لوگوں کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھا دے، جس کسی نے قادسیہ کو روندا (یعنی وہاں جہاد کیا) اُس کی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے، جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے سو درم اور ہر مہینا دو جریب (پیمانہ) دیے جاتے ہیں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اسے پانچ سو یا چھ سو والوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے، پھر جب یہ نکلا کہ اُن میں سے کسی گھر والے کے لیے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور اُن میں وہ بھی ہے جو کھانا نہیں کھاتا تو اُس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اُسے جہاں مناسب ہے اور جہاں نامناسب ہے خرچ کرے، فرمایا فاللہ المستعان (اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے)، جو انھیں دے دیا گیا وہ انھیں کا حق ہے، اور میں انھیں اُس کے ادا کرنے کے لیے مستعد ہوں، جن میں وہ بھی ہے جو اُسے لے لیتا ہے، اس پر میری مدح نہ کرو کیوں کہ جو تم کو دیا گیا ہے وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا کیوں کہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا) اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اُس کے حقدار ہو) لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے، اور یہ مناسب نہیں کہ میں اُسے اُن سے روکوں، اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اُس سے بکری خرید لے اور اسے اپنے دیہات میں کر دے، جب دوسری عطا نکلے تو اُس سے بھی

جانور خریدے اور اُسے بھی اسی میں کر دے (تو بہتر ہو) کیوں کہ خدا تمھارا بھلا کرے، اے خالد بن عرفطہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ اُن کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگی، اگر اُن میں سے کوئی باقی رہا یا اُن کی اولاد میں سے کوئی رہا تو اُن کے لیے ایک ایسی شے ہوگی جس کا وہ اعتقاد کریں گے اور اُس پر بھروسا کریں گے، میری نصیحت تمھارے لیے تم میرے پاس بیٹھے ہو اُن لوگوں کی نصیحت کی طرح ہے جو اسلامی سرحدوں میں دور دور از مقامات پر ہیں، اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے اُن کی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کر کے مرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ نے حذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو اُن کی عطائیں اور تنخواہیں دے دو، انھوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے اور بہت کچھ بچ گیا ہے، انھیں عمرؓ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی نہ عمرؓ کی ہے نہ آلِ عمرؓ کی، اُسے بھی انھی میں تقسیم کر دو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تین مرتبہ کہتے سنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اُسے دے دیا گیا یا اُسے روک دیا گیا، ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق دار ہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ زیادہ حق دار ہیں) اور میں بھی اس معاملے میں ایسا ہی ہوں جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب و اقسام پر ہیں، ایک شخص اور اُس کی اسلام میں مصیبت، ایک شخص اور اُس کی اسلام میں قدامت، ایک شخص اور اُس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اُس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ

مسلمانوں کی مختلف اقسام ہیں) اگر میں زندہ رہا تو کوہ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اس کا حصہ ضرور ضرور آئے گا حالاں کہ وہ اپنے مقام پر ہو گا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوئی مالک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اس کا اس غنیمت میں حق ہے، وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے، اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اس کا حق آجائے گا قبل اس کے کہ اس کی تلاش میں اس کا چہرہ سرخ ہو۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمرؓ کے پاس آیا، ان سے ایسے وقت ملا کہ وہ (ان کی) آخری نماز عشا میں تھے، میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا، اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو، میں نے کہا پانچ لاکھ درم، ارشاد ہوا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو، عرض کی پانچ لاکھ درم لایا ہوں، پھر ارشاد ہوا کہ تم کیا کہتے ہو، عرض کی کہ ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا، فرمایا کہ تم نیند میں ہو، اپنے گھر والوں کے پاس جا کے سو رہو صبح ہو تو میرے پاس آنا۔

میں صبح کے وقت ان کے پاس گیا تو فرمایا تم کیا لائے، عرض کی پانچ لاکھ درم، عمرؓ نے کہا کیا وہ حلال ہیں، میں نے کہا جی ہاں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انھیں حلال ہی جانتا ہوں) انھوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے، اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمھارے لیے شمار کر دوں، اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمھارے لیے پیمانے میں ناپ دوں، ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنینؓ، میں نے ان عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں، کہ اسی پر لوگوں کو دیتے ہیں، پھر انھوں نے بھی

دیوان مرتب کیا، اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لیے چار چار ہزار اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔

برزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطا نکلی تو عمرؓ نے (ام المومنین) زینب بنت جحش کو وہ حصہ بھیجا جو اُن کا تھا، جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ عمرؓ کی مغفرت کرے، میری دوسری بہنیں اس کی تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے تو انھوں نے سبحان اللہ کہا اور اُس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں، اور کہا کہ انھیں ڈال دو اور اُن پر کپڑا اڑھا تک دو، مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اُس میں سے ایک مٹھی لے لو، اُسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ جو اُن کے قرابتدار اور یتیم تھے، اُن کو انھوں نے تقسیم کیا، کپڑے کے نیچے کچھ بچ گیا تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا ام المومنین، اللہ آپ کی مغفرت کرے، واللہ اس میں ہمارا بھی تو حق ہے، فرمایا کہ اچھا جو چادر کے نیچے ہے وہ تم لوگوں کے لیے ہے، برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو پچاسی درم پائے، پھر انھوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اس سال کے بعد مجھے عمرؓ کی کوئی عطا نہ ملے، ایسا ہی ہوا کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ چند ہمسفر تجار آئے اور عیدگاہ میں اُترے، عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ تمھاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی رات بھر چوری سے حفاظت کریں، دونوں رات بھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے جو اللہ نے اُن کے لیے فرض کی تھیں، عمرؓ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو اُس کی طرف روانہ ہوئے، اُس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچے کے ساتھ بھلائی کر (یہ کہہ کے) پھر اپنے مقام پر

پلٹ آئے، دوبارہ اُس کے رونے کی آواز سنی تو اُس کی ماں کے پاس گئے اور اُس سے اسی طرح کہا، اور اپنے مقام پر آ گئے، جب آخر شب ہوئی تو پھر اُس کے رونے کی آواز سنی، اُس کی ماں کے پاس آئے اور کہا تیرا بھلا ہو، میں تجھے بہت بُری ماں سمجھتا ہوں کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتا ہوں کہ رات سے اُسے قرار نہیں، اُس نے کہا، اے بندۂ خدا، (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو، میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے، فرمایا، کیوں (دودھ چھڑانا چاہتی ہو) اُس نے کہا، اس لیے کہ عمرؓ صرف دودھ چھوڑنے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں، پوچھا کہ اُس کی کیا عمر ہے، اُس نے کہا اتنے اتنے مہینے، فرمایا، خدا تیرا بھلا کرے، اُس کے ساتھ جلدی نہ کر، انھوں نے فجر کی نماز اُس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ اُن کی قرأت کو نہ سمجھ سکتے تھے، جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمرؓ کی خرابی ہے، اُس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کر دیئے، پھر انھوں نے منادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی کہ دیکھو، خبردار، اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں، اس کے متعلق انھوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں، لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجیے، مگر انھوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب سے شروع کیا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ ابن الخطاب کو کہتے سنا کہ واللہ اگر میں سال آیندہ تک زندہ رہا تو

آخری آدمی کو پہلے آدمی سے ملا دوں گا، (یعنی سب سے کم عطا والے کو سب سے زیادہ عطا والے کے برابر عطا دی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کر دوں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو انھوں نے یہ کہتے سنا کہ "اگر میں سال بھر تک زندہ رہا تو میں سب سے کم مرتبے والے کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملا دوں گا" (یعنی عطا میں)۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمان کی عطا تین ہزار کر دوں گا، ایک ہزار اس کی سواری کے جانور اور اسلحہ کے لیے، ایک ہزار اس کے خرچ کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھر والوں کے خرچ کے لیے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سرو ات حمیر میں ایک چرواہے کے پاس اس کا حصہ اس طرح آجاتا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آنے پاتا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن الخطاب نے اہل مکہ میں دس دس درم تقسیم کیے، انھوں نے ایک شخص کو دیا تو کہا گیا یا امیر المومنین یہ تو غلام ہے، فرمایا: اسے واپس کرو، پھر فرمایا اسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں لوگوں کے لیے مال صاع (پیمانہ) سے ناپوں گا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے، ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا

۲۱۸

اور کہا کہ مجھے اور سُحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجیے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سُحیم مشک ہے اُس نے کہا جی ہاں۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ہمارے چھوٹے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے، حتّٰی کہ جانور اور چوپایے بھی۔

عبداللہؓ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا جتنا زیادہ مال ہوگا میں اسے اُن کے لیے شمار کروں گا اور اگر اُس نے مجھے تھکا دیا تو اسے اُن کے لیے پیالے سے ناپ دوں گا، پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ بھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰؓ کو لکھا کہ امابعد، میں سال کا وہ دن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے، اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حقدار کو اُس کا حق ادا کر دیا، حسنؓ نے کہا کہ انھوں نے اُس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اللہ نے انھیں اُن کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ بن الخطاب نے بلایا، میں آیا تو اُن کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا، فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دو، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ اُس نے اُسے اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ سے کیوں علیحدہ رکھا اور مجھے دیا، معلوم نہیں خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے، ابن عباسؓ نے کہا کہ میں جھک کے اُسے تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رونے کی آواز آئی، دیکھا تو عمرؓ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اُس نے اس مال کو

۲۱۹ اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ سے اُن کے ساتھ شر کا ارادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمرؓ کو اُس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ انھیں بیت المال سے کچھ دیں، عمرؓ نے انھیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ سے خاین پادشاہ بن کے ملوں، جب یہ وقت گزر گیا تو انھوں نے اُن کو اپنے ذاتی مال میں سے دس ہزار درم دے دیے۔

سالم ابی عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب لوگوں کے لیے عطا مقرر فرمائی، کسی شخص کو بھی بغیر اُس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا، چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبایل تھے نہ موالی، ان کے لیے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین اہل بدر کے لیے، جو قریش اور عرب اور موالی میں سے تھے، پانچ ہزار درم مقرر کیے، اور انصار اور اُن کے موالی کے لیے چار چار ہزار۔

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عطائیں مقرر کیں، اہل بدر و مہاجرین و انصار کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے، ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں، اُن میں عایشہؓ کو ترجیح دی، جن کے لیے انھوں نے بارہ ہزار اور بقیہ کے لیے دس دس ہزار مقرر کیے، سوائے جویریہ اور صفیہ کے کہ اُن کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے، اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے اسما بنت عمیس اور اسما بنت ابی بکرؓ اور ام عبد والدۂ عبد اللہ بن مسعود کے لیے ایک ایک ہزار مقرر کیے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کر دوں گا۔

اسود بن قیس نے اُن لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کردوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: واللہ، جس قدر مال زیادہ ہوگا میں لوگوں کو زیادہ دوں گا، اُن کے لیے شمار کیا کروں گا، پھر اگر اس کی کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انھیں لپ بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ اُن کا مال ہوگا جسے وہ لیں گے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے غلے کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا، آٹا گوندھا گیا، اُس کی روٹی پکی اور ثرید بنائی گئی، پھر انھوں نے تیس آدمیوں کی دعوت کی، عشا کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا کہ آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے، انھوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب خوراک میں دیے، عورت مرد اور غلام سب کو دو دو جریب ماہوار۔ ۲۲۰

عمرؓ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور مجھے اُس کی شکایت پہنچ گئی مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اُس پر ظلم کیا۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنانے کے گناہ کروں گا جب کہ میں اُس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کے مرجائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ مجھ سے اس کی بازپرس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے نقیع کو محفوظ کر رکھا تھا، ربذہ اور شرف صدقے کے اونٹوں کے لیے مخصوص تھا، آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو سالانہ تیس ہزار اونٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔

اور گھوڑے نقیع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر "حبیسٌ فی سبیل اللہ" (یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے) لکھا ہوا تھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ہر سال دیکھا کہ وہ اُن اونٹوں کا سامان، جھولیں اور کجاوے درست کرتے تھے جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے، اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اُس کے ساتھ اُس کا سامان بھی کر دیتے تھے۔

کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب سے مکے اور مدینے کے درمیانی راستے والوں نے عمارت بنانے کی اجازت چاہی تو اُنھوں نے اجازت دی اور فرمایا کہ مسافر پانی اور سایے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے اور قاعد کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لیے ترجیح دیتے تھے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باری مقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اُن سے پوچھا، میں پادشاہ ہوں یا خلیفہ، عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درم یا اس سے کم وبیش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ پادشاہ ہیں، خلیفہ نہیں ہیں، عمرؓ کے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا پادشاہ، اگر میں پادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے، کسی نے کہا کہ یا امیر المومنین، دونوں میں (یعنی پادشاہ اور خلیفہ میں) فرق ہے، فرمایا، وہ کیا؟ اس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے

کچھ نہیں لیتا، اور خلاف حق اُسے خرچ نہیں کرتا، آپ تو بحمداللہ ایسے ہی ہیں بادشاہ زبردستی وصول کرتا ہے، وہ اس سے لیتا ہے اور اُس کو دیتا ہے، عمرؓ خاموش ہو گئے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمال کو حکم دیا تو انھوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بھیجی، ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے عمرؓ نے اُن کے مال نصف نصف تقسیم کر دیئے، نصف انھوں نے لے لیا اور نصف اُن لوگوں کو دے دیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اُس کا مال لکھ لیتے تھے۔

ایوب بن ابی امامہ بن سہل حُنیف نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے، یہاں تک کہ فقر کی نوبت آگئی، انھوں نے اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا کے اُن سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے، مگر وہ میرے لیے کافی نہیں ہے، عثمانؓ ابن عفان نے کہا کہ کھائیے اور کھلائیے، یہی سعید بن زید بن عمرو ابن نفیل نے بھی کہا، آپ نے علیؓ سے پوچھا کہ اس معاملے میں تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا، صبح اور شام کا کھانا (کھائیے) عمرؓ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ میں کبوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اس کا طوق ڈالوں گا، بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لیے کیا مناسب ہے علیؓ نے کہا کہ صبح اور شام کا کھانا، فرمایا: تم نے سچ کہا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنی اور اپنے گھر والوں کی خوراک

اور گرمی میں ایک حلہ (چادر و تہ بند) پہننے کو لیتے تھے، اکثر تہ بند پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگاتے تھے، مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے تا وقتیکہ اس کا وقت نہ آئے، کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو، مگر میں دیکھتا تھا کہ ان کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہوتا جاتا تھا، اس معاملے میں ان سے حفصہؓ نے گفتگو کی تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں ہی کے مال سے کپڑا پہنتا ہوں اور یہ مجھے پہنچا دے گا،

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درم روزانہ لیتے تھے، اور انھوں نے اپنے ایک حج میں ایک سو اسی درم خرچ کیے۔

ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک سو اسی درم خرچ کیے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے حج میں سولہ دینار خرچ کیے اور فرمایا اے عبد اللہ بن عمرؓ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ والی ہوئے تو انھوں نے اور ان کے اہل و عیال نے بیت المال میں سے خرچ لیا، انھوں نے پیشہ و تجارت اپنے ذاتی مال سے کی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے زوجۂ عمرؓ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل، کو ایک فرش بطور ہدیہ بھیجا، جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک گز اور ایک بالشت کا ہوگا، عمرؓ ان کے پاس آئے تو اسے دیکھا، پوچھا کہ تمھارے لیے کہاں سے آیا، انھوں نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری نے بطور ہدیہ دیا ہے، عمرؓ نے اسے لے کے

ان کے سر پر مارا جس سے اُن کا سر ہل گیا، پھر فرمایا کہ ابو موسیٰ اشعری کو میرے پاس بلا لاؤ اور انھیں پیادہ چلا کے تھکا دو، ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ اس طرح لائے گئے کہ تھک گئے تھے اور کہہ رہے تھے، یا امیر المومنین مجھ پر عجلت نہ کیجیے، عمرؓ نے فرمایا کہ تمھیں کیا چیز برانگیختہ کرتی ہے کہ تم میری ازواج کو ہدیہ دو، عمرؓ نے اُس فرش سے اُن کے سر پر مارا اور فرمایا، اسے لے لو ہمیں اس کی حاجت نہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عمرؓ نے فرمایا، اے اسلم، دروازہ بند کر دو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو، پھر ایک روز انھوں نے میرے جسم پر ایک نئی چادر دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمھارے لیے کہاں سے آئی، عرض کی، یہ مجھے عبید اللہ بن عمر نے اڑھائی ہے، فرمایا کہ عبید اللہ بن عمرؓ سے لے لو، مگر کسی اور سے ہرگز کچھ نہ لو، پھر زبیرؓ آئے، میں دروازے ہی پر تھا، انھوں نے مجھ سے اندر جانے کو کہا، میں نے کہا کہ امیر المومنین تھوڑی دیر کے لیے مشغول ہیں، انھوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کے میرے کان کے پیچھے گدی پر ایک ایسی چپت ماری کہ میں چیخ دیا، عمرؓ کے پاس گیا تو پوچھا تمھیں کیا ہوا، عرض کی مجھے زبیرؓ نے مارا، اور کل واقعہ بیان کیا، عمرؓ کہنے لگے زبیرؓ نے؟ واللہ دیکھوں گا، حکم دیا کہ انھیں اندر لاؤ، میں نے انھیں عمرؓ کے پاس پہنچایا، عمرؓ نے پوچھا تم نے اس لڑکے کو کیوں مارا، زبیرؓ نے کہا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ کے پاس جانے سے یہ روکتا ہے، پوچھا کیا تمھیں اس نے کبھی میرے دروازے سے واپس کیا ہے، انھوں نے کہا، نہیں، فرمایا، اگر اس نے تم سے کہا کہ تھوڑی دیر صبر کیجیے کیوں کہ امیر المومنین مشغول ہیں، تو تم نے اس کا عذر کیوں نہ مانا، واللہ درندہ ہی درندوں کے لیے خون نکالتا ہے اور اسے کھا لیتا ہے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ نے

۲۲۳

عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا وہ سوتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اے اسلمؓ تم عمرؓ کو کیسا پاتے ہو، میں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے ہیں، سوائے اس شے کہ جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں، بلالؓ نے کہا کہ اگر میں اس وقت ان کے پاس ہوتا تو ان کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ ان کا غضب چلا جاتا۔

عبداللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور درّے سے مارا، عرض کی، میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں، عمرؓ نے درّہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے مجھے بہت بڑے کو یاد دلا دیا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ عمرؓ غضب میں ہوں اور ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلایا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے، تو وہ اپنے ارادے سے باز نہ آجائیں۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۱۸ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی، شہر خشک ہوگئے، مواشی ہلاک ہوگئے، اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے، صحرائی اور شہری چوہوں کے سوراخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا اسے نکال لیتے۔

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا، اس لیے کہ ساری (زمین خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہوکر راکھ کے مشابہ ہوگئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عام الرمادہ میں

عمرو بن العاص کو لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بندۂ خدا عمرؓ امیر المومنین کی جانب سے العاصی بن العاصی (گنا ہگار فرزند گنا ہگار) کو سلام علیک، اما بعد، کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتا دیکھنا چاہتے ہو، جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں رہیں؟ بس، ہائے فریاد رس! تین مرتبہ۔

عمرو بن العاص نے انھیں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبد اللہ عمرؓ امیر المومنین کو عمرو بن العاص کی طرف سے سلام علیک، میں آپ کے سامنے اُس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد، آپ کے پاس فریاد آئی، ٹھہریے میں ضرور ضرور آپ کے پاس قافلہ بھیجوں گا، جس کا ایک سرا آپ کے پاس ہوگا اور دوسرا میرے پاس۔

جب پہلا غلہ آیا تو عمرؓ بن الخطاب نے زبیرؓ بن العوام سے گفتگو کی کہ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو اور اُن لوگوں میں تقسیم کر دو، واللہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شے تمھیں حاصل نہ ہوئی ہوگی، مگر زبیرؓ نے انکار کیا اور انکار کا سبب بھی بیان کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی آئے تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ انکار نہ کریں گے اور اُن سے گفتگو کی تو انھوں نے منظور کیا اور روانہ ہوگئے، عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تمھیں جو غلہ ملے اُسے اہل بادیہ کی طرف پھیر دو، اُس کے بورے سے ان کے لحاف بنا دو جسے وہ لوگ اوڑھیں، اونٹوں کو ذبح کر دینا کہ وہ لوگ گوشت کھائیں اور چربی اُٹھا لے جائیں، تم انتظار نہ کرنا اگر وہ کہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں میں بارش کا انتظار کریں گے، آٹا پکائیں اور جمع کریں، شاید اُس وقت تک اللہ اُن کے لیے کشادگی کا حکم لائے، عمرؓ کھانا تیار کراتے، اُن کا منادی ندا دیتا تھا کہ جو شخص آکے

کھانا چاہے وہ ایسا کرے اور جو اتنا لینا چاہے جو اُس کو اور اُس کے گھر والوں کو کافی ہو تو وہ آئے اور لے جائے۔

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ ہمارے پاس اونٹوں پر غلہ بھیجو اور دریا سے بھی بھیجو، عمروؓ نے اونٹوں پر بھیجا، میں شام کے راستوں کے سروں پر اونٹوں سے ملا جن کو امیرالمومنینؓ کے قاصدوں نے داہنے اور بائیں پھیر دیا کہ اونٹوں کو ذبح کریں، آٹا کھلائیں اور قبا پہنائیں، ایک شخص کو الجار بھیج کر وہ غلہ منگوایا، جس کو عمرؓ نے مصر سے براہ دریا بھیجا تھا اور اہل تہامہ کو بھجوا دیا کہ وہ انھیں دیا جائے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کے قاصدوں کو مکّے اور مدینے کے درمیان دیکھا کہ وہ الجار کا غلہ تقسیم کر رہے تھے، یزید بن ابی سفیان نے بھی شام سے غلہ بھیجا، (ابن سعد نے کہا کہ یہ غلط ہے، کیوں کہ یزید بن ابی سفیان اُس زمانے میں مر چکے تھے) اور عمرؓ نے معاویؓہ کو لکھا تھا کہ وہ غلہ بھیجیں، عمرؓ نے لوگوں کو بھیجا کہ اُسے شام کے راستوں پر لے لیں اور اُس کے ساتھ وہی کریں جو عمرؓ کے قاصد کرتے ہیں، لوگوں کو آٹا دے دیں، اونٹ اُن کے لیے ذبح کر دیں اور اُنھیں عبا پہنائیں، سعدؓ ابن ابی وقاص نے عراق سے اسی طرح غلہ بھیجا، اُنھوں نے اُس کی جانب بھی ایک شخص کو بھیجا کہ اُسے عراق کے راستوں پر لے لے، وہ لوگ اونٹ ذبح کرنے لگے، آٹا تقسیم کرنے لگے اور عبا پہنانے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قحط کو مسلمانوں سے اُٹھا لیا۔

۲۲۵ عبداللہ بن عون المالکی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ نے عمروؓ بن العاص کو ایک خط میں غلہ بھیجنے کا حکم دیا، عمروؓ نے خشکی و تری سے روانہ کیا، اُنھوں نے معاویؓہ کو لکھا کہ جس وقت تمھیں یہ خط ملے فوراً ہمارے پاس اتنا غلہ بھیجو جو

سب کو کافی ہو کیوں کہ وہ ہلاک ہو گئے سوائے اس کے کہ اللہ اُن پر رحم کر دے، پھر سعد کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی غلہ بھیجیں، انھوں نے بھی اُن کے پاس بھیجا، عمرؓ لوگوں کو ثرید کھلاتے تھے، یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا، وہ اونٹ ذبح کرتے تھے اور ثرید پر کر دیتے تھے، عمرؓ بھی ساری قوم کے ساتھ کھاتے تھے جس طرح وہ لوگ کھاتے تھے۔

عبد اللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو اُن کے پاس روٹی لائی گئی جس میں زیتون ملا دیا گیا تھا، انھی دنوں میں سے کسی دن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلا دیئے، عمرؓ کے لیے عمدہ حصہ رکھ لیا، وہ اُن کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے، پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے، خادم نے کہا، یا امیر المومنینؓ یہ اُن اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں، فرمایا: خوب، خوب، میں بہت بُرا والی ہوں اگر اُن کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور ردی لوگوں کو کھلاؤں، یہ پیالہ اٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ، پھر روٹی اور زیتون لایا گیا، وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اس روٹی کو زیتون لگانے لگے، اور فرمایا: اے یرفاؔ تم پر افسوس ہے، یہ پیالہ ثمغ میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ، میں نے انھیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بے آب و دانہ ہیں، اسے اُن کے سامنے رکھو۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے قحط کے زمانے میں ایک نیا کام کیا جسے وہ کرتے نہ تھے، لوگوں کو عشا کی نماز پڑھا کے اپنے گھر میں داخل ہوتے اور آخر شب تک برابر

نماز پڑھتے رہتے، پھر نکلتے اور بہاڑی راستوں پر گھومتے، ایک رات کو پچھلی شب، میں اُن کو یہ کہتے سُن رہا تھا کہ اے اللہ امت محمد کی ہلاکت میرے ہاتھوں پر نہ کر۔

سائب بن یزید کہتے تھے کہ زمانۂ قحط سالی میں عمرؓ بن الخطاب ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اُس نے لید کی تو جَو نکلے، عمرؓ نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ مسلمان بھوکے مرتے ہیں اور یہ گھوڑا جَو کھاتا ہے، واللہ میں اس پر سوار نہ ہوں گا تاوقتیکہ لوگ زندہ نہ ہوں (یعنی قحط رفع نہ ہو)۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے (دو طرق سے) مروی ہے کہ قحط کے سال عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھی کی چپڑی ہوئی روٹی لائی گئی، انھوں نے ایک بدوی (دیہاتی) کو بلایا تو وہ اُن کے ساتھ کھانے لگا، بدوی نوالے کے ساتھ پیالے کے کنارے سے گھی لینے لگا، اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تم تو ایسے ہو جیسے کسی کو گھی میسر نہ ہوا اس نے کہا بیشک، میں نے اتنے دن سے آج تک نہ گھی کھایا نہ زیتون، اور نہ کسی کو یہ کھاتے دیکھا، عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھی چکھیں گے نہ گوشت، تاوقتیکہ لوگ پہلے کی طرح سرسبز نہ ہو جائیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ابن الخطاب نے تاوقتیکہ لوگ سرسبز نہ ہو گئے، نہ گھی کھایا نہ گھی کی کوئی چیز۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پیٹ میں قراقر ہوا، انھوں نے قحط سالی میں گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیتون کھاتے تھے، اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر کہا کہ تو قراقر پیدا کر، ہمارے پاس تیرے لیے سوائے اس کے کچھ نہیں ہے تاوقتیکہ قحط رفع نہ ہو۔

عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ اے پیٹ، تجھے زیتوں کا خوگر

۲۲۶

رہنا پڑے گا جب تک گھی اوقیہ کے حساب سے بکتا رہے گا (ایک اوقیہ = ۳ ¼ تولے)۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی گھی بھی گراں ہو گیا، حالاں کہ عمرؓ اسے کھاتے تھے، جب گھی کم ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ میں اسے نہ کھاؤں گا تاوقتے کہ سب لوگ اسے نہ کھا سکیں، وہ زیتون کھاتے تھے۔ انھوں نے فرمایا اے اسلم، آگ کے ذریعے سے اس کی گرمی توڑ دو، میں زیتون ان کے لیے پکا دیتا، اسے وہ کھاتے، پیٹ میں قراقر ہوتا تو فرماتے کہ تو قراقر پیدا کر، مگر واللہ گھی نہ پائے گا تاوقتے کہ لوگ نہ کھائیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ (قحط کے سال) میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تاوقتے کہ لوگ نہ کھائیں، عبید اللہ بن عمرؓ کا ایک بکری کا بچہ تھا، وہ ذبح کر کے بھوننے کے لیے تنور میں رکھ دیا گیا، اس کی خوشبو عمرؓ کے پاس گئی تو فرمایا کہ میرا یہ گمان نہیں ہے کہ گھر والوں میں سے کسی نے اس کی جرأت کی ہے، وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھے، اسلم سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو، انھوں نے اسے تنور میں پایا، عبید اللہ نے کہا کہ مجھے چھپاؤ خدا تمھیں چھپائے (یعنی تم میری خطا کو چھپاؤ خدا تمھاری خطائیں چھپائے)، اسلم نے کہا کہ جس وقت انھوں نے مجھے بھیجا انھیں معلوم تھا کہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا، اسلم نے اسے نکال لیا اور لے کے ان کے پاس آئے، ان کے آگے رکھ کے یہ عذر کیا کہ انھیں معلوم ہو جائے گا، عبید اللہ نے کہا کہ وہ میں نے اپنے بیٹے کے لیے خریدا تھا، پھر گوشت کو میرا دل چاہا۔

نافع مولائے زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو کہتے سنا کہ اللہ ابن حنتمہ پر رحمت کرے، میں نے عام الرمادہ میں انھیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ پشت پر دو تھیلے اور ہاتھ میں زیتون کا کپا،

وہ اور اسلم باری باری اُٹھاتے تھے، جب مجھے دیکھا تو پوچھا، ابوہریرہؓ تم کہاں سے آتے ہو، میں نے کہا کہ نزدیک سے، میں بھی باری باری سے اُسے اُٹھانے لگا، یہاں تک کہ ہم صرار تک پہنچ گئے، وہاں قبیلۂ محارب کی ایک جماعت تھی جو تقریباً بیس گھر کے لوگ تھے، عمرؓ نے کہا کہ تمھیں کیا چیز لائی، اُن لوگوں نے کہا کہ مصیبت، پھر ہمارے لیے مردار کی بھنی ہوئی کھال نکالی جو وہ لوگ کھاتے تھے اور پسی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں جن پر بغیر سیر ہوئے اکتفا کرتے تھے، میں نے دیکھا کہ عمرؓ نے اپنی چادر اتار ڈالی اور تہ بند باندھ کے اُن لوگوں کے لیے کھانا پکاتے رہے، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، اسلم کو مدینے بھیجا، وہ اونٹ لائے، اُن لوگوں کو سوار کرا کے الجبانہ میں اُتارا اور کپڑے دیئے، عمرؓ اُن لوگوں کے اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے تا آں کہ اللہ نے قحط رفع کر دیا۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے قحط کے سال عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچے جو آٹا گوندھ رہی تھی، فرمایا کہ اس طرح نہیں، جس طرح تو گوندھتی ہے، خود بیلن لے لیا اور کہا کہ اس طرح، پھر اُسے دکھایا۔

ہشام بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ تم عورتوں میں سے ہرگز (حریرے کے لیے) کوئی آٹا نہ ڈالے تا وقتے کہ پانی گرم نہ ہو جائے، پھر اُسے تھوڑا تھوڑا ڈالے اور ڈوئی سے چلائے، یہ طریقہ اُسے زیادہ بڑھانے والا (پھیلانے والا) ہے اور ایسا ہے کہ گٹھلیاں نہ پڑیں۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے قحط کے سال عمرؓ کو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے حالاں کہ پہلے گورے تھے، ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا جو گھی اور دودھ کھاتا تھا، لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی تو اُس نے

یہ چیزیں اُس وقت تک اپنے پر حرام کرلیں جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں، اُس نے زیتون کھایا، تو اُس کا رنگ بدل گیا، اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو عمرؓ مسلمانوں کی فکر میں مر جائیں گے۔

صفیہ بنت ابی عبید سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانۂ قحط میں عمرؓ فکر کی وجہ سے کسی بیوی کے قریب نہ گئے یہاں تک کہ لوگ خوشحال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب ہر روز دستار خوان پر بیس اونٹ ذبح کرتے جو عمروؓ ابن العاص نے مصر سے بھیجے تھے۔

عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے عمروؓ بن العاص کو خشکی و دریا سے غلہ بھیجنے کو لکھا تو انھوں نے بیس کشتیاں روانہ کیں جن میں آٹا اور گھی لدا تھا اور خشکی سے ایک ہزار اونٹ بھیجے جو آٹے سے لدے تھے، معاویہؓ نے تین ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا تھا انھوں نے تین ہزار عبائیں بھی بھیجیں، عمروؓ بن العاص نے پانچ ہزار چادریں بھیجی تھیں، والی کوفہ نے دو ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا بار تھا۔

عیسیٰ بن معمر سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے کسی لڑکے کے ہاتھ میں خربزہ دیکھا تو فرمایا خوب، خوب، اے فرزند امیر المومنین تم میوہ کھاتے ہو حالاں کہ امت محمد مارے بھوک کے دُبلی ہو گئی ہے، وہ بچہ نکل کے بھاگا اور رونے لگا، اُس کو پوچھنے کے بعد عمرؓ نے اُس کو خاموش کیا،

لوگوں نے کہا کہ اُس کو اُس نے ایک مٹھی بھر کھجور کی گٹھلی کے عوض خرید اہے۔

محمد بن المجازی نے جہینہ کی ایک بڑھیا سے، جس نے اپنے بچپن میں عمرؓ بن الخطاب کو پایا تھا، روایت کی کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ زمانۂ قحط میں عمرؓ بن الخطاب جس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ کھلا رہے ہیں جو ہمیں کھلانے کو ملا، اگر ہمیں یہ طریقہ عاجز کردے گا تو ہم ہر اُس گھر والے کے ساتھ جس کا خاندان موجود ہے اُن لوگوں کو کردیں گے جن کے خاندان موجود نہیں، (یعنی وہ بیرونی لوگ ہیں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش لادے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: اگر مجھے لوگوں کے لیے اتنا مال نہ ملا جو کافی ہو، تو میں ہر گھر میں بقدر اُن کی تعداد کے لوگ داخل کردوں گا تاکہ وہ باہم آدھا آدھا پیٹ کھانا تقسیم کرلیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش و سرسبزی لائے، کیوں کہ لوگ آدھے پیٹ کھانے سے ہرگز ہلاک نہ ہوں گے۔

ام بکر بنت مسور بن مخرمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عام الرمادہ میں جب اللہ نے قحط رفع کردیا تو عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ اگر اللہ اُس کو رفع نہ کرتا تو میں ہر گھر والوں کے ساتھ اُن کے مثل (یعنی اُسی تعداد میں لوگوں کو شامل) کردیتا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں عرب ہر طرف سے کھنچ کر مدینے آگئے تھے، عمرؓ ابن الخطاب نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اُن کا انتظام کریں اور انھیں کھانا اور سالن دیں، اصحاب اہتمام میں یزید بن اخت النمر، مسور بن مخرمہ، عبد الرحمٰن بن قاری اور عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود تھے، شام ہوتی تو یہ عمرؓ کے پاس جمع ہو کر جس حالت میں لوگ ہوتے اس کی خبر دیتے

ان میں سے ہر شخص مدینے کے ایک ایک کنارے پر تھا۔
اعراب راس الثنیہ سے راتج تک، بنی حارثہ سے
بنی عبد الاشہل تک اور بقیع سے بنی قریظہ تک اندر تھے،
اُن کا ایک گروہ بنی سلمہ کے نواح میں بھی تھا جو مدینے کو گھیرے ہوئے تھے ۲۲۹
میں نے ایک رات عمرؓ کو اُس وقت کہتے سنا جب لوگ اُن کے پاس
رات کا کھانا کھا چکے تھے کہ جنھوں نے ہمارے پاس رات کا
کھانا کھایا اُن کا شمار کرو، لوگوں نے آیندہ شب شمار کیا تو
سات ہزار پایا' فرمایا کہ اُن عورتوں اور متعلقین کا بھی شمار کرو
جو نہیں آتے اور مریضوں اور بچوں کا بھی، اُنھوں نے شمار کیا تو
چالیس ہزار پایا، ہم چند شب ٹھہرے، لوگ زیادہ ہو گئے،
آپ نے پھر شمار کرنے کا حکم دیا، اُنھوں نے شمار کیا تو
اُن لوگوں کو جنھوں نے اُن کے پاس شام کا کھانا کھایا دس ہزار پایا
اور دوسروں کو پچاس ہزار پایا۔
یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارش نازل کرنے تک برابر رہے
جب بارش ہو گئی تو میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ اُنھوں نے نودارد
میں سے ہر قوم پر لوگ مقرر کیے جو اُن کو اُن کی بستی کی طرف
روانہ کریں اور زاد راہ کے لیے سواری اور غلہ دیں اور
میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بذات خود ان لوگوں کو روانہ کرتے تھے
اُن لوگوں میں موت بھی واقع ہو گئی تھی میں سمجھتا ہوں کہ دو ثلث
مر گئے اور ایک ثلث باقی رہے۔
عمرؓ کی دیگوں کے پاس عمال پچھلی ہی شب میں آجاتے تھے،
جو دور دراز مقامات کے عامل تھے، صبح ہوتی تو مریضوں کو کھلاتے
اور حریرہ تیار کرتے، زیتون کے متعلق حکم تھا کہ بڑی بڑی دیگوں میں
آگ پر کھولایا جائے تاکہ اُس کی گرمی اور حرارت نکل جائے،
پھر روٹی توڑی جاتی اور زیتون کے ساتھ لگا کے کھائی جاتی،

عربوں کو زیتون سے بخار آنے لگا۔

عمرؓ نے زمانۂ قحط میں اپنے لڑکوں یا بیویوں میں سے کسی کے گھر کچھ نہیں چکھا، صرف رات کو لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے لوگوں کو سرسبز کر دیا جس طرح وہ پہلے سرسبز تھے۔

مالک بن الحدثان سے، جو بنی نصر میں سے تھے مروی ہے کہ جب قحط کا سال ہوا تو میری قوم کے سو گھر کے لوگ عمرؓ کے پاس آئے، اور الجبانہ میں اترے، عمرؓ ان لوگوں کو کھانا کھلاتے جو ان کے پاس آتے، اور جو ان کے پاس نہ آتے ان کے گھر آٹا اور کھجور اور گیہوں بھیج دیتے، ماہ بماہ میری قوم کو بھی اتنا بھیج دیتے تھے جو انھیں کافی ہوتا تھا۔

مریضوں کی تیمارداری اور ان کے مرنے والوں کے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے، میں نے دیکھا کہ جب ان لوگوں نے اناج کھایا تو موت واقع ہونے لگی، عمرؓ خود آئے اور نماز جنازہ پڑھتے، میں نے دیکھا ہے کہ انھوں نے دس دس پر ایک دم سے نماز پڑھی۔

جب وہ سرسبز ہو گئے تو ان سے فرمایا کہ اس گاؤں (الجبانہ) سے تم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں روانہ ہو جاؤ، ان کے کمزوروں کو آپ سوار کراتے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے منھ سے رال بہہ رہی تھی عرض کی آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا، میں بھنی ہوئی ٹڈیاں چاہتا ہوں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ سے الربذہ کی ٹڈیوں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کی ایک یا دو ٹوکریاں ہوتیں کہ ہم اسے کھاتے۔

۲۳۰ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو منبر پر کہتے سنا کہ میں چاہتا تھا کہ ہمارے پاس ایک یا دو ٹوکری ٹڈیاں ہوتیں کہ ہم انھیں لیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنینؓ تھے کہ ان کے لیے ایک صاع (پیمانہ) کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں، وہ انھیں کھاتے تھے اور ان میں کی خراب اور ردی بھی کھا لیتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ایک صاع کھجور جس میں ردی و خراب بھی تھیں، کھالی۔

ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت ہے۔

عاصم بن عبید اللہ بن عاصم سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے جوتے میں ہاتھ پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ آل عمرؓ کے رومال ان کے جوتے ہیں۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے رات کا کھانا بہت مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس کھایا، وہ گوشت روٹی کھا کر اپنا ہاتھ اپنے قدم سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عمرؓ و آل عمرؓ کا رومال ہے۔

انس سے مروی ہے کہ عمرؓ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا اور پانی میں سب سے زیادہ مرغوب نبیذ یعنی کھجور کا آبشورہ تھا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے مقتول ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل نہیں استعمال کیا۔

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا جس میں گھی بھی تھا، انھوں نے اس کے

کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی صاحبزادی حفصہؓ کے پاس آگئے، انھوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی اُن کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون ٹپکا دیا، فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا یہاں تک کہ اللہ سے ملوں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک شخص کے پاس گئے، پیاس لگی تھی، اُس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا، پوچھا یہ کیا ہے، اُس نے کہا شہد ہے، فرمایا، واللہ، یہ اُن چیزوں میں نہیں ہوگا جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔

۲۲۱ یسار بن نُمیر سے مروی ہے کہ واللہ میں نے عمرؓ کا آٹا کبھی بغیر اُن کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی اُنھوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا مگر یہ چھانتے تھے)۔

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے زمانۂ قحط میں عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دور کر دے، اس کلمے کو وہ دُہراتے تھے۔

یسار بن نُمیر سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کی نافرمانی کے بغیر کبھی اُن کا آٹا نہیں چھانا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے بدن پر زمانۂ قحط سالی میں ایک تہ بند دیکھی جس میں سولہ پیوند تھے اور اُن کی چادر چھ بالشت کی تھی، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ امت محمدؐ کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔

عبد اللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب مغرب کی نماز پڑھتے تو ندا دیتے کہ اے لوگو اپنے رب سے

استغفار کرو، اُس کی طرف رجوع کرو، اُس کا فضل مانگو اور اُس سے باران رحمت طلب کرو جو باران عذاب نہ ہو، وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اُس کو کھول دیا۔

عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو زمانۂ قحط سالی میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس حاضر تھے کہ وہ کہتے تھے اے لوگو، اللہ سے دعا کرو کہ وہ قحط کو دور کرے، اور اپنے کندھے پر درّہ رکھ کر گھومتے تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ نماز استسقا کے لیے نکلے، منبر پر کھڑے ہوگئے یہ آیات پڑھیں "استغفروا ربکم انہ کان غفارا" (اللہ سے مغفرت مانگو وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے) اور کہتے تھے "استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ" (اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو اور اُس کی طرف رجوع کرو) اس کے بعد منبر سے اُتر آئے تو کہا گیا یا امیر المومنین، آپ کو نماز استسقا سے کس نے روکا، فرمایا، میں نے آسمان کے بارش والے اُن ستاروں سے جن سے بارش نازل ہوتی ہے بارش طلب کی ہے۔

ابی وجزۃ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ہمیں عیدگاہ کو نماز استسقا کے لیے لے گئے، اُن کی دعا کا اکثر حصہ استغفار تھا، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ وہ اُس پر زیادہ نہ کریں گے، پھر انھوں نے نماز پڑھی، دعا مانگی اور کہا کہ اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

عبداللہ بن نیار اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے اُس پر اتفاق کر لیا کہ نماز استسقا پڑھیں اور لوگوں کو (نماز کے لیے) لے جائیں تو انھوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ فلاں فلاں دن نکلیں، اپنے رب کے آگے زاری کریں اور اُس سے درخواست کریں کہ وہ اس قحط کو لوگوں سے اٹھالے،

۲۳۲

اُس روز وہ اس طرح نکلے کہ جسم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تھی، عیدگاہ پہنچ کے لوگوں کو خطبہ سنایا اور گریہ وزاری کی، لوگ بھی گریہ وزاری کرنے لگے، اُن کی دعا کا اکثر حصہ صرف استغفار تھا، جب واپسی کے قریب ہوئے تو اپنے ہاتھ اُٹھا کے پھیلائے چادر کا رخ بدل دیا، داہنے رخ کو بائیں رخ کر دیا، ہاتھ پھیلائے اور دعا میں تضرع وزاری کرنے لگے، عمرؓ اتنی دیر تک روئے کہ ڈاڑھی تر ہو گئی۔

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عام الرمادہ میں خطبے سے پہلے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اُس میں پانچ اور سات تکبیریں کہیں۔

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عباسؓ ابن عبد المطلب سے کہا کہ اے ابو الفضل ستاروں کے (طلوع ہونے کو) کتنے روز باقی رہ گئے، (بروایت العوّا) انھوں نے کہا کہ کتنے دن رہ گئے، عرض کی، آٹھ دن، فرمایا، قریب ہے کہ اللہ خیر کرے گا۔ اور عمرؓ نے عباسؓ سے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو آنا۔

عمرؓ نے دعا میں جب خوب زاری کی تو عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے تیرے نبیؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں کہ ہم سے قحط کو دور کر دے اور ہمیں بارش سے سیراب کر دے، لوگ ہٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے سیراب کر دیے گئے اور آسمان چند روز تک اُن پر برساتا رہا، جب انھیں بارش دے دی گئی اور وہ لوگ کسی قدر سرسبز ہو گئے تو انھوں نے عرب کو مدینے سے روانہ کر دیا اور کہا کہ اپنی بستیوں میں چلے جاؤ۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ قحط میں ایک روز صبح کو میں نے عمرؓ بن الخطاب کو عاجزی وگریہ وزاری کرتے دیکھا، جسم پر ایک چادر تھی جو گھٹنوں تک نہیں پہنچتی تھی، آپ استغفار میں

اپنی آواز بلند کر رہے تھے، آنکھیں رخساروں پر آنسو بہا رہی تھیں، داہنی جانب عباسؓ بن عبدالمطلب تھے، اُس روز اس طرح دعا کی کہ روبقبلہ تھے اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کے بلند آواز سے اپنے رب کو پکارا اور دعا کی، اُن کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کی، پھر آپ نے عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کے کہا، اے اللہ ہم لوگ تیرے رسول کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں۔ عباسؓ بھی بڑی دیر تک برابر اُن کے پہلو میں کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے اور اُن کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ اُنھوں نے عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر انھیں کھڑا کیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے سامنے تیرے رسول کے چچا کو شفیع بناتے ہیں۔

۲۲۳ سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ ابن الخطاب نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو اللہ سے ڈرو، اپنے معاملات میں بھی اور اُن امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں، کیوں کہ میں تمھارے ساتھ مبتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا کر دیے گئے ہو، میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمھارے بدلے ہے، یا تم پر میرے بدلے ہے، یا مجھے اور تمھیں دونوں کو شامل ہے، آؤ کہ ہم اللہ سے دعا کریں، وہ ہمارے قلوب کی اصلاح کرے، ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے، راوی نے کہا کہ عمرؓ اُس روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دعا کی، وہ بھی روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے، پھر وہ منبر سے اُتر آئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے

عمرؓ کو کہتے سنا: اے لوگو مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو لہٰذا اپنے رب کو مناؤ اور ہاتھ پھیلاؤ اور اُس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سا بھی ابر نظر نہ آتا تھا، جب عمرؓ نے نماز استسقا پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دن منتظر رہے، پھر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے، عمرؓ جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے لوگ بھی تکبیر کہتے یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں جو سمندر سے اُٹھیں، شام کا رخ اختیار کیا پھر اللہ کے حکم سے بارش ہو گئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرب کو وہ دن معلوم تھا جس دن عمرؓ نے نماز استسقا پڑھی اُن میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے تو وہ نماز استسقا کے لیے اس طرح چلے کہ گویا دُبلے گدھ ہیں جو اپنے آشیانوں سے نکل رہے ہیں، یہ لوگ اللہ سے گریہ وزاری کر رہے تھے۔

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہو گئی تو میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو، نکلو، اپنے شہروں کو جاؤ۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ موخر کر دیا، سعاۃ (صدقہ وصول کرنے والوں) کو نہیں بھیجا، جب آیندہ سال ہوا اور اللہ نے اس خشک سالی کو رفع کر دیا تو اُن کو حکم دیا کہ روانہ ہوں، اُنھوں نے دو سال کی زکوٰۃ کے اونٹ بکریاں لیں، پھر انھیں حکم دیا کہ ایک سال کے تقسیم کر دیں اور ایک سال کی زکوٰۃ اُن کے پاس لے آئیں۔

حوشب بن بشر الفزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ قحط نے ہمارا مال کم کر دیا، جس کے پاس عدد کثیر تھا اس کے پاس اتنا باقی رہ گیا کہ وہ ذکر کے قابل نہ تھا، عمرؓ نے اُس سال صدقہ وصول کرنے والوں کو نہیں بھیجا، پھر جب دوسرا سال ہوا تو انھوں نے لوگوں کو بھیجا جنھوں نے دو سال کی زکوٰۃ وصول کی، ایک سال کی زکوٰۃ تقسیم کر دی اور ایک سال کی زکوٰۃ اُن کے پاس لے آئے۔ بنی فزارہ سے صرف ساٹھ حصے ملے، تیس تقسیم کر دیئے گئے اور تیس اُن کے پاس لائے گئے، عمرؓ صدقہ وصول کرنے والوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں کے پاس وہیں جائیں جہاں وہ ہوں۔

۲۴۴ کردم سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ وصول کرنے والے کو بھیجا اور فرمایا کہ قحط نے جس کی ایک بکری اور ایک چرواہا باقی رکھا ہے اُسے دینا، اور جس کے پاس دو بکریاں اور دو چرواہے بچے ہوں اُس کو نہ دینا۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن شریک الفزاری کو کہتے سنا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں مواشی چراتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ صدقہ وصول کرنے کے لیے تمھارے پاس کون بھیجا جاتا تھا تو انھوں نے کہا کہ مسلمہ بن مخلّد، وہ ہمارے امیروں سے صدقہ لیتے تھے اور ہمارے فقیروں کو دے دیتے تھے۔

زِر بن حبیش سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو مدینے کے ایک راستے پر دیکھا، وہ گندم گوں، لانبے اور ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے والے آدمی تھے، چندیا پر بال نہ تھے، قطری چادر کو ہار کی طرح گلے میں ڈالے رہتے تھے، برہنہ پا لوگوں کو دیکھتے ہوئے چلتے تھے کہ معلوم ہوتا گھوڑے پر سوار ہیں، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ کے بندو، ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو اس سے بچو کہ

تم میں سے کوئی شخص خرگوش کو لاٹھی سے مارے یا اُس پر پتھر مارے اور اُس کے کھانے کو کہے، یہ ضروری ہے کہ تمھارے لیے دھار نیزہ یا تیر اُسے ذبح کردے۔

عاصم سے دریافت کیا گیا کہ (ھاجروا ولا تھجروا) (ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو) کا کیا مطلب ہے تو انھوں نے کہا کہ سچے مہاجرین بنو اور مہاجرین کے مشابہ نہ بنو کہ تم ان میں سے نہ ہو۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث مشہور نہیں ہے کہ عمرؓ گندم گوں تھے، البتہ عام الرمادہ میں جب انھوں نے زیتون کھایا تو اُن کا رنگ بدل گیا۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عام الرمادہ میں عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے تھے حالاں کہ وہ سفید رنگ کے گورے تھے، کہا جاتا کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا، گھی اور دودھ کھاتا تھا، لوگوں پر قحط آیا تو اُس نے دونوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا، اُس نے زیتون کھایا جس سے اُس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ ہو گیا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے جن پر سرخی غالب تھی، لانبے تھے چندیا پر بال نہ تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو عمرؓ کا حلیہ بیان کرتے سنا کہ وہ گورے آدمی تھے جن پر سرخی غالب تھی، لانبے قد کے تھے، چندیا پر بال نہ تھے، سفید بال والے تھے۔

۲۲۵ سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو کہتے سنا کہ ہم میں سیاہی صرف ہمارے ماموؤں (عبداللہ بن عمرؓ کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمح کی طرف سے آئی، ماموں سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچنے والا ہے اور میرے پاس نکاح ہمارے ماموں کی طرف سے آیا، یہ دونوں خصلتیں میرے والد رحمہ اللہ میں نہ تھیں، میرے والد گورے تھے،

عورتوں سے نکاح شہوت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے، محض اولاد کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو بغیر اس کے کسی قوم کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان لوگوں سے اونچے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ درازی قد میں سب پہ فوقیت رکھتے تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے تھے۔

ابو ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابو التیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے اسلام لے آیا یعنی عمرؓ، اس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ دیکھو خبردار یا تو وہ ان لوگوں کی خیر میں وسعت کردے گا یا ان کے شر میں وسعت کردے گا۔

مسلمہ بن قحیف یا بشر بن قحیف سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ موٹے آدمی تھے۔

ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایسے جسیم (خوبصورت جسم کے) تھے کہ بنی سدوس کے معلوم ہوتے تھے!

ہلال بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے چلنے میں تیز چلتے تھے۔ اور وہ گندم گوں آدمی تھے۔ جو بنی سدوس کے لوگوں میں معلوم ہوتے تھے، ان کے دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ عمرؓ کی چندیا کے بال

جاتے رہے، پھر اُن کے بالوں کا جانا بہت بڑھ گیا۔

اسلم سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب وہ غضبناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھ پکڑ کے اپنے منہ کی طرف پھیر لیتے تھے اور اُس میں پھونکتے تھے۔

۲۳۴ عامر بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص (دیہاتی) عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین ہمارے شہر وہ ہیں جن پر زمانۂ جاہلیت میں ہم نے جنگ کی اور زمانۂ اسلام میں ہم اسلام لائے، اس کے بعد ہم پر غصہ کیا جاتا ہے، عمرؓ پھونکنے لگے اور اپنی مونچھ بٹنے لگے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے کپڑا اُن کی ران سے ہٹ گیا تو نجران کے نصاریٰ نے اُن کی ران میں ایک سیاہ تل (یا مسّہ) دیکھا، اُن لوگوں نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکالے گا۔

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا جو اُسے ایڑ مارتا ہوا چل رہا تھا، قریب تھا کہ ہمیں کچل دے، ہم اُس سے ڈر کے کھڑے ہو گئے، دیکھا تو وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، ہم نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد کون ہے، فرمایا تمہیں نئی بات کیا معلوم ہوئی، مجھے طبیعت میں فرحت معلوم ہوئی تو میں نے گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مہندی کا خضاب کیا۔

انس بن مالک سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے بالوں کو مضبوط کرتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے اپنی ڈاڑھی کو زرد کرتے تھے اور اپنے سر کو قوت دیتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اُس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا کہ اُن کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے حالاں کہ وہ اُس زمانے میں والی تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے شانوں کے درمیان اُن کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے پاس تھے، وہ ایسا کرتا پہنے تھے جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے، پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی "وَ فَاكِهَةً وَ اَبًّا" اور فرمایا اَلْاَبُّ کیا چیز ہے، فرمایا کہ یہ محض تکلف کو کہتے ہیں۔ پھر تم پر کیا غفلت ہے کہ نہیں جانتے کہ اَلْاَبُّ کیا چیز ہے۔

ابی عثمان سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے عمرؓ کو جمرے کی رمی کرتے دیکھا کہ اُن کے بدن پر ایک قطری تہ بند تھی جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ابی محصن الطائی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے جسم پر، جب وہ نماز پڑھ رہے تھے، ایک تہ بند دیکھی گئی جس میں پیوند تھے، اُن میں سے بعض چمڑے کے تھے حالاں کہ وہ امیر المومنین تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کی تہ بند دیکھی جس میں انھوں نے چمڑے کا پیوند لگایا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کا کرتا دیکھا جس میں شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہ بند تھی جس میں بارہ پیوند تھے اور ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں عمرؓ بن الخطاب کو رمی جمار کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں ان کے بیٹھنے کے مقام پر پیوند لگا ہوا تھا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کی تہ بند میں بارہ پیوند تھے جن میں بعض چمڑے کے تھے حالاں کہ وہ امیر المومنین تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس دن عمرؓ بن الخطاب پر حملہ کیا گیا میں نے ان کے بدن پر زرد تہ بند دیکھی۔

ابی الاشہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر ایک کرتہ دیکھا تو فرمایا کہ تمھارا کرتا نیا ہے یا پہنا ہوا ہے، انھوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ پہنا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیا پہنو، اچھی زندگی بسر کرو، اور شہادت کی وفات پاؤ، اللہ تمھیں دنیا و آخرت کی آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

ابی الاشہب نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے جسم پر ایک کپڑا دیکھا تو پوچھا کہ تمھارا یہ کپڑا نیا ہے یا دھلا ہوا، انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہ دھلا ہوا ہے، فرمایا: اے عمرؓ، نیا پہنو، اچھی طرح زندگی بسر کرو، شہادت کی وفات پاؤ، اور اللہ تمھیں دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے موٹا کپڑا پہن کر ہماری امامت کی۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے خنجر مارا گیا تو میں نے دیکھا کہ اُن کے جسم پر زرد چادر تھی جسے انھوں نے اپنے زخم پر ڈھانک لیا تھا اور کہتے تھے "کان امر اللہ قدراً مقدوراً" (اللہ کا حکم اندازہ کیا ہوا ہے)۔

عبد العزیز بن ابی جمیلہ انصاری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کی نماز میں آنے میں دیر کی، جب نکلے اور منبر پر چڑھے تو لوگوں سے معذرت کی، فرمایا کہ صرف مجھے میرے اس کرتے نے روکا، میرے پاس سوائے اس کے دوسرا کرتا نہ تھا جو سیا جا رہا تھا۔ اُن کا سنبلانی کرتہ تھا جس کی آستین پہنچے سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

بدیل بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ بن الخطاب جمعے کے لیے نکلے، بدن پر ایک سنبلانی کرتا تھا، لوگوں سے تاخیر کی معذرت کرنے لگے کہ مجھے میرے اس کرتے نے روکا، وہ اپنی آستین کو کھینچنے لگے، وہ اُسے جب چھوڑتے تھے تو اُن کی اُنگلیوں کے کناروں کی طرف پلٹ جاتی تھی۔

ینّاف بن سلمان سے، جو فلاں دیہات کے کاشتکار تھے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب میرے پاس سے گزرے، اپنا کرتا میرے پاس ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے اشنان (گھاس) سے دھو ڈالو، میں نے دو قطری کپڑوں کا قصد کیا اور اُن دونوں سے کرتے بنا کے اُن کے پاس لایا۔ میں نے کہا کہ یہ پہنیے کیوں کہ یہ زیادہ خوبصورت اور زیادہ نرم ہے، پوچھا کہ یہ تمھارے مال کا ہے، میں نے کہا میرے مال کا ہے، فرمایا اس میں کوئی اور ذمہ داری بھی شامل ہے (یعنی سلائی وغیرہ کی) میں نے کہا کہ نہیں، سوائے اس کی سلائی کے، فرمایا کہ جاؤ میرے پاس میرا قمیص لاؤ، پھر اُسے انھوں نے پہن لیا جو اُشنان

(گھاس) سے زیادہ سبز تھا۔

اسامہ بن زید نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر جب وہ خلیفہ تھے ایک تہ بند دیکھی جس میں چار جگہ پیوند لگا ہوا تھا کہ ہر ایک دوسرے سے بڑا تھا، مجھے اس کے سوا اُن کی کوئی اور تہ بند معلوم نہ تھی۔

۲۳۹ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر تہ بند دیکھی جس میں چودہ پیوند تھے، بعض چمڑے کے تھے، اُن کے بدن پر نہ کوئی کُرتا تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ بندھا ہوا تھا، اُن کے پاس درہ تھا، مدینے کے بازار میں گھوم رہے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ناف پر تہ بند باندھتے تھے۔

عامر بن عبیدہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے انس سے خز (اون اور ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اللہ اُسے پیدا ہی نہ کرتا، سوائے عمرؓ ابن عمرؓ کے، اصحابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اُسے نہ پہنا ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔

عمرو بن میمون نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی کہ وہ جو دعا مانگا کرتے تھے اُس میں کہتے تھے کہ "اللھم توفنی مع الابرار ولا تخلفنی فی الاشرار وقنی عذاب النار والحقنی بالاخیار" (اے اللہ مجھے نیکوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بُروں میں نہ چھوڑ اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا اور مجھے نیکوں میں ملا)۔

حفصہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا، اے اللہ، مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کر اور

اپنے نبیؐ کے شہر میں وفات عطا کر عرض کی یہ کہاں سے ہوگا (کہ شہادت بھی ہو اور نبیؐ کا شہر بھی ہو، بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ نبیؐ کے شہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے)، فرمایا، اللہ اپنا حکم جہاں چاہے لا سکتا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے نبی کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عوف بن مالک نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک ہی جگہ جمع کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک شخص اور لوگوں سے تین گز بلند ہے، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کہا کہ عمرؓ بن الخطاب، پوچھا کہ وہ کس سبب سے ان لوگوں سے بلند ہیں، اس نے کہا کہ ان میں تین خصلتیں ہیں، کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، وہ شہید بنائے ہوئے شہید ہیں اور خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔

عوف، ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا تو انھوں نے عمرؓ کو بلا بھیجا، انھیں خوشخبری دی، اور عوف سے کہا کہ اپنا خواب بیان کرو، جب انھوں نے کہا کہ وہ خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو عمرؓ نے انھیں جھڑک کر خاموش کر دیا۔

عمرؓ والی ہو کر ملک شام گئے، جس وقت خطبہ سنا رہے تھے ان کی نگاہ عوف بن مالک پر پڑی، انھیں بلا کے اپنے پاس منبر پر چڑھا لیا اور فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو، انھوں نے اسے بیان کیا، فرمایا: یہ امر کہ میں اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا تو میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں کر دے، لیکن خلیفہ بنایا ہوا خلیفہ، تو میں خلیفہ بنایا گیا ہوں، میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نے

۲۴۰ جو چیز میرے سپرد کی ہے اُس پر میری مدد کرے، اور شہید بنایا ہوا شہید، تو مجھے کہاں سے شہادت مل سکتی ہے، میں جزیرۃ العرب میں ہوں، جہاد نہیں کرتا اور لوگ میرے ارد گرد ہیں، مجھے افسوس ہے۔ مجھے افسوس ہے، اگر اللہ چاہے تو اُسے لے آئے گا۔

سعد الجاری مولائے عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ام کلثومؓ بنت علیؓ بن ابی طالب کو، جو اُن کی بیوی تھیں بلایا، انھیں روتا ہوا پایا تو پوچھا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے، اُنھوں نے کہا یا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار جو کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں، عمرؓ نے کہا کہ ماشاء اللہ، واللہ مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے، پھر اُنھوں نے کعب کے پاس کسی کو بھیج کر بلایا، جب کعب اُن کے پاس آئے تو کہا یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ کیجیے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تا وقتیکہ آپ جنت میں داخل نہ ہوں ذی الحجہ ختم نہ ہوگا، عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے کہ ایک مرتبہ جنت میں اور ایک مرتبہ دوزخ میں، اُنھوں نے کہا، یا امیر المومنین، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر (کھڑے ہو کر) لوگوں کو اُس میں گرنے سے روکتے ہیں، جب آپ مر جائیں گے تو وہ لوگ قیامت تک برابر زبردستی اُس میں داخل ہوتے رہیں گے۔

ابی موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت سے راستے اختیار کیے، سب مٹ گئے، ایک راستہ رہ گیا جس پر میں چل کے ایک پہاڑ تک پہنچا، اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں

ابوبکرؓ تھے، اور عمرؓ کی طرف اشارہ فرمارہے تھے کہ آؤ، میں نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" واللہ امیر المومنین مرجائیں گے، راوی نے کہا کہ آپ یہ عمرؓ کو لکھ کیوں نہیں دیتے؟ جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خود انھیں کو ان کی خبر مرگ سناؤں۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے ہمراہ وقوف عرفات کیا تھا، میرا اونٹ ان کے اونٹ کے پہلو میں تھا اور میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے لگ رہا تھا، ہم لوگ منتظر تھے کہ آفتاب غروب ہو تو لوٹیں، انھوں نے لوگوں کی تکبیر اور دعا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اسے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا: اے حذیفہؓ، تمھاری رائے میں یہ طریقہ لوگوں کے لیے کب تک باقی رہے گا، عرض کی کہ فتنے پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب وہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھول دیا جائے گا تو وہ نکلے گا، عمرؓ گھبرا گئے اور فرمایا کہ وہ کونسا دروازہ ہے اور اس کا ٹوٹنا یا کھولنا کیا ہے، عرض کی، کہ ایک شخص مرے گا یا قتل کیا جائے گا فرمایا: اے حذیفہؓ، تمھاری رائے میں قوم میرے بعد کس کو امیر بنائے گی، عرض کی میری رائے میں لوگ عثمانؓ بن عفان کا سہارا لیں گے۔

۲۴۱ جبیر بن مطعم سے مروی ہے جس وقت عمرؓ جبال عرفہ پر کھڑے تھے، ایک شخص کو چلاتے سنا، یا خلیفہ، یا خلیفہ، اسے ایک اور آدمی نے سنا حالاں کہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے، اس نے کہا تجھے کیا ہوا، خدا تیرا حلق بند کرے، میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور چلا کے کہا کہ اس کو گالی نہ دو، میں کل عمرؓ کے ساتھ عقبہ پر کھڑا ہوا تھا، جس کی وہ رمی کر رہے تھے کہ یکایک ایک نامعلوم کنکری آئی جو عمرؓ کے سر میں لگی اور اس نے ان کا سر پھوڑ دیا، میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر سے کہتے سنا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ مجھے

خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں عمرؓ کبھی کھڑے نہ ہوں گے
جبیر بن مطعم نے کہا کہ اتفاق ہے وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں
چلا یا تھا اور وہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آخری حج میں جو عمرؓ نے امہات المومنین کو کرایا ہم لوگ عرفے سے پلٹے، ہیں المحصب (منیٰ و مکے کے درمیانی مقام) سے گزری تو ایک شخص کو اپنی سواری پر کہتے سنا کہ امیر المومنین عمرؓ کہاں تھے ہیں، سنے دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المومنین یہاں سے تھے، پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور کہا سنے کی آواز بلند کر کے کہا:

علیک سلام من امام وبارکت ۱ ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق

(اے امام تم پر سلام ہو اور اللہ کا ہاتھ اس پھیلی ہوئی کشادہ زمین میں برکت کرے)۔

فمن یسع او یرکب جناحی نعامۃ ۲ لیدرک ما قدمت بالامس یسبق

(پھر جو دوڑے گا یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہوگا۔ تم نے جو کچھ کل بھیجا اسے آگے جاتا ہوا پائے گا)۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدھا ۳ بوائق فی اکمامھا لم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کر دیے، اس کے بعد تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ وہ کلیاں ہیں جو اس طرح اپنے غلاف میں ہیں کہ چٹکی نہیں ہیں)۔

اس سوار نے وہاں سے جنبش بھی نہ کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے، ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ جنوں میں سے تھا۔ عمرؓ اس حج سے آئے اور انھیں خنجر مار اگیا اور وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے اور انھوں نے کہا کہ وہ شخص جس نے عرفات میں کہا کہ اے خلیفہ خدا انھیں موت دے اس سال کے بعد عمرؓ اس موقف میں کبھی کھڑے نہ ہوں گے اور جس شخص نے جمرے پر کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ واللہ میں سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ

امیر المومنین عنقریب قتل کیے جائیں گے۔ وہ شخص قبیلۂ لہب کا تھا جو الازد کے بطن سے ہے اور وہ گھوم رہا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ اشعار کہنے والا کون ہے؟ ۔ جزی اللہ خیراً من امام وبارکت الخ (علیک سلام من امام و بارکت)۔ تو لوگوں نے کہا کہ مزرد بن ضرار، عائشہؓ نے کہا کہ میں اس کے بعد مزرد سے ملی تو انھوں نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس سال کے موسم حج میں موجود نہ تھے۔

۲۴۲ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انھوں نے الابطح میں اونٹ بٹھایا، سنگریزے جمع کر کے ان کا ایک چبوترہ بنایا اور اس پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال دیا اور اس پر چت لیٹ گئے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا، قوت کم ہو گئی، رعیت پھیل گئی، لہٰذا تو مجھے بغیر اس کے کہ میں کچھ ضایع کروں یا کچھ گھٹا دوں اپنے پاس اٹھا لے، جب مدینے پہنچے تو خطبہ سنایا کہ اے لوگو تمھارے لیے فرایض فرض کر دیے گئے اور سنن مسنون کر دی گئیں، تم لوگ کھلے ہوئے راستے پر چھوڑ دیے گئے، پھر داہنا ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا، سوائے اس کے کہ تم لوگوں کو داہنے اور بائیں گمراہ کرو، اس سے بچنا، آیت رجم کو ترک کر کے ہلاک نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے کہ کتاب اللہ میں ہم پر دو حدیں (سزائیں) نہیں مقرر کی گئیں، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے رجم فرمایا اور ہم نے بھی رجم کیا (یعنی زانی کو سنگسار کیا)، واللہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں نئی بات بڑھا دی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا، کیوں کہ ہم نے اس (قرآن) میں پڑھا ہے کہ "الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما" (بڈھا اور بوڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو)

سعید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہوا تھا کہ انھیں خنجر مار دیا گیا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اے اللہ میرا سن بڑھ گیا، ہڈیاں پتلی ہوگئیں، مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے، بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانۂ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہوگیا، ہڈی پتلی ہوگئی، مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانۂ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھالے۔

سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا، انھوں نے اللہ کی وہ حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا، امابعد، اے لوگو، میں نے ایسا خواب دیکھا ہے جو بغیر اجل کی نزدیکی کے مجھے نہیں دکھایا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے دو چونچیں ماریں، اسماء بنت عمیس سے بیان کیا تو کہنے لگیں کہ مجھے عجمیوں میں سے کوئی شخص قتل کرے گا۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک مرغ نے مجھے دو چونچیں ماریں تو میں نے کہا کہ اللہ میرے پاس شہادت کو ہنکا لائے گا اور مجھے اعجم یا عجمی قتل کرے گا۔

معدان بن ابی طلحہ الیعمری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کو لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے چونچ ماری اور یہ مجھے بغیر میری موت کی نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا ہے، پھر چند قومیں مجھ سے فرمائش کرتی ہیں کہ اپنا خلیفہ بنا دو، اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضایع کردے، قسم ہے اس ذات کی جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا، اگر کسی امر (یعنی موت) نے میرے ساتھ عجلت کی تو

۲۴۳

خلافت ان چھ آدمیوں کے درمیان (انھیں کے) مشورے سے ہو گی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے، مجھے معلوم ہے کہ بعض وہ قومیں میرے بعد اس امر (خلافت) میں طعن کریں گی جن کو میں نے اپنے اسی ہاتھ سے اسلام پر مارا ہے، وہ اگر (طعن) کریں تو اللہ کے دشمن، کفار اور گمراہ ہیں،

میں نے کوئی ایسی شے نہیں چھوڑی جو میرے نزدیک کلالہ (کے حکم) سے زیادہ اہم ہو۔ (کلالہ وہ شخص جس کے نہ کوئی اولاد ہو نہ والدین ہوں)، میں نے اتنا کسی شے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع نہیں کیا جتنا کلالہ کے بارے میں آپ سے رجوع کیا ہے، جب سے میں آپ کی صحبت میں رہوں میرے لیے آپ نے کسی چیز میں اتنی دشواری نہیں فرمائی جتنی کلالہ کے بارے میں، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی انگلی اپنے پیٹ میں بھونکی پھر فرمایا کہ اے عمرؓ تجھے وہ آیت کافی ہے جو آخر سورۂ نسا میں ہے (یعنی "یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ۔ الآیہ)۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں ایک فیصلہ کر دوں گا جس سے وہ لوگ بھی جو قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی جو قرآن نہیں پڑھ سکتے فیصلہ کر سکیں گے۔

پھر فرمایا: اے اللہ، میں تمام شہروں کے حکام پر تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو اُن کا دین اور اُن کے نبی کی سنت سکھائیں، اُن پر عدل کریں، اُن کی غنیمت اُن میں تقسیم کریں اور اُن کے کام میں جو مشکل ہو اُسے میرے پاس پیش کریں، اے لوگو، تم ان دونوں درختوں میں سے کھاتے ہو جن کو میں بُرا سمجھتا ہوں، پیاز اور لہسن، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے ان دونوں چیزوں کی بو محسوس ہوتی تو آپ کے حکم سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے

بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا، اگر کوئی شخص ان چیزوں کو کھائے تو ضروری ہے کہ پکا کر (بو کو) مردہ کردے۔

ابی حمزہ نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے ایک شخص سے، جن کا نام جویریہ بن قدامہ تھا، سنا کہ میں نے اُس سال حج کیا جس سال عمرؓ کی وفات ہوئی، وہ مدینے آئے، لوگوں کو خطبہ سنایا کہ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا جس نے مجھے چونچ ماری، وہ اُس جمعے کے سوا دوسرے جمعے تک زندہ نہ رہے کہ خنجر مار دیا گیا۔

فرمایا عیادت کے لیے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ، اہل شام، پھر اہل عراق آئے جب کوئی قوم داخل ہوتی تھی تو لوگ روتے تھے اور اُن کی مدح کرتے تھے۔

میں بھی ان لوگوں میں تھا جو داخل ہوئے، اتفاق سے وہ اپنے زخم پر پٹی باندھے ہوئے تھے، ہم نے اُن سے وصیت کی درخواست کی اور ہمارے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔

فرمایا کہ میں تمھیں کتاب اللہ (پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ تم لوگ جب تک اس کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

میں تمھیں مہاجرین کی قدر دانی کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ آدمی تو بہت بھی ہوں گے اور تھوڑے بھی ہوں گے (مگر مہاجرین جو ہیں وہی رہیں گے اور یہ بھی روز بروز اُٹھتے جائیں گے)۔

میں تمھیں انصار کی قدر دانی کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ یہ اسلام کی وہ گھاٹی ہیں جس کی طرف اسلام نے پناہ لی۔

میں تمھیں اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ یہی تمھاری اصل و مادہ ہیں۔

شعبہ نے کہا کہ راوی نے ہم سے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو اُس میں اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ تمھاری اصل و مادہ ہیں اور وہ تمھارے بھائی ہیں اور تمھارے دشمن کے دشمن ہیں۔

میں تمہیں اہل ذمہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں (اہل ذمہ = غیر مسلم رعایا) کیوں کہ وہ لوگ تمہارے نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے اہل وعیال کا رزق ہیں۔

بس اب میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

۲۴۴ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں آیا تو اتفاق سے عمرؓ حذیفہ اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم دونوں کو اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ (یعنی محصول) لاد دیا جس کی اسے طاقت نہیں، عثمان نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی زمین پر دوچند کردوں، حذیفہ نے کہا کہ میں نے زمین پر اتنا لادا ہے جس کی اسے طاقت ہے اور اس میں کوئی بڑی زیادتی نہیں۔ فرمانے لگے کہ جو (زمین) تم دونوں کے پاس ہے، اسے دیکھو اگر تم نے زمین پر اتنا (محصول) لاد دیا ہے جس کی اسے طاقت نہ ہو، پھر فرمایا، واللہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں ضرور ضرور اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔

راوی نے کہا کہ چار ہی دن گزرے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا وہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دو صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ برابر ہو جاؤ، لوگ برابر ہو گئے تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی جب تکبیر کہی تو انھیں خنجر مار اگیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا کہ مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کھا لیا مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا فرمایا، وہ کافر (قاتل) جس کے ہاتھ میں چھری تھی دونوں طرف اڑا جو داہنے بائیں کسی آدمی کے پاس سے بغیر اسے زخمی کیے نہیں گزرتا تھا، اس نے تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا جن میں سے نو مر گئے، جب ایک مسلمان نے یہ دیکھا تو انھوں نے اپنے عمامے کے نیچے کی لمبی ٹوپی اس پر ڈال دی کہ اسے گرفتار کرلیں، جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو جائے گا تو اپنے بھی چھری بھونک لی۔

عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور ان کے درمیان سوائے ابن عباسؓ کے اور کوئی نہ تھا، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا، اس روز لوگوں نے نماز فجر مختصر ادا کی، مسجد کے اطراف لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ کیا واقعہ ہے، البتہ جب انھوں نے عمرؓ کی آواز نہ سنی تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے، لوگ واپس ہوئے تو سب سے پہلے جو صاحب عمرؓ کے پاس گئے وہ ابن عباسؓ تھے، انھوں نے (ابن عباسؓ سے) فرمایا کہ دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا، ابن عباسؓ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر تک گھومتے رہے، پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے جو بڑھئی تھا آپ کو قتل کیا ہے، فرمایا کہ خدا اسے غارت کرے، اسے کوئی شکایت نہ تھی سوائے اس کے کہ میں نے اس کے متعلق اچھی بات کا حکم دیا تھا۔

پھر فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، ابن عباسؓ سے فرمایا کہ تم اور تمھارے والد چاہا کرتے تھے کہ مدینے میں کفار کی کثرت ہو، ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ اگر کچھ چاہیں تو ہم کریں، فرمایا کہ آیا اس کے بعد کہ تم لوگ اپنی گفتگو کر چکے، اپنی نماز پڑھ چکے اپنا حج کر چکے، لوگوں نے عرض کی کہ آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے، انھوں نے نبیذ (زلال تمر) منگا کے پی، وہ ان کے زخم سے نکل گئی، پھر انھوں نے دودھ منگا کے پیا تو وہ بھی زخم سے نکل گیا، جب انھیں یقین ہو گیا کہ موت ہے تو فرمایا اے عبداللہ بن عمرؓ، مجھ پر کتنا قرض ہے، انھوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درم نکلے، فرمایا، اے عبداللہ، اگر آل عمرؓ کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے ادا کر دینا، اور اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا، اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا، اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

۲۴۵

پھر فرمایا اے عبداللہؓ ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ عمرؓ آپ کو سلام عرض کرتا ہے، (عمرؓ ہی کہنا) امیرالمومنین نہ کہنا، کیوں کہ میں آج اُن کا امیر نہیں ہوں، (بعد سلام کہنا کہ وہ) کہتا ہے کہ آپ اسے اجازت دیتی ہیں کہ وہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے؟ ابن عمرؓ اُن کے پاس آئے تو انھیں اس حالت میں پایا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں، سلام کیا اور کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ انھیں اُن کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے، عائشہؓ نے کہا کہ واللہ میں اُس قبر کی جگہ کو اپنے لیے چاہتی تھی، لیکن آج میں انھیں اپنے اوپر ضرور ترجیح دوں گی۔

جب (ابن عمرؓ واپس) آئے تو عمرؓ کو خبر کی گئی کہ یہ عبداللہ بن عمرؓ ہیں، فرمایا مجھے اُٹھا کے بٹھاؤ، انھیں ایک آدمی نے اپنے سینے سے لگا کے بٹھا دیا، فرمایا کہ تمھارے پاس کیا (جواب) ہے؟ انھوں نے کہا کہ عائشہؓ نے آپ کے لیے اجازت دے دی، عمرؓ نے کہا کہ اس خوابگاہ سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اے عبداللہ ابن عمرؓ دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے تابوت پر اٹھانا دروازے پر کھڑا کرنا اور کہنا کہ عمرؓ ابن الخطاب اجازت چاہتا ہے، اگر عائشہؓ اجازت دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا، جب انھیں اُٹھایا گیا تو یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں پر سوائے آج کے کوئی مصیبت ہی نہیں آئی، عائشہؓ نے اُن کے لیے اجازت دی، وہ (رحمہ اللہ) اس مقام پر دفن کیے گئے جہاں اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے ساتھ ان کا اکرام کیا۔

موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنا خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا کہ میں ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو اس امر کا اہل نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے ان میں سے

جو خلیفہ بنا لیا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے، انھوں نے علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ کا نام لیا، اگر سعدؓ کو (خلافت) ملے تو خیر ورنہ ان لوگوں میں سے جو خلیفہ بنایا جائے تو سعدؓ سے مدد لی جائے کیوں کہ میں نے انھیں (عراق کی گورنری سے) کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے، انھوں نے عبداللہؓ کو ان کے ساتھ کردیا کہ وہ لوگ ان سے مشورہ کریں، مگر ان کے لیے خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردو، زبیرؓ نے علیؓ کے سپرد کردیا، طلحہؓ نے عثمانؓ کے، اور سعدؓ نے عبدالرحمٰنؓ کے تفویض کیا، جب معاملہ ان تینوں کے سپرد کردیا گیا تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا، عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعوے سے بری ہوتا ہے، اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے کہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں،

شیخین یعنی علیؓ و عثمانؓ نے سکوت کیا۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتے ہو کہ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں، واللہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا، سب نے کہا کہ ہاں، انھوں نے علیؓ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور قدامت حاصل ہے۔ واللہ تم پر لازم ہے کہ اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو عدل کرو اور اگر عثمانؓ خلیفہ بنائے جائیں تو (ان کی بات) سنو اور اطاعت کرو، علیؓ نے کہا ہاں۔ عبدالرحمٰنؓ نے عثمانؓ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اسی طرح ان سے بھی کہا، عثمانؓ نے بھی کہا کہ۔ ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ پھیلائیے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو علیؓ نے

اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔

عمرؓ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ سے تقوے کی اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرے اور اُن کے احترام کو ملحوظ رکھے۔

اُسے دوسرے شہر والوں کے ساتھ بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ وہ اسلام کے مددگار، دشمن کو غیظ دلانے والے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں، اُن سے کوئی اچھی چیز بغیر اُن کی مرضی کے نہ لی جائے۔

۴۶

اُن انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنھوں نے دار الاسلام اور ایمان کو پناہ دی کہ اُن کے محسن کو قبول کیا جائے اور اُن کے بُرے سے درگزر کیا جائے۔

میں اُسے اعراب کے متعلق بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ وہی لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادہ ہیں اور یہ کہ اُن کے کنارے کے مالوں میں سے لیا جائے جو اُن کے فقرا کو دے دیا جائے۔

میں اُسے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پوری کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے عہد پورے کرے۔ اُن کی طاقت سے زاید تکلیف نہ دی جائے، اور جو اُن کے پیچھے ہوں اُن سے قتال کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا وہ صفیں برابر کر رہے تھے کہ ابولؤلؤہ آیا، اُس نے انھیں زخمی کیا اور اُن کے ساتھ اور بھی بارہ آدمیوں کو زخمی کیا، میں نے عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے کہہ رہے تھے کہ کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کیا ہے، لوگ ٹوٹ پڑے، ایک شخص اُس کے پیچھے سے آیا اور اُسے گرفتار کر لیا،

ان میں سے سات یا چھ آدمی مر گئے۔

عمرؓ کو اٹھا کر اُن کے گھر پہنچایا گیا، طبیب آیا اور پوچھا کہ آپ کو کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے، فرمایا نبیذ (زلال تمر) نبیذ منگائی گئی، انھوں نے پی تو ایک زخم سے نکل گئی، لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے، پھر دودھ منگایا گیا اُس میں سے پیا تو وہ بھی نکلا، طبیب نے کہا کہ آپ کو جو کچھ وصیت کرنا ہو کیجیے کیوں کہ، واللہ، میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں۔

اُن کے پاس کعب آئے اور کہا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ بغیر شہید ہوئے نہیں مریں گے، اور آپ کہتے تھے کہ کہاں سے شہید ہوں گا، میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں (جو ہر طرح دشمن سے محفوظ ہے) پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو، نماز پڑھ لو، آفتاب طلوع ہونے کو ہے، لوگ واپس ہوئے، عبدالرحمٰن بن عوف کو آگے کیا، انھوں نے قرآن کی سب سے چھوٹی دونوں سورتیں والعصر اور انا اعطیناک الکوثر پڑھیں۔

عمرؓ نے فرمایا کہ اے عبداللہ میرے پاس وہ کاغذ لاؤ جس میں میں کل کے واقعے کا صحیح حال لکھ دوں، اگر اللہ چاہے کہ اس امر کو پورا کرے تو ضرور اُسے پورا کرے گا، عبداللہ نے کہا کہ یا امیر المومنینؓ خلافت کے معاملے میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں، فرمایا نہیں، اور کاغذ اُن کے ہاتھ سے لے کے اُسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، پھر انھوں نے چھ آدمیوں کو بلایا، عثمانؓ، علیؓ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن العوام۔

سب سے پہلے عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا، اے عثمانؓ اگر تمھارے ساتھی تمھارے سن کا لحاظ کریں (اور تمھیں خلیفہ بنائیں) تو تم اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردن پر بنی ابی معیط کو نہ سوار کر دینا، علیؓ کو بلایا اور انھیں بھی

وصیت کی، پھر صہیبؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عمروؓ بن میمون سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ زخمی کیے گئے میں موجود تھا، مجھے صف اول میں ہونے سے سوائے اُن کی ہیبت کے اور کوئی امر مانع نہ تھا، وہ ہیبتناک آدمی تھے، میں اُس صف میں ہوتا تھا جو صف اول کے متصل ہوتی تھی، عمرؓ اُس وقت تک تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ صف اول کی طرف اپنا منھ نہ کرلیں، اگر کسی کو صف سے آگے بڑھا ہوا یا پیچھے ہٹا ہوا دیکھتے تھے تو اُسے دُرّے سے مارتے تھے، یہی بات تھی جس نے مجھے اس سے روکا۔ ۲۴۷

عمرؓ سامنے آئے، مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے انھیں روکا، پھر بغیر دور ہوئے اُن کے کان میں کچھ کہا اور تین مرتبہ خنجر مارے، میں نے عمرؓ کو سنا کہ اس طرح اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے تھے: کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کردیا ہے، لوگ اُمنڈ پڑے، اُس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، پھر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا اور دبوچ لیا، عمرؓ اٹھا لیے گئے۔

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے، یہاں تک کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو، سورج نکل آیا ہے، لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو زبردستی آگے کیا، اُنھوں نے ہمیں قرآن کی سب سے مختصر دو سورتوں یعنی "اذا جاء نصر اللہ والفتح" اور "انا اعطیناک الکوثر" سے نماز پڑھائی، عمرؓ اٹھا لیے گئے، لوگ اُن کے پاس گئے، فرمایا: اے عبداللہؓ بن عباسؓ، تم جاؤ اور لوگوں کو ندا دو کہ امیرالمومنین پوچھتے ہیں، کیا یہ واقعہ تم لوگوں کے مشورے سے ہوا؟ لوگوں نے کہا، معاذ اللہ، نہ ہمیں علم ہے، نہ ہمیں اطلاع ہے، فرمایا کہ میرے لیے طبیب بلاؤ، طبیب بلایا گیا، اُس نے پوچھا کہ آپ کو کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے، فرمایا نبیذ، نبیذ پلائی گئی تو وہ زخم سے نکل گئی، لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ ہے، انھیں دودھ پلاؤ، دودھ

پلایا گیا تو وہ بھی نکل گیا، طبیب نے کہا کہ مجھے تو آپ شام کرتے نظر نہیں آتے، جو کرنا ہو کر لیجیے، فرمایا: اے عبداللہ بن عمرؓ مجھے کاغذ دو (کہ میں لکھ دوں) اگر اللہ چاہے گا کہ جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہے جاری کرے تو اسے جاری کر دے گا، ابن عمرؓ نے (جب انھیں تحریر منظور نہ ہوئی تو) کہا کہ اس کے مٹانے میں میں آپ کے لیے کافی ہوں، فرمایا، نہیں، واللہ اُسے میرے سوا کوئی نہیں مٹائے گا، عمرؓ نے اُسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، اس میں دادا کا حصہ تھا، (یعنی دادا کو کیا میراث ملنا چاہیے) پھر فرمایا کہ علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد کو میرے پاس بلاؤ، ان لوگوں میں سے سوائے علیؓ و عثمانؓ کے اور کسی سے بات نہیں کی، فرمایا، اے علیؓ شاید یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت اور دامادی کو اور جو کچھ اللہ نے تمھیں علم و فقہ عطا کیا ہے اس کا لحاظ کریں، اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا، پھر عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا، اے عثمانؓ، شاید یہ قوم تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی اور تمہارے سن و شرف کا لحاظ کریں، اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا، پھر فرمایا کہ صہیبؓ کو بلاؤ، وہ بلائے گئے تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھانا، اس جماعت کو ایک حجرے میں خلوت میں بات کرنا چاہیے، جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کر لیں تو ان کے مخالف کی گردن مار دینا، لوگ عمرؓ کے پاس سے سب چلے گئے تو فرمایا کہ اگر یہ لوگ اجلح کو (یعنی جن کی پیشانی میں بال گرے ہوئے ہیں) بھی اُس کا والی بنالیں تو وہ انھیں راستے پر چلائے گا، ابن عمرؓ نے عرض کی یا امیر المومنین انھیں نامزد کرنے سے آپ کو کون امر مانع ہے، فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زندگی میں بھی اس کو لادوں اور مرنے کے بعد بھی، کعب آئے اور انھوں نے کہا کہ "الحق من ربک فلا تکونن من الممترین" (حق آپ کے رب کی طرف سے ہے، لہٰذا شک کرنے والوں میں نہ ہوئیے) میں نے آپ کو خبر دی تھی کہ

آپ شہید ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے شہادت کہاں سے ہوگی، میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔

۲۴۸ سماک سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں تو بھی سنت ہے اور اگر خلیفہ نہ بناؤں تو بھی سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور ابوبکرؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے (مجھے) خلیفہ بنایا، علیؓ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ کی سنت سے عدول نہ کریں گے، یہی ہوا جس وقت عمرؓ نے اس معاملے کو عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے سپرد کر دیا تو انصار سے فرمایا کہ تم ان لوگوں کو تین دن ایک کوٹھری میں داخل کرو، اگر یہ لوگ درست ہو جائیں تو خیر ورنہ پھر ان کی گردن مار دو۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) اہل بدر میں رہے گا، جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، پھر اہل احد میں ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، اور فلاں اور فلاں میں، یہ معاملہ غلام آزاد کردہ اور غلام آزاد کردہ کی اولاد کے لیے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لیے کچھ ہے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب، ابن عباس سے سہارا لگائے ہوئے تھے، ان کے پاس ابن عمرؓ اور سعید بن زید بھی تھے، فرمایا کہ میں نے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے ورثا میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنایا، عرب کے قیدیوں میں سے جو میری وفات پائے وہ اللہ کے مال سے آزاد ہے، سعید بن زید ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے کسی شخص پر اشارہ کر دیتے تو لوگ آپ کو امین سمجھتے، عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعض ساتھیوں میں بڑی حرص دیکھی ہے، میں اس معاملے کو ان چھ آدمیوں کے سپرد کرنے والا ہوں

جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے،
پھر فرمایا کہ اگر مجھے ان دو آدمیوں میں سے ایک پالے تو میں یہ معاملہ
اُس کے سپرد کر دوں، ضرور مجھے اُس پر بھروسا ہے، ایک سالم
مولائے ابی حذیفہؓ اور دوسرے ابی عبیدہ بن الجراح۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کو میں خلیفہ بناتا وہ
ابو عبیدہؓ بن الجراح ہوتے۔ ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین، آپ
عبداللہؓ بن عمرؓ سے کیوں گریز کرتے ہیں، فرمایا خدا تجھے غارت کرے،
واللہ میں اُس سے خدا کی مرضی کو نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو خلیفہ
بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے عمرؓ بن الخطاب
سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنا دیتے (تو مناسب ہوتا) فرمایا کس کو،
پھر فرمایا کہ تم کوشش کرتے ہو، مگر تم اُن کے تربیت کرنے والے نہیں
جو کوشش کرتے ہو، کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی زمین کے نگران کو
بلا بھیجتے ہو تو تم چاہتے ہو کہ لوٹنے تک وہ کسی کو اپنا نائب
بنا دے۔ اُنھوں نے کہا کہ کیوں نہیں، فرمایا، کیا تم نے غور کیا ہے کہ
اگر اپنی بکری کے چرواہے کو بلا بھیجتے ہو تو یہ چاہتے ہو کہ وہ واپسی تک ۲۴۹
کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

حماد نے کہا کہ میں نے ایوب کو ایک شخص سے بیان کرتے سنا کہ
آپ نے فرمایا، اگر میں خلیفہ بناؤں تو (بنا سکتا ہوں کیوں کہ) جو مجھ سے
بہتر تھے اُنھوں نے خلیفہ بنایا ہے (یعنی ابوبکرؓ نے) اور اگر میں ترک
کر دوں تو (تو میں ترک کر سکتا ہوں کیوں کہ) جو مجھ سے بہتر تھے اُنھوں نے
ترک کیا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے)، جب اُنھوں نے
یہ بات پیش کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خلیفہ بنانے والے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرؓ بن الخطاب سے
کہا کہ آپ ہمیں وصیت نہیں فرماتے، ہم پر کسی کو امیر نہیں بناتے؟ فرمایا،

میں جس کسی کو اختیار کروں گا میرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔

جبیر بن محمد بن مطعم بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی کہ عمرؓ نے علیؓ سے فرمایا، اگر مسلمانوں کے والی تم ہو تو اولاد عبدالمطلب کو لوگوں کی گردن پر ہرگز نہ سوار کر دینا، اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا معاملہ تمھارے سپرد ہو تو اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کر دینا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی وفات سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی جماعت اُن کے پاس آئی، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ اور سعدؓ۔ آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں نے لوگوں کے معاملے میں غور کیا، تمھارے خلاف اُن میں کوئی جذبہ نہیں پایا، البتہ خود تم میں اختلاف ہو سکتا ہے، اگر ناگواری ہو گی تو وہ تمھیں میں ہو گی، معاملہ صرف ان چھ کے سپرد ہے: عبدالرحمٰنؓ، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور سعدؓ، اُس وقت طلحہؓ اپنے اموال (کے انتظام) میں السراۃ گئے ہوئے تھے۔

آپ نے عبدالرحمٰنؓ و عثمانؓ و علیؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمھاری قوم صرف تمھیں میں سے کسی کو امیر بنائے گی، اے عبدالرحمٰنؓ اگر لوگوں کا معاملہ تمھارے تفویض ہو تو اپنے قرابت داروں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا، اے عثمانؓ، اگر لوگوں کا معاملہ تمھارے سپرد ہو تو تم اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا، اور اے علیؓ، اگر لوگوں کے معاملے میں تم والی بنائے جاؤ تو بنی ہاشم کو اُن لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اٹھو اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لو، عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ عثمانؓ نے ایک یا دو مرتبہ مجھے بلایا کہ مشورے میں داخل کر لیں، واللہ اس علم کی وجہ سے کہ اُن کے معاملے میں وہی ہو گا، جس کو میرے والد نے

فرما دیا ہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ شریک ہوں، واللہ میں نے انھیں کبھی کسی معاملے میں ہونٹھ ہلاتے نہیں دیکھا کہ وہ امر حق نہ ہو۔

جب عثمانؓ نے بلانے میں کثرت کر دی تو میں نے کہا کہ تم لوگوں کو عقل نہیں ہے کہ امیر بنا رہے ہو، حالاں کہ امیر المومنین زندہ ہیں، واللہ جیسے میں نے عمرؓ کو مرقد سے جگا دیا، فرمایا کہ تم لوگ مہلت دو، اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے، تو تین شب تک تمھیں صہیبؓ نماز پڑھائیں، پھر اپنے معاملے پر تم لوگ اتفاق کرلو، تو پھر تم میں سے اور پھر تم میں سے بغیر تمھارے مشورے کے جو امیر بنے اُس کی گردن مار دینا۔

250

ابن شہاب نے سالم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ سے پوچھا، کیا عمرؓ نے علیؓ سے پہلے عبدؓ الرحمٰن سے شروع کیا، انھوں نے کہا کہ ہاں، واللہ۔

ابن معشر سے مروی ہے کہ ہمارے مشایخ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا: اس معاملے میں اصلاح نہیں ہو سکتی، بغیر اس شدت کے جس میں جبر نہ ہو، اور بغیر اُس نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمرؓ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اُسے مدینے میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، مغیرہ بن شعبہ نے جو کوفے کے عامل تھے انھیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس کے ایک کاریگر غلام کا ذکر کیا اور مدینے میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کے چاہی کہ وہ لوگوں کے فایدے کے بہت سے کام جانتا ہے، وہ لوہار ہے، بڑھئی ہے، نقاش ہے، عمرؓ نے اجازت دے دی۔

مغیرہ نے اُس پر سو درم ماہوار (خراج) مقرر کر دیا، غلام عمرؓ کے پاس خراج کی شدت کی شکایت کرنے آیا تو عمرؓ نے کہا، تو اچھی طرح کیا کیا کام جانتا ہے، اُس نے وہ سب کام بیان کیے جو اچھی طرح جانتا تھا، فرمایا کہ تیرے عمل کی حقیقت میں (لنظر کرکے تو) تیرا خراج بہت نہیں ہے، وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا واپس ہوا۔

عمرؓ نے چند راتیں گزاریں اس کے بعد پھر وہ غلام اُن کے پاس سے گزرا تو انھوں نے اُس کو بلایا اور فرمایا، کیا مجھ سے یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنا دوں جو ہوا سے چلے، غلام ناراض اور ترش رو ہو کے عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا، عمرؓ کے ساتھ ایک جماعت تھی، اُس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیان کیا کریں گے، غلام نے پشت پھیری تو عمرؓ اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو اُن کے ہمراہ تھی، اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی،

چند راتیں گزریں، ابو لؤلؤہ نے ایک خنجر اپنے ساتھ لے لیا جس کے دو سرے تھے اور دستہ بیچ میں تھا، صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھ گیا، اور برابر وہیں رہا یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے عمرؓ لوگوں کو جگانے نکلے، عمرؓ ایسا کیا کرتے تھے۔

جب عمرؓ اُس کے قریب ہوئے تو اُس نے حملہ کیا اور تین خنجر مارے، ان میں سے ایک زیر ناف لگا، جس نے پیٹ کی اندرونی کھال کو کاٹ دیا اور اُسی نے اُنھیں قتل کر دیا، پھر وہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑا، اور عمرؓ کے علاوہ گیارہ آدمیوں کو زخمی کیا، پھر اپنا خنجر اپنے ہی بھونک لیا۔

جس وقت عمرؓ کے خون جاری ہو گیا اور لوگ پے در پے اُن کے پاس آ گئے تو فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عمرؓ پر سیلان خون کا غلبہ ہو گیا جس سے غشی طاری ہو گئی۔

ابن عباس نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ کو اُٹھا کے اُن کے مکان پر پہنچایا، عبدالرحمٰن نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو اُن کی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔

میں برابر عمرؓ ہی کے پاس رہا اور وہ بھی برابر غش میں رہے، یہاں تک کہ صبح کی روشنی پھیل گئی، جب روشنی ہو گئی تو انھیں افاقہ ہوا،

ہمارے چہروں پر نظر کی اور فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا جی ہاں، پھر فرمایا کہ اُس کا اسلام نہیں جس نے نماز ترک کر دی، وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا، نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے عبداللہؓ بن عباسؓ جاؤ دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا۔

۲۵۱

میں نکلا، مکان کا دروازہ کھولا تو لوگ جمع تھے، جو عمرؓ کے حال سے ناواقف تھے، میں نے دریافت کیا کہ امیر المومنین کو کس نے قتل کیا، تو لوگوں نے کہا کہ انھیں اللہ کے دشمن ابولؤلؤہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا ہے۔

میں اندر گیا تو عمرؓ مجھ پر نظر جمائے ہوئے خبر دریافت کرنے لگے، جس کے لیے مجھے بھیجا تھا، عرض کی مجھے امیر المومنین نے اس لیے بھیجا تھا کہ قاتل کو دریافت کروں، میں نے لوگوں سے گفتگو کی تو اُن کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے دشمن ابولؤلؤہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا، اُس نے آپ کے ساتھ ایک جماعت کو بھی خنجر مارا، پھر خودکشی کر لی۔

فرمایا، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اُس سجدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے جو کبھی اُس نے کیا ہو، عرب ایسے نہیں جو مجھے قتل کرتے۔

سالم نے کہا کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو کہتے سنا کہ عمرؓ نے فرمایا: میرے پاس طبیب کو بلا بھیجو جو میرے اس زخم کو دیکھے، لوگوں نے عرب کے طبیب کو بلا بھیجا، اُس نے عمرؓ کو نبیذ پلائی، نبیذ جس وقت زیرِ ناف کے زخم سے نکلی تو خون کے مشابہ ہو گئی۔

میں نے انصار میں سے ایک دوسرے طبیب کو بلایا، پھر بنی معاویہ میں سے (ایک طبیب کو) بلایا، اُس نے انھیں دودھ پلایا تو وہ بھی زخم سے اس طرح نکلا کہ سفیدی جھلک رہی تھی، طبیب نے کہا کہ یا امیر المومنین، وصیت کیجیے، عمرؓ نے فرمایا کہ بنی معاویہ کے بھائی نے

مجھ سے سچ کہا اگر تم مجھ سے اس کے سوا کہتے تو میں تمھاری تکذیب کرتا۔
جس وقت قوم نے سنا تو لوگ رونے لگے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ پر نہ روؤ، جو روئے وہ چلا جائے، کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔
اسی وجہ سے عبد اللہ بن عمرؓ اپنی اولاد وغیرہ کی میت پر اپنے پاس کسی رونے والے کو نہیں ٹھہرنے دیتے تھے۔ عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعزہ کی میت پر نوحہ قایم کرتی تھیں، اُن سے عمرؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی گئی تو فرمایا کہ اللہ عمرؓ و بن عمرؓ پر رحمت کرے، واللہ ان دونوں نے غلط نہیں کہا، لیکن عمرؓ بھول گئے، واقعہ صرف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ کرنے والوں پر گزرے، جو اپنی میت پر رو رہے تھے، تو فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں، حالاں کہ ان کے ساتھی (یعنی میت) پر عذاب کیا جا رہا ہے، وہ شخص (میت) گناہگار تھا۔
ابی الحویرث سے مروی ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کا غلام آیا تو اُنھوں نے ایک سو بیس درم ماہوار یا چار درم روزانہ مقرر کیے، وہ خبیث تھا، جب چھوٹے قیدیوں کو دیکھتا تو اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور روکے کہتا کہ عرب نے میرا جگر کھالیا۔
جب عمرؓ مکے سے آئے تو ابو لؤلؤہ اُن کے ارادے سے نکلا، اُس نے اُنھیں اس حالت میں پایا کہ صبح کے وقت بازار کی طرف جا رہے تھے، عبد اللہ بن زبیرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اُس نے کہا، یا امیر المومنین، میرے آقا مغیرہ نے مجھے جزیے کی اتنی تکلیف دی ہے جس کی مجھے طاقت نہیں، فرمایا، اُنھوں نے تجھے کتنی تکلیف دی ہے، اُس نے کہا چار درم روزانہ، فرمایا کہ تو کیا بناتا ہے، اُس نے کہا کہ چکیاں، اور اپنے باقی کاموں سے خاموش رہا، پھر

پوچھا کہ تو چکی کتنے میں بناتا ہے، اُس نے بتایا، فرمایا کہ اور کتنے میں تو اسے بیچتا ہے، اُس نے انہیں بتایا، تو فرمایا کہ انھوں نے تجھے کم تکلیف دی، جا، اپنے مولیٰ کو وہی دیا کر جو انھوں نے تجھ سے مانگا۔

جب وہ پلٹا تو عمرؓ نے کہا کہ تو ہمارے لیے ایک چکی نہیں بنا دیتا، اُس نے کہا، کیوں نہیں، میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا کہ بہت سے شہر والے اُس کی باتیں کریں گے، عمرؓ اُس کے کلام سے پریشان ہو گئے، علیؓ بھی ہمراہ تھے، اُن سے فرمایا کہ تمھاری رائے میں اس نے کیا سوچا؟ انھوں نے کہا یا امیر المومنین، اُس نے آپ کو دھمکی دی، عمرؓ نے فرمایا کہ اُس سے ہمیں اللہ کافی ہے، میرا گمان یہ ہے کہ اپنے کلام سے اُس کی مراد غور ہے (یعنی خوب غور سے چکی بنائے گا)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ابو لؤلؤہ نہاوند کے قیدیوں میں سے تھا۔

ابو بکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کے خنجر مار دیا گیا تو ابو لؤلؤہ بھاگا، عمرؓ پکارنے لگے "کتا، کتا" اُس نے ایک جماعت کو زخمی کر دیا، قریش کی ایک جماعت نے اُسے گرفتار کر لیا، جس میں عبداللہ بن عوف الزہری، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور بنی سہم کے ایک شخص تھے، عبداللہ بن عوف نے اس پر اپنی چادر ڈال دی، جب وہ پکڑ لیا گیا تو اپنے بھی خنجر بھونک لیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُسی نے اپنے آپ کو خنجر سے زخمی کیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر لیا، عبداللہ بن عوف الزہری نے اُس کا سر کاٹ لیا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے ابو لؤلؤہ نے خنجر مارا اور میں اُسے صرف کتا ہی سمجھتا رہا یہاں تک کہ اُس نے مجھے تیسری مرتبہ خنجر مارا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطاب کے خنجر مارا گیا تو بدر کے مہاجرین و انصار اُن کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اُن لوگوں کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا تم لوگوں کے مشورہ و ایما سے یہ ہوا ہے، جس سے مجھے تکلیف پہنچی؟ ابن عباسؓ نکلے اور لوگوں سے دریافت کیا تو قوم نے کہا کہ واللہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری عمروں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا کہ جسم پر زرد تہ بند تھی، اُن کی ہیبت سے میں صف اول چھوڑ دیتا تھا، اس روز میں صف ثانی میں تھا، وہ آئے اور فرمایا کہ اللہ کے بندو نماز پڑھو، صف سیدھی کر لو، پھر انھوں نے تکبیر کہی، اتنے میں دو یا تین خنجر مارے گئے، اُن کے بدن پر زرد تہ بند تھی جس کو انھوں نے سینے تک اُٹھا کے پھر چھوڑ دیا اور کہتے جاتے تھے "وکان امر اللہ قدرا مقدورا" (اور اللہ کا حکم اندازہ مقررہ ہے) (ابو لولوہ) لوگوں پر ٹوٹ پڑا، اُس نے قتل کیا اور دس سے زائد آدمیوں کو زخمی کیا، لوگ اُس کی طرف ٹوٹ پڑے، اُس نے خنجر کو مضبوط پکڑ لیا اور خودکشی کر لی۔

۲۸۳

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے "وکان امر اللہ قدرا مقدورا"، لوگوں نے قاتل کی جستجو کی جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا، اُس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کی دو دھاریں تھیں، جو شخص قریب گیا اُسے وہ خنجر مارنے لگا، اُس نے تیرہ آدمی زخمی کیے، جن میں چار بچے اور نو مر گئے، یا نو بچ گئے اور چار مر گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس سال عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی

انھوں نے فجر کی نماز میں "لا اقسم بھذا البلد" اور "والتین والزیتون" کی سورتیں پڑھیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے "وکان امر اللہ قدرًا مقدورًا"۔

ابن عمرؓ نے عمرؓ سے روایت کی کہ وہ امرائے لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کفار کو گھسیٹ کر نہ لاؤ، اسی کے مطابق عمل ہوتا تھا، جب انھیں ابو لولوہ نے خنجر مارا تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام، فرمایا، کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر کو گھسیٹ کر نہ لانا، مگر تم لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا، اور جس نے انھیں خنجر مارا اس نے تیرہ یا انیس آدمیوں کو خنجر سے زخمی کیا، عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے ہماری امامت کی انھوں نے فجر میں قرآن کی سب سے چھوٹی سورتیں والعصر اور اذا جاء نصر اللہ پڑھیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جس نے عمرؓ کو خنجر مارا اس نے مع عمرؓ کے بارہ آدمیوں کو اسی خنجر سے زخمی کیا، ان میں سے مع عمرؓ کے چھ مر گئے اور چھ اچھے ہو گئے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ اٹھا لیے گئے ان پر غشی طاری ہو گئی، ہوش آیا تو ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، عمرؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھ سے سہارا لگا لیا، ان کے زخم سے خون بہ رہا تھا، میں اپنی یہ بیچ کی انگلی رکھتا مگر سوراخ بند نہ ہوتا، انھوں نے وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی، پہلی رکعت میں "والعصر" اور دوسری میں "قل یاایھا الکافرون" پڑھی۔

نافع سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے وہ چھری دیکھی

جس سے عمرؓ قتل کیے گئے، انھوں نے کہا کہ کل میں نے یہ ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھی تھی، میں نے پوچھا کہ تم دونوں اس چھری سے کیا کرو گے تو انھوں نے کہا کہ اس سے ہم گوشت کاٹیں گے کیوں کہ ہم لوگ گوشت کو چھوتے نہیں، عبید اللہ ابن عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے وہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی انھوں نے کہا کہ ہاں، عبید اللہ نے اپنی تلوار لی، ان دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا، عثمانؓ نے انھیں بلا بھیجا، وہ ان کے پاس آئے فرمایا کہ تمھیں ان دونوں آدمیوں کے قتل پر کس نے برانگیختہ کیا، وہ تو ہماری پناہ (ذمے) میں تھے۔ عبید اللہ نے عثمانؓ کو پکڑ کر پچھاڑ دیا لوگ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور انھیں چھڑایا، جس وقت عثمانؓ نے انھیں بلا بھیجا تو انھوں نے تلوار لٹکا لی، مگر عبد الرحمن نے قسم دلائی تو انھوں نے وہ رکھ دی۔

اسلم سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو انھوں نے پوچھا کہ کس نے مجھے مصیبت پہنچائی، لوگوں نے کہا کہ ابولولوہ نے اس کا نام فیروز ہے، اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے، فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو کافروں میں سے کسی کو ہمارے پاس گھسیٹ لانے سے منع کیا تھا، مگر تم نے میری نافرمانی کی،

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد ابن عباسؓ ان کے پاس آئے اور عرض کی نماز (پڑھ لیجیے) فرمایا اچھا، اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضایع کر دیا، انھوں نے نماز پڑھی حالاں کہ زخم سے خون بہ رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب زخمی کیا گیا تو ان پر بیہوشی طاری ہونے لگی، کہا گیا کہ نماز جیسی چیز سے تم لوگ ہرگز انھیں پریشان نہ کرو گے (یعنی ان سے نماز پڑھنے کو کہو گے تو وہ ہرگز پریشان نہ ہوں گے) بشرطے کہ ان میں جان ہو، کہا گیا نماز یا امیر المومنین، نماز پڑھ لی گئی ہے، وہ ہوشیار ہو گئے، فرمایا کہ نماز،

اے اللہ تب تو لے لے، جس نے نماز ترک کردی اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انھوں نے نماز پڑھی حالاں کہ ان کا زخم خون بہا رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں اور ابن عباسؓ اُن کے پاس گئے، نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی، کہا گیا، یا امیر المومنین، نماز، انھوں نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ نماز، جس نے نماز ترک کردی اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انھوں نے نماز پڑھی حالاں کہ زخم خون بہا رہا تھا، طبیب کو بلایا گیا، اُس نے انھیں نبیذ پلائی تو وہ خون کے ہمشکل ہو کر نکل گئی، پھر اس نے انھیں دودھ کھلایا تو وہ سفید نکلا، تب اس نے کہا، یا امیر المومنین، اپنی وصیت کر دیجیے، انھوں نے اصحاب شوریٰ کو طلب کیا، اُس کا یہی سبب تھا۔

سماک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں اُن کے پاس گیا اور تعریف کرنے لگا فرمایا، تم کس چیز پر میری تعریف کرتے ہو، خلافت پر، یا غیر خلافت پر، میں نے کہا کہ سب پر، فرمایا کہ کاش مجھے اس سے بچا کے نکال دیا جاتا کہ نہ تو ثواب ملتا نہ عذاب۔　۲۵۵

سماک الحنفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے ذریعے سے شہروں کو شہر بنایا اور آپ کے ذریعے سے بہت سی فتوح دیں، آپ کے ذریعے سے فلاں کام کیا اور فلاں کام کیا، فرمایا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں اُن سے اس طرح نجات پا جاتا کہ نہ ثواب ہوتا نہ عذاب۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ تم لوگ امارت میں

مجھ پر رشک کرتے تھے، واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی طرح بھی نجات پا جاؤں نہ کچھ مجھ پر ہو نہ میرے لیے ہو۔

سلیمان بن یسار نے ولید بن عبد الملک سے یہ روایت بیان کی تو مالک نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا، سلیمان نے کہا، یا مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو اُس کی شب کو وہ اور ابن عباسؓ اُن کے پاس گئے، صبح ہوئی تو لوگوں نے انھیں گھبرا دیا اور کہا کہ نماز، وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ ہاں، اسلام میں اُس کا کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی، پھر انھوں نے نماز پڑھی حالاں کہ زخم خون بہا رہے تھے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ساتھ تھا کہ شور سنا، علیؓ کھڑے ہو گئے، اور میں بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گیا، ہم اُن کے پاس اُس مکان میں گئے جس میں وہ تھے، علیؓ نے پوچھا کہ یہ آواز کیا ہے، کسی عورت نے کہا کہ عمرؓ کو طبیب نے نبیذ پلائی تو وہ نکل گئی اور دودھ پلایا تو وہ بھی نکل گیا، اُس طبیب نے کہا کہ مجھے آپ شام کرتے نہیں دکھائی دیتے، لہٰذا آپ جو کرنا چاہیں کر لیجیے، ام کلثوم نے کہا، ہائے عمرؓ، اُن کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ بھی رونے لگیں اور سارا گھر رونے سے گونج اٹھا، عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ اگر میرے لیے تمام روئے زمین کی چیزیں ہوتیں تو آخرت کے متعلق جو اطلاع دی گئی ہے اُس کے ہول سے میں اُسے فدیے میں دے دیتا۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ اُس ہول کو سوائے اُس مقدار کے نہ دیکھیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان منکم الا واردھا جہاں تک ہم جانتے ہیں آپ امیر المومنین، امین المومنین اور سید المومنین ہیں، کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور

برابر سے تقسیم کرتے ہیں، انھیں میرا قول پسند آیا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا، اے ابن عباس، کیا تم اس کی میرے لیے گواہی دو گے؟ میں رکا تو انھوں نے میرے شانے پر مارا اور فرمایا کہ اے ابن عباس میرے لیے اس کی گواہی دینا، میں نے کہا جی ہاں، میں گواہی دوں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کے پاس آنے لگے، ایک شخص سے فرمایا، میرا زخم دیکھو، اس نے ہاتھ اندر ڈال کے دیکھا، فرمایا، تم نے کیا محسوس کیا، اس نے کہا کہ میں اسے اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کی صرف وہی رگ باقی رہ گئی جس سے آپ قضائے حاجت کرتے ہیں، فرمایا کہ تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ اچھے ہو، پھر اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ کی جلد کو آگ کبھی مس نہ کرے گی، انھوں نے اس کی طرف دیکھا ہم لوگ ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگے یا ان کے لیے ہمارے دل بھر آئے، (اس شخص سے) فرمایا کہ اے فلاں اس کے متعلق تمھارا علم بہت کم ہے اگر میرے لیے زمین کی تمام چیزیں ہوتیں تو میں خبر دادہ امور کے ہول سے ان کو فدیے میں دے دیتا۔ ۲۵۶

محمد سے مروی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ جب عمرؓ کے سانحے کی صبح ہوئی تو میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ان کو اٹھایا، ہم نے انھیں گھر میں پہنچا دیا، کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے کس نے مصیبت پہنچائی، میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولوہ نے، فرمایا، یہ تمھارے ساتھیوں کا عمل ہے، میں چاہتا تھا کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیدیوں میں سے کوئی کافر داخل نہ ہو، مگر تم لوگ اتنا مجھ پر غالب آگئے کہ میری عقل مغلوب ہو گئی، میری طرف سے دو باتیں یاد رکھو کہ میں نے

کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں نے کلالہ (وہ میت جس کے ورثے میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا، محمد کے علاوہ دوسروں نے یہ روایت کی کہ انھوں نے فرمایا، میں نے دادا اور بھائی کی میراث کا کچھ فیصلہ نہیں کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں ان کے پاس گیا اور کہا، یا امیر المومنین، آپ کو صرف اُس شخص نے مصیبت پہنچائی جس کا نام ابو لولوہ ہے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، سوائے اس کے کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں کہ میں نے غلام میں ایک غلام اور باندی کے لڑکے میں دو غلام کیے۔

ابن عباس نے بصرے میں بیان کیا کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مار دیا گیا تو میں اُن لوگوں میں پہلا شخص تھا جو اُن کے پاس آئے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے تین باتیں یاد رکھو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ پائیں گے، میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، اور میرا ہر غلام آزاد ہے، لوگوں نے کہا کہ آپ خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا، اس میں سے میں جو بھی کروں تو اُس کو اُنھوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگر میں لوگوں کے امر کو اُن کے لیے چھوڑ دوں تو اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چھوڑا ہے اور اگر میں خلیفہ بنا دوں تو ابو بکرؓ نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ بنایا ہے، میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو جنت کی خوشخبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی اور طویل صحبت اُٹھائی آپ امر مسلمین کے والی ہوئے تو اُسے قوی کر دیا اور امانت کو ادا کر دیا، فرمایا، تمھارا مجھے جنت کی خوشخبری دینا تو قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اگر میرے لیے

دُنیا و ما فیہا ہو تو قبل اس کے کہ مجھے خبر کا علم ہو جو میرے سامنے ہے
اُس کے ہول سے یہ سب فدیے میں دے دوں، تمہارا مسلمانوں
کی حکومت کے بارے میں کہنا، تو واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ
کفاف (برابر سرابر) ہو کہ نہ کچھ میرے لیے ہو نہ کچھ میرے اوپر ہو لیکن
تم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بارے میں
بیان کیا، تو یہ تو ہے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا
تو میں اُنیس میں سے نواں شخص تھا۔ چنانچہ ہم نے اُنھیں اندر پہنچایا
تو ہم سے اشتدادِ درد کی شکایت کی۔

کعب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بادشاہ تھا کہ ۲۵۷
جب ہم اُس کا ذکر کرتے تو عمرؓ کا ذکر کرتے اور جب عمرؓ کا ذکر کرتے
تو اُس کا ذکر کرتے، اُس کے پہلو میں ایک نبیؑ تھے جن پر وحی کی جاتی تھی،
اللہ نے اُن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی کہ وہ اُس سے کہہ دیں کہ
تمھیں جو عہد کرنا ہو کر لو اور مجھے اپنی وصیت لکھ کر دے دو
کیوں کہ تم تین دن تک مر جاؤ گے، اُن نبیؑ نے اُسے اس کی
خبر دی، جب تیسرا دن ہوا تو وہ بادشاہ تخت اور دیوار کے درمیان
پڑ گیا، اللہ کی طرف گڑگڑایا اور کہا کہ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ
میں حکم کرنے میں عدل کرتا تھا اور جب امور مختلف ہوتے تو میں
تیری محبت کی پیروی کرتا تھا اور میں چناں تھا اور چنیں تھا تو
میری عمر میں اتنا اضافہ کر دے کہ میرے بچے بڑے ہو جائیں اور
رعیت بڑھ جائے، اللہ نے اپنے نبیؑ کو وحی کی کہ اُس بادشاہ نے
یہ اور یہ کہا اور اُس نے سچ کہا، میں نے اُس کی عمر میں پندرہ سال کا
اضافہ کر دیا، اس زمانے میں اُس کے لڑکے بھی بڑے ہو جائیں گے
اور رعیت بھی بڑھ جائے گی۔

عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو کعب نے کہا کہ اگر عمرؓ بھی اپنے پروردگار سے

دعا کریں تو انھیں ضرور باقی رکھے گا، عمرؓ کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ اے اللہ تو مجھے عاجز ہونے اور نشانۂ ملامت بننے سے پہلے اُٹھا لے۔

عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب عمرؓ ابن الخطاب کو خنجر مار اگیا تو لوگوں نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ کوئی شربت پیتے (تو اچھا ہوتا) فرمایا مجھے نبیذ پلاؤ، وہ انھیں سب شربتوں سے زیادہ مرغوب تھی نبیذ اُن کے زخم سے خون کے ساتھ مل کر نکلی تو لوگوں کو اچھی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ وہی شربت ہے جو اُنھوں نے پیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دودھ کھاتے (تو خوب ہوتا) دودھ لایا گیا، جب اُنھوں نے کھایا تو وہ بھی زخم سے نکلا، سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور اپنے گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا کہ یہ وقت وفات ہے، اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع سے (قیامت کے وہ دہشتناک حالات جن کی قرآن و حدیث میں اطلاع دی گئی ہے) اُسے فدیے میں دے دیتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ بس آپ کو اسی چیز نے رلایا، فرمایا، بیشک مجھے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں رلایا، ابن عباسؓ نے کہا، یا امیر المومنین، واللہ آپ کا اسلام تھا تو نصرت تھی، امامت تھی تو فتح تھی، واللہ آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے، کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے ہیں تو دونوں آپ کے فیصلے پر (برضا و رغبت) اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں، فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، جب بیٹھ گئے تو ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اپنی گفتگو کا میرے سامنے اعادہ کرو، اُنھوں نے اعادہ کیا تو فرمایا، کیا تم قیامت میں جب اللہ سے ملو گے تو اُس کے آگے میرے لیے اس کی شہادت دو گے، ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں، عمرؓ اس سے خوش ہوئے، اور

اُنھوں نے اس کو پسند کیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب زخمی کیے گئے تو لوگ اُن کی تعریف کرنے اور اُنھیں رخصت کرنے آئے' عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ امارت کی وجہ سے میری پاکی وصفائی بیان کرتے ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی ہے' اللہ نے اپنے رسول کو مجھ سے اس حالت میں اُٹھا لیا کہ وہ مجھ سے راضی تھے' پھر میں نے ابو بکرؓ کی صحبت اُٹھائی' میں نے اُن کی بھی اطاعت وفرماں برداری کی' ابو بکرؓ کی وفات بھی اس حالت میں ہوئی کہ میں مطیع وفرماں بردار تھا' مجھے کبھی اپنے اوپر کسی امر کا خوف نہیں ہوا سوائے تمھاری اس امارت کے۔

۲۵۸

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو لوگ اُن کے پاس آنے لگے' فرمایا کہ اگر میرے لیے روئے زمین کی تمام اشیا ہوتیں تو میں اُنھیں ہول مطلع (قیامت) سے فدیے میں دے دیتا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے زخمی ہونے کے بعد دودھ مانگا، کھایا تو زخم سے نکلا' فرمایا' اللہ اکبر' اُن کے ہمنشین اس پر اُن کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ وہ شخص جسے اس کی عمر نے دھوکا دیا وہ ضرور دھوکے میں ہے' واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اُس سے اسی طرح نکل جاؤں جس طرح میں اُس میں داخل ہوا تھا' واللہ اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع (قیامت) سے اُسے فدیے میں دے دیتا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے کہا کہ جس وقت عمرؓ قتل کیے گئے تو میں ابو لولوہ کے پاس سے گزرا'

اُس کے ہمراہ جفینہ اور ہرمزان بھی تھے، تینوں سرگوشی کر رہے تھے، جب میں دفعتۃً اُن کے پاس پہنچ گیا تو وہ بھاگے، اُن کے درمیان سے ایک خنجر گر پڑا جس کے دوسرے تھے اور اُس کی دھار بیچ میں تھی، تم لوگ دیکھو کہ جس سے عمرؓ قتل کیے گئے وہ کونسا خنجر ہے، اُنھوں نے وہی خنجر پایا، عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ نے جس کی صفت بیان کی تھی۔

عبیداللہ بن عمرؓ نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے سنی تو وہ گئے اور اُن کی تلوار بھی پاس تھی، اُنھوں نے ہرمزان کو پکارا، جب وہ نکل کر اُن کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ چل کہ ہم اپنے ایک گھوڑے کو دیکھیں، وہ اُس سے پیچھے ہٹ گئے، جب وہ اُن کے آگے سے گزرا تو اُنھوں نے اُسے تلوار ماردی، عبیداللہ نے کہا، جب اُس نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو کہا "لا الہ الا اللہ"۔

عبیداللہ نے کہا کہ میں نے جفینہ کو بلایا جو الحیرہ کے نصاریٰ میں سے سعدؓ بن ابی وقاص کا رضاعی بھائی تھا، وہ اُسے اُس رضاعت کی وجہ سے مدینے میں لائے جو اُن کے اور اُس کے درمیان تھی اور مدینے میں لکھنے کی تعلیم دیتا تھا، جب میں نے اُسے تلوار ماری تو اُس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا اشارہ کیا، عبیداللہ روانہ ہوئے اور اُنھوں نے ابولولوہ کی چھوٹی لڑکی کو بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی قتل کر دیا۔

عبیداللہ نے یہ ارادہ کیا کہ اُس روز مدینے میں کسی قیدی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے، مہاجرین اولین اُن کے پاس جمع ہوگئے، اُنھوں نے منع کیا اور دھمکایا تو اُنھوں نے کہا، واللہ، میں اُن کو اور دوسروں کو ضرور قتل کردوں گا، اُنھوں نے

بعض مہاجرین پر بھی تعریض کی، عمروؓ بن العاص برابر اُن کے ساتھ رہے اور انھیں تلوار دے دی، جب انھوں نے تلوار دے دی تو اُن کے پاس سعدؓ بن ابی وقاص آئے، ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کا سر پکڑا اور باہم لڑنے لگے یہاں تک کہ اُن کے درمیان پڑ کے انھیں روکا گیا۔

قبل اس کے کہ اُن راتوں میں عثمانؓ سے بیعت کی جائے، عثمانؓ آئے، انھوں نے عبید اللہ پر حملہ کیا، اور دونوں باہم دست و گریباں ہوئے، جس روز عبید اللہ نے جفینہ اور ہرمزان اور ابولولوہ کی لڑکی کو قتل کیا لوگوں پر زمین تاریک ہوگئی، اُن کے اور عثمانؓ کے درمیان بیچ بچاؤ کیا گیا۔

۲۵۹

جب عثمانؓ خلیفہ بنا دیے گئے تو انھوں نے مہاجرین و انصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں وہ رخنہ پیدا کیا، جو پیدا کیا مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کرلیا اور عثمانؓ کو اُن کے قتل پر والی بنا دیا، لوگوں کی اکثریت عبید اللہ کے ساتھ تھی جو جفینہ و ہرمزان کے لیے کہتے تھے کہ خدا ان دونوں کو دور کردے، شاید تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمرؓ کے پیچھے اُن کے بیٹے کو کردو۔

اس معاملے میں شور و غل اور اختلاف بہت ہوگیا، عمروؓ ابن العاص نے عثمانؓ سے کہا کہ یا امیر المومنین یہ واقعہ تو آپ کی خلافت کے آغاز سے پہلے ہوا، لہٰذا آپ ان سے درگزر کیجیے، عمروؓ کی تقریر سے لوگ منتشر ہو گئے، عثمانؓ بھی باز آگئے اور دونوں آدمیوں اور لڑکی کا خوں بہا دے دیا گیا۔

عبید اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ حفصہؓ پر رحمت کرے وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنھوں نے عبید اللہ کو ان لوگوں کی قرأت پر بہادر بنایا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ اُس روز عثمانؓ عبید اللہ بن عمر سے ہاتھا پائی کرنے لگے، میں نے عبید اللہ کی پیشانی کے بال عثمانؓ کے ہاتھ میں دیکھے۔ اُس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی تھی۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اُس روز عبید اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ عثمان سے ہاتھا پائی کر رہے تھے عثمانؓ کہہ رہے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے، تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو نماز پڑھتا تھا اور چھوٹی بچی کو اور ایک دوسرے شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے (ضمان و امان) میں تھا، تیرا چھوڑ دینا حق نہیں ہے، پھر تعجب ہے کہ جس وقت وہ والی ہوئے انھوں نے اُسے کیوں کر چھوڑ دیا، لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمروؓ بن العاص نے اس میں دخل دیا، انھوں نے اُس کو اُن کی رائے سے چھوڑ دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اُس روز عبید اللہ ایک جنگی درندے کی شکل میں تھے، وہ عجمیوں کو تلوار سے روکنے لگے، یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیے گئے، میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمانؓ والی ہوں گے تو انھیں قتل کر دیں گے اس لیے کہ جو کچھ انھوں نے ان کے ساتھ کیا میں نے دیکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں وہ اور شد سب سے زیادہ اُن پر سخت تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے حفصہؓ کو وصیت کی، جب اُن کی وفات ہوئی تو انھوں نے آل عمرؓ کے اکابر کو وصیت کی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے چہارم (متروکے) کی وصیت کی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ

۲۶۰

عمرؓ بن الخطاب نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین (حصے میں) ملی تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی کہ کبھی کوئی مال نہ ملا جو اس سے زیادہ نفیس ہوتا آپ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اُسے اتصدق کردو، (یعنی زمین وقف کردو اور اُس کی پیداوار خیرات کردو) عمرؓ نے اُسے تصدق کردیا، کہا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے گی، نہ ہبہ کی جائے گی اور نہ میراث میں دی جائے گی، اُنھوں نے اُس کو فقرا اور قرابتداروں اور غلاموں کی اور قرضداروں کی آزادی اور جہاد در مسافر اور مہمان کے لیے اس طرح وقف کیا کہ جو اُس کا متولی ہو حد شرعی کے اندر رہ کر اُس میں سے کھالے تو کوئی گناہ نہیں اور اُس میں سے غیر متمول دوست کو بھی کھلائے۔

بروایت ابن سیرین بجائے غیر متمول کے "غیر متاثل مالاً" ہے یعنی جس کے پاس مال جمع نہ ہو۔

ابن عوف نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اُس نے (یہ وقف نامہ) کسی چمڑے کے ٹکڑے یا سرخ رقعے میں پڑھا کہ "غیر متاثل مالاً"۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلے وقف کیا گیا وہ ثمغ (نام زمین) ہے جو عمرؓ بن الخطاب کا وقف تھا۔

عثمان بن عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے بیت المال سے اسی ہزار درم قرض لیے تھے، عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قرض میں عمرؓ کے اموال بیچ ڈالو پورا ہو جائے تو خیر

ورنہ بنی عدی سے مانگو، اس کے بعد بھی تکمیل نہ ہو تو قریش سے مانگو، اور اُن کے آگے نہ بڑھو، عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ آپ بیت المال سے کیوں نہیں قرض لے لیتے، کہ اُسے ادا کردیں، فرمایا، معاذ اللہ، تم اور تمھارے ساتھی میرے بعد کہو کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا، تم تو مجھے اس سے تسلی دے دو، مگر اس کا خمیازہ میرے پیچھے ہو اور میں ایسے امر میں پڑ جاؤں کہ بغیر اُس سے رہائی کے نجات نہ ملے، پھر عبد اللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ تم اس کے ذمہ دار ہو جاؤ، وہ ذمہ دار ہو گئے، عمرؓ اُس وقت تک دفن نہیں کیے گئے جب تک کہ ابن عمرؓ نے اس کے متعلق اہل شوریٰ اور متعدد انصار کو اپنے اوپر گواہ نہ بنا لیا، تدفین کو ایک جمعہ بھی نہ گزرا کہ ابن عمرؓ، عثمانؓ بن عفان کے پاس مال لے آئے اور اُنھوں نے ادائے مال سے سبکدوشی پر گواہوں کو حاضر کیا۔

یحییٰ بن ابی راشد النصری سے مروی ہے کہ جب عمرؓ ابن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو اُنھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو تو مجھے جھکا کے اپنے دونوں گھٹنے میری پشت میں لگا دینا، اپنا داہنا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ٹھڈی پر رکھنا، روح قبض کر لی جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا، کفن اوسط درجے کا دینا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہو گی تو وہ مجھے اُس سے اچھا (لباس) بدل دے گا، اور اگر میں اس کے سوا ہوں گا تو وہ مجھ سے چھین لے گا، اور چھیننے میں تیزی کرے گا، قبر بھی معمولی ہو، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اُس میں بقدر میری نظر پھیلنے کے وسعت کر دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوا تو وہ اُسے مجھ پر اتنا تنگ کر دے گا کہ میری پسلیاں ادھر سے اُدھر ہو جائیں گی، میرے ساتھ ہرگز

٣٦١

کسی عورت کو نہ لے جانا، نہ میری ایسی تعریف بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیوں کہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے، مجھے لے چلنے میں جلدی کرنا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو تم مجھے اُس چیز کی طرف بھیجتے ہو جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے، اور اگر اس کے سوا ہو تو تم اپنی گردن سے اُس شر کو ڈال دو گے جو تم اُٹھائے ہوئے ہو۔

لیث نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص سے روایت کی کہ موت کے وقت عمرؓ بن الخطاب نے اپنے فرزند عبداللہ کو وصیت کی کہ پیارے بیٹے، ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا، عرض کی، ارشاد ہو، وہ کیا ہیں؟ فرمایا، گرما کی شدت میں روزہ رکھنا، تلوار سے دشمنوں کا قتل کرنا، مصیبت پر صبر کرنا، سردی کے دن اچھی طرح وضو کرنا، ابر کے دن نماز میں تعجیل کرنا اور ردغۃ الخبال (شراب خواری) کو ترک کرنا۔

ابی رافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سعیدؓ ابن زید، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ میں نے خلیفہ نہیں بنایا اور عرب کے وہ قیدی جو اللہ کے مال میں ہیں اُن میں سے جو میرے بعد زندہ رہے وہ آزاد ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ امارت کے غلاموں میں سے جو نماز پڑھتا ہے وہ آزاد کر دیا جائے، اور اگر میرے بعد والی یہ چاہے کہ تم لوگ اُس کی دو سال تک خدمت کرو تو یہ اُس کا حق ہے۔

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے وصیت کی کہ اُن کے عمّال ایک سال تک برقرار رکھے جائیں، عثمانؓ نے اُنھیں ایک سال برقرار رکھا۔

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اگر تم لوگ سعد کو والی بناؤ تو یہی مقصود ہے، ورنہ والی انھیں اپنا مشیر بنا لے۔ میں نے انھیں ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ ابن عمرؓ سے، جب کہ ان کا سر ان کے آغوش میں تھا، فرمایا، میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو، عرض کی، آپ کو اس سے کیا کہ وہ زمین پر ہو یا میرے آغوش میں، فرمایا، زمین پر رکھ دو، پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

۲۶۲ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ ابن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا، کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں نہ پیدا کیا جاتا، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا۔ کاش میں نسیاً منسیاً ہوتا (یعنی بالکل مٹ جاتا)۔

عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ عمرؓ سے میری ملاقات کا وقت تم سب کے آخر میں ہے، میں اس حالت میں ان کے پاس گیا کہ سر ان کے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کے آغوش میں تھا، ان سے فرمایا کہ میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو، انھوں نے کہا کہ میری ران اور زمین تو بالکل یکساں ہیں، فرمایا، میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو، دوسری یا تیسری مرتبہ (یہ بھی فرمایا کہ) تمھاری ماں نہ رہے، پھر اپنے دونوں پاؤں ملائے، میں نے انھیں کہتے سنا کہ میری اور میری ماں کی خرابی ہے اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی، یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔

عثمانؓ سے مروی ہے کہ آخری کلمہ جو عمرؓ نے فرمایا، یہاں تک کہ قضا کر گئے، یہ تھا کہ اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، کاش میں ہرگز کچھ نہ ہوتا، کاش میں نسیاً منسیاً ہوتا، انھوں نے تنکے یا لکڑی کے مثل کوئی چیز اپنی چادر میں سے لی اور فرمایا کہ کاش میں اس کے مثل ہوتا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے عمرؓ ابن الخطاب کا سر اپنے آغوش میں رکھ لیا تو فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو، اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو کعب روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دروازے پر آئے کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ پر قسم کھالیں کہ وہ انھیں مہلت دے دے تو ضرور انھیں مہلت دے دے گا، ابن عباس اُن کے پاس آئے اور کہا کہ یا امیر المومنین یہ کعب ہیں جو یہ کہتے ہیں، فرمایا تب تو واللہ میں اُس سے نہیں مانگوں گا، پھر فرمایا، اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

۲۶۳ مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو اُن کے پاس حفصہؓ آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر، اور امیر المومنین کہہ کے پکارا تو آپ نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ عبد اللہ مجھے بٹھادو، میں جو سنتا ہوں اُس پر مجھے صبر نہیں ہے، عبد اللہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگالیا، آپ نے حفصہؓ سے فرمایا، میں اپنے اُس حق کی وجہ سے جو تم پر ہے تمھیں آج کے بعد رو رو کے میری خوبیاں بیان کرنے سے منع کرتا ہوں، تمھاری آنکھ پر مجھے قابو نہیں ہے، جس میت کی وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اُس میں نہیں ہیں تو ملائکہ اُسے لکھ لیتے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب خنجر مارا گیا تو حفصہؓ بلند آواز سے روئیں، فرمایا، اے حفصہؓ، کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے، صہیب بھی بلند آواز سے روئے تو عمرؓ نے فرمایا، اے صہیب تمھیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انھیں اٹھا کر اندر لے گئے، صہیب نے کہا، ہائے برادر، فرمایا، تم پر افسوس ہے، اے صہیب، تمھیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو جس وقت خنجر مارا گیا تو ان کے پاس شربت لایا گیا جو (پیتے ہی) زخم سے نکل آیا، صہیب نے کہا، ہائے عمرؓ ہائے برادر، آپ کے بعد ہمارا کون ہے، عمرؓ نے کہا، ٹھہرو، برادرم تمھیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو صہیب بلند آواز سے روتے ہوئے سامنے آئے، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا (مجھ پر روتے ہو) انھوں نے کہا، ہاں، فرمایا، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یہ (کفار) وہ ہیں جن کے مردوں پر ان کے زندوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا۔

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے تین دن تک اُنھی کپڑوں میں نماز پڑھی جن میں وہ زخمی کیے گئے تھے۔

۲۶۴ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے عائشہؓ سے کہلا بھیجا کہ اجازت دیجیے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، اُنھوں نے کہا، واللہ، ہاں، راوی نے کہا کہ (عمرؓ کے بعد) جب صحابہ میں سے کوئی شخص اُن سے پوچھتا تھا تو وہ کہتی تھیں نہیں، واللہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانوں گی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنی زندگی ہی میں عائشہؓ سے اجازت چاہی، اُنھوں نے اُن کے لیے اپنی کوٹھری میں دفن ہونے کی اجازت دے دی، وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو اُن سے پھر اجازت لے لینا، اگر وہ اجازت دے دیں (تو خیر) ورنہ انھیں چھوڑ دینا (یعنی اصرار نہ کرنا) کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اُنھوں نے میرے غلبے کی وجہ سے اجازت نہ دے دی ہو، اُن کا انتقال ہو گیا تو عائشہؓ نے اُن لوگوں کو اجازت دی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا، اے لڑکے ام المومنینؓ کے پاس جاؤ، کہو کہ عمرؓ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے، پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ ام المومنینؓ نے کیا فرمایا، ام المومنینؓ نے کہلا بھیجا ہاں میں نے آپ کو اجازت دے دی، عمرؓ نے کسی کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں اپنے لیے قبر کھدوائی، ابن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا، پیارے بیٹے، میں نے عائشہؓ کے پاس بھیج کر اُن سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، اُنھوں نے اجازت دے دی، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ

کہیں میرے غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن دینا اور لے جا کے عائشہؓ کے دروازے پر کھڑا کرنا، کہنا کہ یہ عمرؓ ہیں جو اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کرنا ورنہ بقیع میں دفن کر دینا، جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو ہم نے انھیں اٹھایا عائشہؓ کے دروازے پر ٹھہرایا، اجازت طلب کی تو انھوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ نے عائشہؓ کے پاس بھیج کر اس امر کی اجازت چاہی کہ انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے پاس دفن کیا جائے تو انھوں نے اجازت دے دی، عمرؓ نے کہا کہ کوٹھری تنگ ہے، لاٹھی لاؤ، وہ لائی گئی تو انھوں نے اس کے طول کا اندازہ کیا اور فرمایا اس مقدار کے مطابق قبر کھودو۔

عائشہؓ سے مروی ہے میں ہمیشہ اپنا دوپٹہ اتار دیتی تھی اور گھر میں شبخوابی کے معمولی کپڑوں میں رہتی تھی، جب سے عمرؓ بن الخطاب اس میں دفن کیے گئے میں برابر اپنے کپڑوں میں (بے پردگی سے) پرہیز کرتی رہی، پھر میرے اور قبور کے درمیان دیوار بنا دی گئی بعد کو میں معمولی کپڑوں میں رہنے لگی، راوی نے کہا کہ انھوں نے ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبر کی شکل بیان کی یہ قبریں عائشہؓ کے گھر میں ایک کھڑکی میں ہیں۔

۲۶۵ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنی وفات سے ایک گھنٹے قبل ابو طلحہ انصاری کو بلا بھیجا اور فرمایا، ابو طلحہ، تم اپنی قوم کے پچاس انصار کے ہمراہ اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہو جاؤ، میں خیال کرتا ہوں وہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر میں جمع ہوں گے، تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ

اُس دروازے پر کھڑے ہو جانا اور کسی کو اُن کے پاس نہ جانے دینا، تم انھیں بھی نہ چھوڑنا تا آں کہ تیسرا دن گزر جائے، اور وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لیں، اے اللہ تو ہی اُن پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابو طلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے، پھر وہ اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو گئے، جب اُن لوگوں نے اپنا معاملہ ابن عوف کے سپرد کر دیا کہ وہ انھی میں سے کسی کو منتخب کر لیں، تو ابو طلحہ مع اپنے ساتھیوں کے ابن عوف کے دروازے پر رہے لگے، یہاں تک کہ انھوں نے عثمانؓ بن عفان سے بیعت کر لی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب چار شنبے کو زخمی کیے گئے اور پنجشنبے کو اُن کی وفات ہوئی، رحمہ اللہ۔

ابو بکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم چار شنبہ کو خنجر مارا گیا اور یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو یکشنبے کے دن دفن کیے گئے، اُن کی ولایت دس سال پانچ مہینے اور اکیس روز رہی، ہجرت سے عمرؓ کی وفات تک بائیس سال نو مہینے اور تیرہ دن کا زمانہ گزرا، ۳ محرم یوم دوشنبہ کو عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی گئی، میں نے یہ روایت عثمان ابن محمد اخنسی سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ سوائے اس کے میں نہیں سمجھتا کہ تم سے غفلت ہوئی، عمرؓ کی وفات ۲۶ ذی الحجہ کو ہوئی اور عثمانؓ سے ۲۹ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی، انھوں نے اپنی خلافت محرم ۲۴ھ سے شروع کی۔

جریر سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہؓ کو کہتے سنا کہ عمرؓ کی وفات اُس وقت ہوئی جب وہ ترسٹھ سال کے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ ترسٹھ سال کے تھے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک مدینے میں مشہور نہیں ہے۔

۲۶۶

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ سال کے تھے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال سے زیادہ ثابت ہے، حالاں کہ اس کے سوا بھی روایت کی گئی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اُن کی وفات ہوئی تو وہ پچاس سال سے زاید کے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو وہ پچپن سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ سے بھی اسی کے مثل روایت معلوم ہوئی ہے۔

عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور اُن پر نماز پڑھی گئی حالاں کہ وہ شہید تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو غسل و کفن دیا گیا اور حنوط (عطر میت) لگایا گیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو غسل و کفن دیا گیا، حنوط لگایا گیا اور نماز پڑھی گئی حالاں کہ وہ شہید تھے۔

عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے وصیت کی کہ انھیں مشک سے غسل نہ دیں یا مشک ان کے قریب نہ کریں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو پانی اور بیری سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا، وکیع نے کہا کہ دو چادریں سحولی (سوتی) تھیں اور محمد بن عبد اللہ الاسدی نے کہا کہ دو چادریں صحاری تھیں اور ایک کرتہ تھا جس کو وہ پہنتے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو ایک کرتے اور ایک حلے

(چادر و تہ بند) میں کفن دیا گیا۔

عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا، میرے حنوط (عطر میت) میں مشک نہ ہو۔

فضیل بن عمرو سے مروی ہے کہ عمرؓ نے وصیت کی کہ اُن کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے، نہ کوئی عورت ہو اور نہ مشک کا حنوط لگایا جائے۔

ابن عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو رکھ دیا گیا کہ اُن پر نماز پڑھی جائے تو علیؓ و عثمانؓ دونوں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، عبد الرحمن بن عوف نے کہا اے اولادِ عبد مناف تم دونوں قریب آہی گئے، دونوں نے اسے سن لیا، ان میں سے ہر ایک نے صہیب سے کہا کہ اے ابو یحییٰ اٹھو اور ان پر نماز پڑھو، صہیب نے اُن پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے غور کیا، صہیبؓ عمرؓ کے حکم سے انھیں فرض نمازیں پڑھاتے تھے، لوگوں نے صہیبؓ کو آگے کیا انھوں نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر میں اُٹھا لیا جاؤں تو تین دن تک صہیبؓ نماز پڑھائیں، تم لوگ اپنے معاملے پر اتفاق کر لو اور اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو، جب عمرؓ کی وفات ہوگئی تو جنازہ رکھا گیا کہ اُن پر نماز پڑھی جائے، علیؓ و عثمانؓ آئے کہ دونوں میں سے کوئی اُن پر نماز پڑھے، عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ یہ صرف امارت کی حرص ہے، تم دونوں کو معلوم ہے کہ یہ تمہارے سپرد نہیں ہے اور اس کے متعلق تمہارے سوا کسی اور کو حکم دیا گیا ہے، صہیبؓ آگے بڑھو اور نماز پڑھو، صہیبؓ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

ابن عمرؓ سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدؐ میں نماز پڑھی گئی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

علیؓ بن حسینؓ نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ عمرؓ پر کس نے نماز پڑھی، انھوں نے کہا صہیبؓ نے، پوچھا انھوں نے کتنی تکبیریں کہیں، انھوں نے کہا چار۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ صہیبؓ نے عمرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید ابن المسیب کے پاس تھا کہ علیؓ بن حسینؓ گزرے، انھوں نے کہا کہ عمرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی، جواب دیا کہ قبر و منبر کے درمیان۔

۳۶۸ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ پر نماز پڑھی اور صہیبؓ نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

جابر سے مروی ہے کہ عمرؓ کی قبر میں عثمانؓ بن عفان اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیبؓ بن سنان اور عبداللہ ابن عمرؓ اترے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمرؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں دفن کیا گیا، ابوبکرؓ کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور عمرؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہوں کے پاس۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب دیوار ان حضرات سے گر گئی تو اس کی تعمیر شروع کی گئی، ایک قدم ظاہر ہوا جس سے لوگ گھبرا گئے، گمان ہوا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے، کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اسے جانتا،

یہاں تک کہ عروہ نے کہا کہ واللہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے، یہ عمرؓ کا قدم ہے۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ام ایمن نے کہا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔

طارق بن شہاب نے کہا کہ عمرؓ کی رائے کسی اور کے یقین کے مثل تھی۔

عبدالرحمٰن بن غَنَم سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کی وفات ہوئی اسلام پشت پھیرنے لگا، جیسے کوئی آدمی زمین بے آب ودانہ میں ہو اُس کے پاس کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ آج اسلام سے نہایت تیز بھاگنے کی احتیاط اختیار کر۔

سالم مرادی سے مروی ہے کہ عمرؓ پر نماز پڑھ لینے کے بعد عبداللہ ابن سلام آئے اور کہا کہ واللہ اگر تم لوگ اُن پر نماز پڑھنے میں بڑھ گئے تو اُن پر ثنا (مدح) کرنے میں تم لوگ مجھ سے آگے نہ بڑھو گے تخت کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیسے اچھے اسلام کے بھائی ہیں، اے عمرؓ، تم حق میں سخی تھے اور باطل میں بخیل، خوشی کے وقت خوش ہوتے غضب کے وقت غضبناک، تم پاک نظر تھے، عالی ظرف تھے، نہ مدح کرنے والے تھے نہ غیبت کرنے والے، پھر وہ بیٹھ گئے۔

جابر سے مروی ہے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، انھوں نے اُن کے لیے اچھی بات کہی پھر فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے اللہ سے اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ ملنا اس سے زیادہ پسند ہو جتنا تمھارے درمیان چادر سے ڈھکے ہوئے انسان کے نامۂ اعمال کے ساتھ (یعنی اُن کا نامۂ اعمال اتنا اچھا ہے کہ میں اُن کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے نامۂ اعمال کو اتنا پسند نہیں کرتا)۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ عمرؓ کے پاس پہنچے تو

فرمایا، آپ پر اللہ رحمت بھیجے، کوئی شخص مجھے تمہارے درمیان اس ڈھکے ہوئے آدمی سے زیادہ پسند نہیں کہ میں اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب غسل وکفن دے دیا گیا اور تابوت میں رکھ دیا گیا تو علیؓ ان کے پاس کھڑے ہوکے ثنا کی اور کہا، واللہ مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے انسان سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ جب چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو ان کے پاس علیؓ آئے اور کہا کہ روئے زمین پر مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے عمرؓ کی طرف دیکھا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے اور فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اُس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

ابی جعفر نے علیؓ سے اسی کے مثل روایت کی۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس جن کی وفات ہوچکی تھی آئے، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، فرمایا، اللہ آپ پر رحمت کرے، واللہ زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے آپ کے نامۂ اعمال سے زیادہ اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کو غسل وکفن دے دیا گیا اور انھیں تابوت پر رکھ دیا گیا تو اُن کے پاس علیؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا، واللہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ

خدا سے ملوں۔

عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمرؓ کے پاس تھا، اُن پر چادر ڈھانک دی گئی تھی، علیؓ اندر آئے، انھوں نے اُن کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے ابو حفص اللہ آپ پر رحمت کرے، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن علیؓ کو کہتے سنا کہ علیؓ نے فرمایا: مجھے سوائے اس چادر سے ڈھکے ہوئے یعنی عمرؓ کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں کہ میں اُس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

۲۷۰　ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو اُن کے پاس علیؓ آئے، انھوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ جو کچھ اُس کے اعمال نامے میں ہے میں اُس کے ساتھ اللہ سے ملوں،

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد (علیؓ) عمرؓ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے پھر انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اُس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعود کے پاس آئے، وہ عمرؓ کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے اور کہا کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اُس میں داخل ہوتے اور اُس سے نکلتے نہ تھے، پھر جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں دراڑ پڑ گئی، لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں ابن مسعود کے پاس

قرآن کی ایک آیت کی قرأت پوچھنے آیا، انھوں نے مجھے اُس کی قرأت اس اس طرح بتائی، میں نے اُن کی قرأت کے خلاف کہا کہ عمرؓ نے مجھے اس اس طرح قرأت بتائی تھی، وہ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے اُن کے آنسو سنگریزوں کے درمیان دیکھے، پھر فرمایا کہ اسی طرح پڑھو جس طرح تمھیں عمرؓ نے اُس کی قرأت بتائی، واللہ یہ السیلحین کے راستے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے، اسلام اُس میں داخل ہوتا تھا اور اُس سے نکلتا نہ تھا، جب عمرؓ قتل کردیے گئے تو قلعے میں درز پڑ گئی اب اسلام اُس سے نکلتا ہے اور داخل نہیں ہوتا۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن مسعود آئے اور عمرؓ کی خبر مرگ سنائی، میں نے کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ کوئی اُن سے زیادہ رونے والا اور غمگین ہو، پھر فرمایا کہ واللہ اگر میں جان لیتا کہ عمرؓ کسی کتے سے محبت کرتے تھے تو میں بھی اُس سے ضرور محبت کرتا، واللہ میں ایک خاردار درخت کو بھی اس حالت میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے عمرؓ کے فراق کو محسوس کیا۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہوئی تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رونے لگے، کہا گیا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے، انھوں نے کہا کہ حق اور اہل حق دور نہ ہوں، آج امر اسلام سست ہے۔

عبدالملک بن زید نے سعید بن زید سے روایت کی کہ سعید بن زید روئے تو کسی کہنے والے نے اُن سے کہا کہ اے ابوالاعور تمھیں کیا چیز رُلاتی ہے، انھوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ عمرؓ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک جُڑ نہیں سکتا۔ ۲۰۲

عیسٰی بن ابی عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح

ایک دن عمرؓ کا ذکر کر رہے تھے کہ اگر عمرؓ مر جائیں گے تو اسلام کمزور ہو جائے گا مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لیے وہ سب ہو جس پر آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے اور یہ کہ میں عمرؓ کے بعد زندہ رہوں، کسی کہنے والے نے کہا کہ کیوں؟ انھوں نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اگر تم لوگ باقی رہے تو عنقریب دیکھو گے، عمرؓ کے بعد اگر کوئی والی ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی لے گا جو عمرؓ لیا کرتے تھے تو لوگ اس میں بھی اس کی اطاعت نہ کریں گے اور نہ اسے برداشت کریں گے اور اگر وہ والی ان سے کمزور رہو گا تو اسے قتل کر دیں گے۔

حسن سے مروی ہے کہ کون سے گھر والے ہیں جنھوں نے عمرؓ کا فراق نہ محسوس کیا ہو (اگر ایسے کوئی ہوں) تو وہ برے گھر والے ہیں۔

عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ تم سے بلا کو میلوں سوائے ان کی موت کے کسی نے دور نہیں رکھا جو ایک شخص کی گردن میں ہے جس پر اللہ نے لکھ دیا کہ وہ مر جائے یعنی عمرؓ۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ جس دن عمرؓ کی وفات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا، ذہدم نے کہا کہ ان کے بعد لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے، اس جماعت نے حق ترک کر دیا ہے، یہاں تک کہ ان کے اور حق کے درمیان سخت راہ حایل ہے اگر وہ اپنے دین کو لوٹانا بھی چاہیں تو لوٹا نہ سکیں گے۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اسلام عمرؓ کے زمانے میں مثل آنے والے آدمی کے تھا جو نزدیکی سے بڑھتا جاتا تھا، عمر رحمہ اللہ قتل کر دیے گئے تو وہ مثل جانے والے شخص کے ہو گیا کہ جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا ہے وہ گھٹتا جاتا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ عمرؓ کے زمانے میں اسلام کی مثال آنے والے آدمی کی تھی جو برابر آنے میں مشغول ہو، جب وہ قتل کر دیے گئے تو اس نے پشت پھیر لی اور وہ برابر

پشت پھیرنے میں مشغول ہے۔

عبد اللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب قتل کر دیے گئے تو حذیفہ نے کہا کہ آج لوگوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا، بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی، اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ نہ وہ راہ مستقیم دیکھتے ہیں اور نہ اس کا راستہ پاتے ہیں، عبد اللہ ابن ابی الہذیل نے کہا کہ اس کے بعد وہ لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے

۲۷۲ حمید الطویل سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو مصیبت پہنچائی گئی تو انس بن مالک نے کہا کہ ابوطلحہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں ہو یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں عمرؓ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اصحاب شوریٰ جمع ہوئے جب ابوطلحہ نے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھا تو کہا کہ واللہ تم لوگوں کا اس (خلافت) میں باہم مدافعت کرنا میرے لیے زیادہ خوفناک تھا بہ نسبت اس کے کہ تم لوگ اس میں باہم رشک کرو، واللہ مسلمانوں کا کوئی گھر والا نہیں جس کے دین اور دنیا میں عمرؓ کی وفات سے نقص نہ آگیا ہو، یزید نے کہا کہ یہ بات میرے علم میں بھی ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک شب کو (اس سے) سنا جسے میں انسان نہیں سمجھتی، جس نے عمرؓ کی خبر مرگ سنائی، وہ کہتا تھا:

جزی اللہ خیرا من امیر وبارکت ۱ ید اللہ فی ذالک الادیم الممزق

(خدا امیر کو جزائے خیر دے۔ اور برکت کرے۔ اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)۔

فمن یمش او یرکب جناحی نعامۃ ۲ لیدرک ما قدمت بالامس یسبق

(جو شخص اس لیے چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو۔ کہ تم نے جو کچھ کل بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا اور تمھاری چیز اس کے آگے ہی رہے گی)۔

قضیت امورا ثم غادرت بعدھا ۳ بوائق فی اکمامھا لم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کر دیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ - گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے اُن پردوں میں ہیں جو اب تک چٹکے نہیں ہیں)۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ جن نے عمرؓ پر نوحہ کہا:

علیک سلام من امیر و بارکت ۱ ید الله فی ذاک الادیم الممزق

(اے امیر تم پر سلام ہو۔ اور برکت کرے - اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدھا ۲ بوائق فی اکمامھا لم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑا - کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے پردوں میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں)۔

بروایت ایوب بجائے بوائق کے بوائج ہے جس کے معنیٰ حوادث و مصائب ہیں۔

فمن یسع او یرکب جناحی نعامۃ ۳ لیدرک ما قدمت بالامس یسبق

(جو شخص اس لیے دوڑے یا شترمرغ کے بازوؤں پر سوار ہو - کہ کل جو تم نے آگے بھیجا ہے اُسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا)۔

ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت ۴ لہ الارض تھتز العضاہ باسوق

(کیا مقتول مدینہ کے بعد بھی جس کے لیے روئے زمین تاریک ہے۔ درخت اپنے تنوں پر جھومتے رہیں گے)۔

عاصم الاسدی نے کہا:

فما کنت اخشی ان تکون وفاتہ ۵ بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

(مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ اُن کی وفات - نیلی آنکھ والے شب رو چیتے کے ہاتھوں سے ہوگی)۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہوئی تو اُن پر رویا گیا۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباسؓ عمرؓ کے دلی دوست تھے، جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو وہ اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ انہیں عمرؓ کو خواب میں دکھائے، انھوں نے اُن کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے، پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا،

۲۷۲

قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جاتا اگر میں اُس سے رحیمی و کریمی کی حالت میں نہ ملا ہوتا۔

عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے خلیل (حبیب صادق) تھے، جب اُن کی وفات ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ سے دعا کرتا رہا کہ اُن کو مجھے خواب میں دکھا دے، میں نے انھیں ختم سال پر اس حالت میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے، میں نے کہا، یا امیر المومنین، آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا، فرمایا، یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا، قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جائے اگر میں اپنے رب سے رؤف و رحیم ہونے کی حالت میں نہ ملتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھا دے، میں نے انھیں خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ قریب تھا کہ میرا تخت گر پڑے اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ بن الخطاب کو خواب میں دکھا دے، خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں کر ملے، فرمایا، میں رؤف و رحیم سے ملا اور اگر اُس کی رحمت نہ ہوتی تو میرا تخت گر پڑتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھائے میں نے انھیں ایک سال کے بعد اس حالت میں بعالم خواب دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے پسینہ پوچھ رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میں دوڑ سے یا دوڑ کے مثل سے نکل گیا۔

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں

دکھائے، میں نے انھیں دس سال کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے، میں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کیا کیا، فرمایا کہ اب تو میں فارغ ہو گیا اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو ہلاک ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں حج سے واپسی میں العقبہ میں سویا، جب بیدار ہوا تو بیان کیا کہ واللہ میں نے ابھی عمرؓ کو دیکھا ہے جو آگے جا رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے ام کلثوم بنت عتبہ کے ایک ٹھوکر ماری جو میری ایک جانب سو رہی تھیں اور انھیں بیدار کر دیا، پھر وہ پلٹ کر چلے گئے، لوگ اُن کی تلاش میں گئے، میں نے اپنے کپڑے مانگے، اُن کو پہنا اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ انھیں ڈھونڈا، میں پہلا شخص تھا جس نے انھیں پایا، واللہ میں نے اُس وقت تک انھیں نہ پایا جب تک تھک نہ گیا، عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین، آپ نے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے، واللہ کوئی شخص آپ کو پا نہیں سکتا تاوقتیکہ تھک نہ جائے، واللہ میں نے بھی آپ کو نہیں پایا تاوقتیکہ تھک نہ گیا، فرمایا، میں تو نہیں سمجھتا کہ میں نے تیزی کی ہو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں عبدالرحمٰن کی جان ہے کہ بیشک یہ ان کا عمل تھا۔

عبدشمس بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

عثمان بن عفان رحمہ اللہ

نام عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھا، ان کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں، اروی کی والدہ ام حکیم تھیں جن کا نام البیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔

زمانۂ جاہلیت میں عثمانؓ کی کنیت ابو عمرو تھی، جب اسلام ہوا تو رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انھوں نے عبد اللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی، مسلمانوں نے انھیں ابو عبد اللہ کی کنیت سے پکارا، عبد اللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے ان کی آنکھوں میں

۴۷

چونچ ماردی جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولی ۴ھ میں انتقال کر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمانؓ بن عفان اُترے۔

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سوائے عبداللہ بن رقیہؓ کے عبداللہ اصغر تھے، جو لاولد مر گئے، اُن کی والدہ فاختہ بنت غزوان ابن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد بن عوف ابن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان تھیں۔

پانچ بیٹے عمرو، خالد، ابان، عمرو مریم تھے، اُن کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ ابن لوئی بن عامر بن غنم بن دُہمان بن منہب بن دوس قبیلۂ ازد میں سے تھیں۔

ولید بن عثمانؓ، سعید اور ام سعید کی والدہ بنت الولید ابن عبد شمس بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

عبدالملک بن عثمانؓ لاولد مر گئے، اُن کی والدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔

عائشہ بنت عثمانؓ، ام ابان، ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

مریم بنت عثمانؓ کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص ابن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب قبیلۂ کلب میں سے تھیں۔

ام البنین بنت عثمانؓ کی والدہ ام ولد تھیں، یہ وہی تھیں جو عبداللہ ابن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔

قبول اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان اور طلحہ بن عبیداللہ

زبیرؓ بن العوام کے نشان قدم پر نکلے، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ نے دونوں پر اسلام پیش کیا، انھیں قرآن پڑھ کر سنایا، حقوق اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ کی جانب سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تصدیق کی۔

عثمانؓ نے کہا: یارسول اللہ میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں، ہم لوگ مُعان اور الزرقا کے درمیان قریب قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو جلدی ہوا کی طرح چلو، کیوں کہ احمدؐ مکے میں آگئے، یہاں آئے تو ہم نے آپ کو سنا۔

عثمانؓ کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

۳۸ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ بن عفان اسلام لائے تو انھیں اُن کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کر لیا، انھیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو، واللہ میں تمھیں کبھی نہ کھولوں گا تاوقتے کہ تم اس دین کو ترک نہ کرو جس پر ہو، عثمانؓ نے کہا۔ اللہ میں اُسے کبھی نہ ترک کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا، جب الحکم نے اپنے دین میں اُن کی سختی دیکھی تو انھیں چھوڑ دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمانؓ اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے مکّے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی، ان دونوں میں اُن کے ہمراہ اُن کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں لوطؑ کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی۔

محمد بن جعفر بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے

مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ بنی النجار میں اوس بن ثابت برادر حسان بن ثابت کے پاس اُترے۔

عبید اللہ بن عبید اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانات عطا کیے تو اُس دن عثمانؓ بن عفان کے مکان کا بھی خط کھینچ دیا، کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اُس روز عثمانؓ کے مکان میں تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے تھی۔ وہ وہی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عثمانؓ کے مکان میں جاتے تھے تو اُس سے نکلا کرتے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمٰن ابن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، کہتے ہیں کہ عثمانؓ اور اوس ابن ثابت ابی شداد بن اوس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اور کہا جاتا ہے کہ عثمانؓ اور ابی عبادہ سعد بن عثمان الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن مکنف بن حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے عثمانؓ کو اپنی بیٹی رقیہؓ کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا جو مریضہ تھیں، رقیہ رضی اللہ عنہا اسی روز انتقال کر گئیں جس روز زید ابن حارثہ مدینے میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر میں دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کا حصہ اور ثواب بدر میں لگایا، وہ انھیں کے مثل ہوگئے جو وہاں حاضر تھے۔

سوائے ابن ابی سبرہ کے کسی اور سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہؓ کے بعد عثمانؓ بن عفان سے ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کر دیا، وہ بھی اُن کے پاس

انتقال کر گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اُس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔

۴۹ ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں مدینے پر عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنایا، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ غطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا انھیں مدینے پر خلیفہ بنایا تھا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اُسے عثمانؓ بن عفان سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے، البتہ وہ ایسے شخص تھے جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

عثمانؓ کا لباس

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرد چادریں تھیں، اور اُن کے دو کاکل تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد مولائے اسود بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو جب وہ چاہ زوراء بنا رہے تھے ایک سفید خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ اُن کی ڈاڑھی بٹی ہوئی تھی۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ اُن کے جسم پر ایک چوکور چادر تھی جو مہندی میں رنگی ہوئی تھی۔

طبیین کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ

میں نے عثمانؓ کے جسم پر منبر پر ایک قوہی کرتہ دیکھا۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر زرد چادر دیکھی۔

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان کے جسم پر دو گیرو کی رنگی ہوئی چادریں دیکھیں۔

سلیم ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درم تھی۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپنی عورتوں پر اُس لباس میں وسعت کرتے تھے جس سے حفاظت کی جاتی تھی اور جس سے زینت حاصل کی جاتی تھی، میں نے عثمانؓ کے جسم پر ایک سوت ریشم ملی ہوئی نقشین چادر دیکھی جس کی قیمت دو سو درم تھی، عثمانؓ نے کہا کہ یہ میری زوجہ نائلہ کی ہے جو میں نے انھیں اڑھائی تھی، پھر میں اسے اوڑھ کر اُن کو اس سے خوش کرتا ہوں۔ ۴۰

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبد اللہ بن عنبسہ اور عروہ بن خالد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبد الرحمن ابن ابی الزناد سے عثمانؓ کا حلیہ دریافت کیا تو میں نے اُن کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا، انھوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قد تھے نہ بلند بالا، خوبصورت نرم کھال والے، بڑی اور گھنی ڈاڑھی والے گندم گوں دست میں بڑی گرہ والے دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے سر میں زیادہ بال والے تھے جو اپنی ڈاڑھی کو بٹتے تھے۔

واقد بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمانؓ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے۔

عبید اللہ بن دارہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ کو بطور مرض کے پیشاب جاری ہو گیا تھا، انھوں نے اُس کا علاج کیا، اس کے بعد وہ پھر جاری ہو گیا تو ہر نماز کے لیے وہ وضو کیا کرتے تھے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ مہر کی انگوٹھی

بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

عمر بن سعید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اُسے منگاتے تھے جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا اور اُسے سونگھتے تھے، اُن سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ اگر اُسے کوئی شے (تکلیف) پہنچے تو یہ ہو کہ میرے قلب میں اُس کے لیے کوئی شے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

اسحاق بن یحییٰ نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی کہ عثمانؓ کو جمعے کے دن اس طرح نکلتے دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرد چادریں ہوتیں، وہ منبر پر بیٹھتے، موذن اذان دیتا، وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے بازار کے نرخ، آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے، جب موذن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی موٹھ کے عصا پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے، وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصا اُن کے ہاتھ میں ہوتا، پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے، اُن سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اُتر آتے، اور موذن اقامت کہتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ ابن عفان کو اس حالت میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے پوچھتے اور اُن سے نرخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔

بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔

بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب غسل کرتے تھے تو میں اُن کے کپڑے اُن کے پاس لاتی تھی، وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میری طرف

۱۸۱

مت دیکھو کیوں کہ تمھارے لیے میری طرف دیکھنا حلال نہیں ہے"
اُنھوں نے کہا کہ میں اُن کی بیوی کی باندی تھی۔
بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ سفید ڈاڑھی والے تھے۔
عبد اللہ الرومی سے مروی ہے کہ عثمانؓ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں، اُنھوں نے کہا "نہیں" رات اُن کے لیے بھی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں۔
انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ ہیں۔
محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائلِ حج) کا علم رکھنے والے عثمانؓ تھے اور اُن کے بعد ابن عمرؓ۔
ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علیٰ صراط مستقیم" (کیا وہ شخص (جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہِ راست پر ہے) میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد عثمانؓ بن عفان ہیں۔
حسنؓ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو اس حالت میں مسجد میں سوتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے۔
ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ بن عفان نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔
عبید اللہ بن دارہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے، وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔
علا بن عبد الرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ اپنا مال انھیں نصف نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفہ کے لیے

مجلس کا کام

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے، جب وہ تندرست تھے، یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنا دیں، وہ انکار کرتے، ایک روز وہ منبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مرجاؤں تو تمھاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ اُن سے راضی تھے۔

علیؓ بن ابی طالب اور اُن کے نظیر (ومثل) زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور اُن کے نظیر (ومثل) عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبیداللہ اور اُن کے نظیر (ومثل) سعدؓ بن مالک، البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم وعطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو، اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی صنف کو اختیار کرو اور اُن کی بات سنو اور مانو۔

عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو انھوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیبؓ نماز پڑھائیں، اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے، جو شخص تمھارے حکم میں تردد کرے یعنی تمھاری مخالفت کرے تو اس کی گردن مار دو۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمرؓ بن الخطاب نے ابوطلحہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابوطلحہ تم اپنی قوم انصار کے ان پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہیں، تم انھیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم ان کے ساتھ ضرور شریک ہو جاتا) یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لیں، اے اللہ اُن پر تو میرا خلیفہ ہے۔

عثمانؓ بن عفان رحمہ اللہ کی بیعت

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے، وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے، جب انھوں نے اپنی حکومت عبدالرحمن بن عوف کے سپرد کر دی کہ وہ اُن میں سے کسی کو انتخاب کریں تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمن بن عوف کے دروازے پر پابندی سے رہے، یہاں تک کہ عبدالرحمن نے عثمانؓ سے بیعت کر لی۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے عثمان سے بیعت کی وہ عبدالرحمن ہیں، پھر علیؓ ابن ابی طالب۔

عمرو بن عمیرۃ بن ہُنَی مولائے عمرؓ بن الخطاب نے اپنے باپ دادا سے

روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علیؓ کو دیکھا کہ انھوں نے عثمانؓ سے بیعت کی، پھر پے درپے لوگ آئے اور انھوں نے بیعت کی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ سے بیعت کرلی گئی تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے، اور خطبہ سنایا، پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا: لوگو سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے، آج کے بعد اور دن ہوں گے، اگر میں زندہ رہا تو تمھارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا، ہم خطیب تو نہیں ہیں مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

عبداللہ بن سنان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے اسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبداللہ ابن مسعود کے پاس حاضر ہوا، انھوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے، اور ہم نے خطا نہیں کی۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان خلیفہ بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبداللہ بن مسعود مدینے سے کوفے گئے، انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: امابعد، امیرالمومنین عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہوگئی ہم نے اس دن سے زیادہ رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سنیں، ہم اصحاب محمدؐ نے اتفاق کرلیا، ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی، ہم لوگوں نے امیرالمومنین عثمانؓ سے

بیعت کرلی، تم بھی اُن سے بیعت کرو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ بن عفان سے ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی، وہ محرم ۲۴ھ کو اپنی خلافت کے لیے متوجہ ہوئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمانؓ نے اسی سال (۲۴ھ) حج پر عبدالرحمٰن بن عوف کو روانہ کیا، ۲۴ھ میں انھوں نے لوگوں کو حج کرایا، پھر اپنے پورے زمانۂ خلافت میں عثمانؓ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا، سوائے اُس سال کے کہ جس میں اُن کا محاصرہ کیا گیا کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عباس کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس سال کہ عثمانؓ بن عفان قتل کیے گئے، اور جو ۳۵ھ تھا، اُنھوں نے اُن کو حج پر عامل بنایا، وہ گئے اور اُنھوں نے عثمان کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ والی ہوئے تو بارہ سال بحالت امیری زندہ رہے، چھ سال اس طرح کام کرتے رہے کہ لوگوں نے اُن کی کوئی بات ناپسند نہ کی، وہ عمرؓ بن الخطاب سے زیادہ قریش کے محبوب تھے، اس لیے کہ عمرؓ اُن پر بہت سخت تھے، جب عثمانؓ اُن کے والی ہوئے تو اُنھوں نے اُن کے لیے نرمی کی اور اُنھیں صلہ و انعام دیا۔

پھر اُنھوں نے اُن کے امور میں کوتاہی کی اور آخری چھ سال میں اپنے قرابت داروں اور گھر والوں کو عامل بنا دیا، مروان کے لیے مصر کا خمس تحریر کردیا، اپنے قرابت داروں کو مال دے دیا اور اس صلے کے بارے میں اُنھوں نے تاویل یہ کی کہ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے۔

اُنھوں نے اموال سلنے لیے، بیت المال سے قرض لے لیا

اور کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تھا جو اُن کے لیے تھیں، میں نے انھیں لے لیا اور اپنے قرابتداروں میں تقسیم کر دیا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا۔

ام بکر بنت المسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ کو کہتے سنا: لوگو، ابوبکرؓ و عمرؓ اس مال میں اپنی اور اپنے قرابتداروں کی حاجت کا اندازہ کرتے تھے، میں اُس میں اپنے صلۂ رحم کا اندازہ کرتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمانؓ کے ارادے سے آئے اور ذی خشب میں اترے تو عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا کہ تم اُن کے پاس جاؤ، انھیں میرے پاس سے واپس کر دو، اُن کی پسندیدہ بات کا وعدہ کر لو، آگاہ کر دو کہ مجھے اُن کے مطالبات منظور ہیں اور جن امور کی بابت اُنھیں اعتراض ہے میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

محمد بن مسلمہ سوار ہو کے اُن لوگوں کے پاس ذی خشب کو گئے، عثمان نے اُن کے ہمراہ انصار میں سے پچاس سوار روانہ کیے جن میں میں بھی تھا، مصریوں کے سرگروہ چار تھے، عبد الرحمن ابن عدیس البلوی، سودان بن حمران المرادی، ابن البیاع اور عمرو ابن الحمق الخزاعی، عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہو گیا۔

۴۵

محمد بن مسلمہ اُن لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ بات کہتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں۔ اُنھیں

اُن کے قول کی خبر دی، اور برابر انھیں کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

جب وہ لوگ البُوَیب میں تھے تو وہاں ایک اونٹ دیکھا جس پر صدقے کی علامت تھی، انھوں نے اُسے پکڑ لیا، اُس پر عثمانؓ کا ایک غلام تھا، اُس کا سامان لے لیا، تفتیش کی تو اُس سامان میں ایک سیسے کا بانس ملا جو مشکیزے کے اندر پانی میں تھا، اُس میں عبد اللہ بن سعد کے نام ایک فرمان تھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کے بارے میں ابتدا کی اُن میں سے فلاں کے ساتھ یہ کرو اور فلاں کے ساتھ یہ کرو، وہ قوم دوبارہ واپس آگئی اور ذی خشب میں اُتری، عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور انھیں میرے پاس سے واپس کرو، محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں نہ کروں گا وہ لوگ آئے اور عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے اس سے انکار کیا کہ انھوں نے کوئی فرمان لکھا، یا اُس قاصد کو روانہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر میرے علم کے کیا گیا ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ ذی خشب کے لشکر میں جو بھیجا گیا تھا میں بھی تھا، لوگوں نے ہم سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو اور جن لوگوں سے پوچھو اُن سب کے آخر میں علیؓ ہوں (یعنی علیؓ سے سب کے بعد پوچھو) کہ آیا ہم لوگ مدینے میں محاصرے کے لیے آئیں؟ ہم نے اصحاب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ سوائے علیؓ کے سب کے پاس جاؤ، جنھوں نے کہا کہ میں تم کو حکم نہیں دیتا پھر اگر تم نے انکار کیا تو انڈے ہیں جو بچے نکالیں گے (یعنی کاسیابی یقینی ہے)۔

مکالمۂ عزل عثمانؓ

عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں

عثمانؓ نے کہا جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاخنس کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، عرض کی انھوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا، فرمایا: یہ قوم میری معزولی چاہتی ہے، اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے، اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

عرض کی: کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں گے تو ہمیشہ کے لیے دنیا میں چھوڑ دیے جائیں گے، فرمایا: نہیں، عبد اللہ نے پوچھا تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا، آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔

عرض کی پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں سنت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے، آپ اس کرتے کو نہ اتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

ام یوسف بن ماہک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ وہ اس حالت میں عثمانؓ کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے اور کہتے کہ لباس خلافت اتار دیجیے، وہ کہتے کہ میں اس کرتے کو نہ اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا، البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

۴۶

عبد الرحمن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تمہیں ایک روز ایک کرتہ پہنائے گا، اگر منافقین تم سے اسے اتروانا چاہیں تو تم اسے کسی ظالم کے لیے نہ اتارنا۔

ابو سہلہ مولائے عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحاب میرے پاس ہوتے

عائشہؓ نے کہا، یا رسول اللہ کیا میں ابوبکرؓ کو بلا دوں، آپ خاموش ہو گئے، میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے، عرض کی عمرؓ کو بلا دوں، آپ خاموش رہے، جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ انھیں نہیں چاہتے، عرض کی کیا علیؓ کو بلا دوں پھر آپ نے سکوت فرمایا، میں سمجھ گئی کہ آپ انھیں نہیں چاہتے، عرض کی، ابن عفان کو بلا دوں، فرمایا ہاں۔۔

جب عثمانؓ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ، عثمانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے کچھ فرما رہے تھے، اور عثمانؓ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

قیس نے کہا مجھے ابو سہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دن) ہوا تو عثمانؓ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اسی پر صابر ہوں، ابو سہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا اُن سے عہد لیا گیا تھا)۔

ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے ساتھ تھا جب وہ مکان میں محصور تھے، ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے ان لوگوں کا کلام جو محل میں تھے بخوبی سنائی دیتا تھا، ایک روز کسی ضرورت سے عثمانؓ وہاں داخل ہوئے، باہر آئے تو اُن کا رنگ بدلا ہوا تھا، فرمایا، یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

ہم نے کہا، امیر المومنین، اُن کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی ہے، فرمایا، وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، یا وہ شخص جو ایمان کے بعد کفر کرے، یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے، یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے واللہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ

اسلام میں، جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے لیے میرے دین کا بدل ہے، نہ میں نے کسی کو قتل کیا پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟

مجاہد سے مروی ہے کہ عثمانؓ اُن لوگوں کے سامنے آئے جنھوں نے اُن کا محاصرہ کیا تھا اور فرمایا: اے قوم، مجھے قتل نہ کرو، کیوں کہ میں والی ہوں بھائی ہوں اور مسلمان ہوں، واللہ میں نے اپنے امکان بھر سوائے اصلاح کے کچھ نہ چاہا، خواہ مجھ سے خطا ہوئی ہو یا صواب، تم لوگ اگر مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو سکے نماز پڑھو گے نہ کبھی متفق ہو کے جہاد کرو گے اور نہ تمھارا مال غنیمت تمھارے درمیان تقسیم ہوگا۔

جب اُن لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ، کیا تم لوگوں نے امیر المومنین عمرؓ کی وفات کے وقت جس بات کی دعا کی تھی (یعنی خلافت عثمانؓ) وہ دعا اس طرح نہیں کی تھی کہ تم سب ایک حال میں متفق تھے، تم میں سے کوئی جدا نہ تھا، تم سب امیر المومنین کے دین والے اور حق والے تھے؟ پھر کیا تم اب یہ کہتے ہو کہ اللہ نے تمھاری دعا قبول نہیں کی، یا یہ کہ دین اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گیا، یا یہ کہ اس خلافت کو میں نے تلوار اور غلبے سے لے لیا اور اسے میں نے مسلمان کے مشورے سے نہیں لیا، یا یہ کہ اللہ شروع میں میری حالت کو نہ سمجھا جو اب سمجھ گیا۔

سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ اُن کے عدد کا شمار کر لے، ان سب کو متفرق کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

اللہ نے اُن میں سے جن کو اس فتنے میں قتل کیا کیا، یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا جس نے تین دن تک ان لوگوں کی مداہنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس طرح بد اعمالی کی کہ

جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔

ابن لبیبہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جب محصور ہو گئے تو وہ تہ خانے کی ایک کھڑکی سے اُن لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ انھوں نے کہا، ہاں ہیں، فرمایا، طلحہؓ میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، تو آپ نے خود اپنے اور میرے درمیان عقد مواخاۃ کیا، طلحہ نے کہا کہ "یا اللہ ہاں" پھر طلحہ سے اس بارے میں اعتراض کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ انھوں نے مجھے قسم دی اور یہ ایک ایسا امر تھا جس کو میں نے دیکھا تھا تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا۔

ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب مکان میں محصور تھے تو انھوں نے علیؓ کو بلوایا، انھوں نے اُن کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور انھیں روکا، علی نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا، اس کے پیچ کھول ڈالے اور کہا کہ اس سے یا کہا کہ اے اللہ میں اُن کے قتل سے خوش نہیں ہوں، اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں، واللہ میں اُن کے قتل سے خوش نہیں ہوں، اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔

ابو فزارہ العبسی سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے، جب وہ مکان میں محصور تھے، علیؓ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ، علیؓ چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہو لیے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انبوہ کو نہیں دیکھتے، عثمانؓ تک پہنچنا ممکن کیسے ہے۔ علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اُتار کے عثمانؓ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ انھیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا، مسجد سے نکل کے علیؓ مدینے کے بازار میں احجار الزیت تک پہنچے تھے کہ اُن کے پاس قتل عثمانؓ کی خبر آ گئی، انھوں نے کہا کہ اے اللہ میں اُن کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے انھیں قتل کیا ہو یا اُن کے قتل میں

مدد دی ہو۔

۴۸ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان کا مکان میں محاصرہ کر لیا گیا تو انھوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ دریافت کرو اور دیکھو کہ لوگ کیا کہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے اُن میں سے بعض کو کہتے سنا کہ عثمانؓ کا خون حلال ہو گیا ہے، عثمانؓ نے جب یہ سنا تو کہا کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اُس شخص کے جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے، یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کرے اور اُس کے بدلے قتل کیا جائے، راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ کہا یا کسی اور نے کہا کہ یا اُس کا خون حلال ہے جو زمین میں فساد کی سعی کرے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے قتل عثمانؓ کا ارادہ کیا تو وہ اُن کے سامنے آئے اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس بات پر قتل کرتے ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی شخص کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کے، جو شخص اپنے اسلام کے بعد کفر کرے تو وہ قتل کیا جائے گا، اور جو شخص احصان (شادی) کے بعد زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور جو شخص کسی آدمی کو ناحق عمداً قتل کرے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے عثمانؓ سے، جو منبر پر تھے، کہا کہ اے عثمانؓ آپ نے اس امت کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے، لہذا آپ بھی توبہ کیجیے اور وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں، عثمانؓ نے اپنا منہ قبلے کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔

عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ انھوں نے عثمانؓ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے، اور

وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا، لہذا آپ توبہ کیجیے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے، عثمانؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ ابن عفان کو کہتے سنا کہ اگر تم لوگ کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو اُن میں ڈال دو۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ زید بن ثابتؓ عثمانؓ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لیے آپ کی مدد کریں، مگر عثمانؓ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمانؓ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ شخص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمانؓ کے پاس گیا اور کہا، یا امیر المومنین! نیکی یا تیغ زنی فرمایا، اے ابوہریرہؓ، کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو؟ انھوں نے کہا نہیں، فرمایا، واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیے گئے، انھوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خوں ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمانؓ سے کہا کہ آپ اُن سے جنگ کیجیے کیوں کہ اللہ نے آپ کے لیے اُن کا خون حلال کر دیا، انھوں نے کہا، "نہیں، واللہ میں اُن سے کبھی جنگ نہ کروں گا، پھر لوگ اُن کے پاس گھس آئے حالاں کہ وہ روزے سے تھے، عثمانؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے۔

۴۹

عبداللہؓ بن زبیر سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ سے کہا: یا امیر المومنین، آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جو ان لوگوں سے کم ہے لہذا آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اُن سے جنگ کروں۔ فرمایا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے، یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو، یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ اُس روز مکان میں عثمانؓ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے، اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور اُن لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے۔ اُن لوگوں میں سے جو مکان میں تھے ابن عمرؓ حسنؓ بن علیؓ اور عبداللہؓ بن الزبیر بھی تھے۔

ابو لیلی الکندی سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ محصور تھے، وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو، مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو، واللہ اگر تم نے مجھے قتل کرو گے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کرو گے، ضرور ضرور آپس میں اختلاف کرنے لگو گے اور اس طرح ہو جاؤ گے، انھوں نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خوں ریزی کرو گے۔

پھر فرمایا: اے میری قوم میرا اختلاف تمھیں ارتکاب جرم پر آمادہ نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر آئی اور قوم لوطؑ کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو)۔ انھوں نے عبداللہ بن سلام کو بلا بھیجا اور فرمایا، تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: بس بس، اتمام حجت کے لیے یہ بہت کافی ہے۔

ابی جعفر القاری مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنھوں نے عثمانؓ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے، اُن کے رئیس عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی، کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے، کوفے کے دو سو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے، اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے، اُن کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا، شر میں وہ سب دست واحد تھے، کمینہ لوگ اُن کی طرف مایل ہوگئے، اُن کے عہد وپیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عثمانؓ کی مدد نہیں کی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے فتنہ وخوں ریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ اُن کے قتل تک نہ پہنچے گا، پھر انھوں نے اُن کے معاملے میں جو کچھ کیا اُس پر نادم ہوئے، میری جان کی قسم، اگر صحابہ اٹھتے یا اُن میں سے کوئی بھی اٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ مصری اس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رُکے رہے جب تک کہ کوفیوں اور بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آگئی، پھر جب وہ لوگ آئے، اور اُن کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہو گئے تو یہ دلیر ہو گئے، انھوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے ہم عثمانؓ کے ساتھ عجلت کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعدؓ بن ابی وقاص عثمانؓ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو محصور تھے، آئے، واپس ہوئے تو عبدالرحمٰن بن عدیس، مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ کو دیکھا تو ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، کہنے لگے واللہ وہ امر جس کے یہ لوگ رؤسا ہوں بیشک بدترین امر ہے۔

عثمان بن عفان رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

حسنؒ سے مروی ہے کہ مجھے وثاب نے خبر دی جو ان لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمرؓ کا زمانہ قدیم پایا اور عثمانؓ کے سامنے بھی تھے، میں نے اُن کے حلق پر نیزے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو یوم الدار کو عثمانؓ کے مکان میں لگے تھے، انھوں نے بیان کیا: مجھے عثمانؓ نے بھیجا کہ اشتر کو بلا لاؤ، میں اس کو لے آیا، ابن عون نے کہا، میں خیال کرتا ہوں انھوں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیر المومنین کے لیے بچھا دیا اور ایک اس کے لیے۔

عثمانؓ نے کہا، اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، اُس نے کہا تین باتیں جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں، فرمایا: وہ کیا ہیں، اُس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ اُن کے حوالے حکومت سے دست بردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بناؤ، یا آپ اپنی جان سے اُن لوگوں کو قصاص لینے دیں، اگر آپ کو ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں، اُس نے کہا نہیں، ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں، آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں، میں اُس کرتے کو اتارنے والا نہیں ہوں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے، واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن مار دی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے

نسبت اُس سے کہ امت محمد کو بعض پر بعض کو چھوڑ دو۔ ابن محدثین نے کہا کہ یہ کلام عثمانؓ سے زیادہ مشابہ ہے۔"

"یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی (ابوبکرؓ و عمرؓ) جو میرے سامنے تھے سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ یہ بات کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے۔"

اشتر چلا گیا، ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں، اتنے میں ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیے کے تھا، دروازے سے جھانک کے پلٹ گیا، پھر محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا، وہ عثمانؓ کے پاس پہنچ گیا، آپ کی ڈاڑھی پکڑلی اور اسے کھینچا جس سے ڈاڑھیں گرنے کی آواز سنی گئی۔

محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ معاویہ آپ کے کام نہ آیا، ابن عامر آپ کے کام نہ آیا، آپ کے خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے فرمایا: اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے، اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اُس قوم کے ایک شخص سے مدد طلب کرنا دیکھا جو اُس کی مدد کر رہا تھا، وہ ایک برچھی لے کے آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اُس نے آپ کے سر میں مار دی، راوی نے کہا کہ جو ہیں ٹوٹ گیا وہیں رک گیا، راوی نے کہا کہ پھر واللہ اُن لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا (رحمۃ اللہ)۔

عبدالرحمن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ عمرو ابن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمانؓ کے پاس گیا، اُس کے ہمراہ

کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق بھی تھا، اُنھوں نے عثمانؓ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔

محمد بن ابی بکر اُن سب کے آگے بڑھا، عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی، اور کہا، او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے، عثمانؓ نے کہا، میں بوڑھا احمق (نعثل) نہیں ہوں، میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں۔ محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ آپ کے کام نہ آئے، عثمانؓ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے، تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اُس چیز کو پکڑیں جو تو نے پکڑی، محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ ڈاڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے، عثمانؓ نے کہا میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اُس نے برچھی جو اُس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں ماردی، کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اُٹھائیں جو اُس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمانؓ کے کان کی جڑ میں بھونک دیں جو جاتے جاتے آپ کے حلق کے اندر پہنچ گئیں، پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے، پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کر دیا، لیکن عمرو ابن الحمق کود کے عثمانؓ پر آیا، سینے پر بیٹھ گیا، حالاں کہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی، اُس نے آپ کے نو زخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اُس غصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں اُن پر ہے۔

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمانؓ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا بسم اللہ میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں، خون اُن کی ڈاڑھی پر بہ کر ٹپک رہا تھا، قرآن سامنے تھا، انھوں نے اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگا لیا، "سبحان اللہ العظیم" کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے، خون قرآن پر بہ رہا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رک گیا فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا، اور وہی سننے اور جاننے والا ہے) انھوں نے قرآن بند کر دیا، سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری، اُن لوگوں نے انھیں مارا، حالاں کہ واللہ میرے باپ اُن پر فدا ہوں، وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے، صلۂ رحم کرتے تھے، مظلوم کو کھانا کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے (فرحمہ اللہ)۔

زہری سے مروی ہے کہ عثمانؓ عصر کی نماز کے وقت قتل کیے گئے، آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، سودان نے اس غلام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، بدمعاش لوگ عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے، اُن میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمانؓ کا خون حلال ہے اور ان کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے اُن کا سامان بھی لوٹ لیا، نایلہ کھڑی ہو گئیں، انھوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور! اے اللہ کے دشمنو تم نے جو عثمانؓ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ کیا ہے، دیکھو واللہ تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا، حالاں کہ وہ بڑے روزہ دار بڑے نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے، سب لوگ عثمانؓ کے گھر سے نکل گئے، اُن کا دروازہ ان تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہوئے تھے، یعنی عثمانؓ، اُن کا حبشی غلام، اور کنانہ بن بشر۔

نافع سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جس روز قتل کیے گئے اس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انھوں نے دیکھا تھا، انھوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے عثمانؓ تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا، ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز قتل کر دیے گئے (رحمہ اللہ)۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے، اور وہ جمعے کا دن تھا، جب بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آرزوئیں کیں (خیالی پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا، ہم نے کہا: اللہ آپ کو نیکی دے، آپ بیان کیجیے، ہم لوگوں کے قول پر نہیں ہیں، فرمایا: میں نے عالم رؤیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجۂ عثمانؓ سے جو راوی کے خیال میں بنت الفرافصہ تھیں، مروی ہے کہ عثمانؓ کسی قدر سو گئے، بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی میں نے کہا: امیر المومنین ہرگز نہیں، فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو (خواب میں) دیکھا ان حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا یا ان حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

عثمانؓ اور ایک رکعت میں پورا قرآن

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمانؓ شب بیداری کرتے اور

ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے، ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا، میں نے التفات نہیں کیا، اس نے پھر ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں، میں کنارے ہٹ گیا، وہ آگے بڑھے ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا حالاں کہ وہ ساری رات بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ابی اسحاق نے ایک شخص سے، جس کا انھوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو، جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے، کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس کا غلام اس کے پیچھے تھا، جب وہ شخص رکتا تو غلام اسے بتا دیتا تھا، میں نے کہا کہ یہ کون ہے، تو لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو نماز پڑھائی، وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انھوں نے کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جو تنہا تھی جمع کر دیا، اس کا نام بتیرا (کٹی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ کو گھیر لیا اور ان کے پاس گھس آئے کہ انھیں قتل کریں تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انھیں قتل کرو، خواہ چھوڑ دو، وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے، جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

عثمانؓ نے کیا چھوڑا، کتنے دن زندہ رہے اور کہاں دفن ہوئے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اس روز ان کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لوٹ لیے گئے اور چلے گئے۔ انھوں نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور براعیص، خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنھیں وہ تصدق کیا کرتے تھے۔

۵۴ ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے تھے کہ ان کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں، عثمانؓ ابن عفان کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا، وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔

مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔

محمد بن سعد (مولف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انھوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبد اللہ بن عمرو بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان سے یکم محرم ۲۴ھ کو بیعت خلافت کی گئی، ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۶ھ کو عصر کے بعد قتل کردیے گئے (خدا ان پر رحمت کرے) اس روز روزے سے تھے، شب شنبہ کو مغرب وعشا کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھولوں کے باغ) میں جو آج بنی امیہ کا قبرستان ہے

دفن کیے گئے، اُن کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی، جب وہ قتل کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے، ابو معشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو چھہتر سال کے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا دفن

تفصیلات

کب اور کہاں دفن ہوئے کس نے کس چیز پر اٹھایا، نماز جنازہ کس نے پڑھی کون قبر میں اُترا جنازے کے ساتھ کون تھا

عبداللہ بن نیار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہؓ نے حج کیا تو قبیلۂ اسلم کے مکانوں کے راستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تاریک کردو، اللہ ان قاتلین عثمانؓ کی قبریں تاریک کرے۔

نیار بن مکرم نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے کہا کہ میرا گھر تاریک ہو گیا، میں اُن چار اشخاص میں سے ہوں جنھوں نے امیر المومنین کا جنازہ اٹھایا دفن کیا اور اُن پر نماز پڑھی معاویہؓ نے

انھیں پہچان لیا اور کہا کہ تعمیر منقطع کردو، اُن کے گھر کے آگے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہؓ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ تم نے انھیں اُٹھایا؟ کب دفن کیا اور کس نے اُن پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انھیں (رحمہ اللہ) شب شنبہ کو مغرب و عشا کے درمیان اُٹھایا، میں تھا اور جبیر ابن مطعم تھے، حکیم بن حزام اور ابوجہم بن حذیفہ العدوی تھے، جبیر ابن مطعم آگے بڑھے، انھوں نے اُن پر نماز پڑھی (ہم نے اقتدا کی) معاویہؓ نے اُن کی تصدیق کی، حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اُترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ نایلہ بنت الفرافصہ اُسی شب میں نکلیں، آگے اور پیچھے سے اپنا گریبان چاک کیے ہوئے تھیں، ہمراہ ایک چراغ تھا اور وہ چلا رہی تھیں کہ "ہائے امیر المومنین" جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گل کردو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں کیوں کہ میں نے اُن باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے اس پر انھوں نے چراغ گل کردیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے، جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی اُن کے پیچھے حکیم بن حزام، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمانؓ کی دو بیویاں نایلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم، ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اُترے، حکیم ابن حزام، ام البنین اور نایلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں، انھوں نے لحد بنائی اور اُن کو داخل کردیا زیارت کے بعد سب متفرق ہو گئے۔

عبداللہ البہی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم نے عثمانؓ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ اُن پر چار آدمیوں نے

نماز پڑھی' زیادہ ثابت ہے۔
ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمانؓ بن عفان کی وفات ہوئی تو میں اُن کے اٹھانے والوں میں سے ایک تھا' ہم نے انھیں ایک دروازے پر اُٹھایا' جلدی لے چلنے کی وجہ سے اُن کا سر دروازے سے ٹکراتا' ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا' یہاں تک کہ ہم نے انھیں قبر میں جو حش کوکب میں تھی چھپا دیا۔
عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمانؓ بن عفان کو اٹھایا' جبیر بن مطعم' حکیم بن حزام' نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے' میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے' تو انھوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا' انھوں نے کہا کہ اور عثمانؓ لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور رہیں اور اسی وجہ سے میں اُن کی رعایت کرتا ہوں۔
ابو عثمان سے مروی ہے کہ عثمانؓ ایام تشریق (۹ ذی الحجہ تا ۱۳ ذی الحجہ) کے وسط میں قتل کئے گئے۔
سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمرؓ اور اُن کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالے تھے' تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ اُحد لوٹ پڑے تو بجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے (قتل عثمانؓ کے بعد) جو کچھ کہا اس کا ذکر

عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کبھی

کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا" کہا گیا: "اے ابو سعید کیا تم ان کے قتل میں شریک تھے؟" انھوں نے کہا: "میں ان کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔"

ابن عباس سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو ان پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط پر برسائے گئے۔

زہدم الجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے خون عثمانؓ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو حذیفہؓ نے کہا کہ "اس طرح (انھوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا' یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کیے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پُر نہ کر سکے گا۔

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصاحبت حاصل تھا' اس سانحے کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور بہت روئے' پھر کہا کہ یہ اس وقت ہوا کہ جب خلافت نبوۃ امت محمدؐ سے چھین لی گئی' اور جبری سلطنت ہو گئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔

ثمامہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل و مساوی مروی ہے' وہ قریش میں سے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو ابو حمید الساعدی نے' جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے' کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا' جب

اُس کا ذکر کیا جاتا تھا تو ابوہریرہؓ رو دیتے تھے، گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے سُن رہا ہوں جب اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

زیدؓ بن علیؓ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمانؓ پر روتے تھے۔

اسحاق بن سوید نے کہا کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت کو یہ اشعار کہتے سنا ۔

وکانّ اصحٰب النبیّ عشیۃً　　　　　　بدنٌ تنحر عند باب المسجد

گویا اصحابؓ نبیؐ عشا کے وقت۔ قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں۔

ابکی اباعمرو لحسن بلائہ　　　　　　امسی رھیناً فی البقیع الغرقد

میں ابو عمرو پر اُن کے حسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقد میں مقید تھا۔

۵۷ مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اُس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمانؓ کے دن عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اُس روز میں نے عبداللہ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ واللہ تم لوگ ایک پچھنے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اُس کی وجہ سے اللہ سے تمھیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو عبداللہ ابن سلام سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کا حال کس طور پر پاتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر انھیں امیر پاتے ہیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمانؓ بن عفان قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا، لیکن میں مغلوب ہوگیا، اُس کو وہ تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علیؓ کو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کے کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمانؓ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

خالد الربعی سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمانؓ بن عفان اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھا کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اُنھیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کردیا، پھر اُن کے قریب آ کے اُنھیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، یہ اس سے پہلے کیوں نہ ہوا۔ مسروق نے اُن سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے، آپ نے لوگوں کو لکھ کے اُن کی مخالفت خروج کرنے کا حکم دیا، عایشہؓ نے کہا کہ "نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا" اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عایشہؓ کے فرمانے سے لکھا گیا۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے اُنھیں برتن کی طرح مانجا، پھر اُن کو قتل کردیا، یعنی عثمانؓ کو۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو عایشہؓ نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا، پھر اُسے قتل کردیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمانؓ ابن عفان سزا کے لیے گرفتار کیے گئے تو فاسق، ابن ابی بکرؓ بھی گرفتار کیا گیا، ابوالاشہب سے کہا کہ حسنؒ اُسے نام سے نہیں پکارتے تھے، بلکہ فاسق کہتے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلا دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہے تو میرے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں، اور اگر ان کا قتل شر ہے تو میں اُس سے بری ہوں، واللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہوگا تو لوگ ضرور ضرور اُس سے دودھ دوہیں گے اور اگر شر ہوگا تو ضرور ضرور اُس سے خون چوسیں گے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبیؑ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کی امت سے ستر ہزار آدمی اُس کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

مُطرِف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے، اُن سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے، اللہ نے ہدایت کی، ہم لوگ اعراب (دیہاتی، دہقان) تھے، ہجرت کی، ہم میں سے مقیم قیام کرکے قرآن سیکھتا اور غازی جہاد کرتا، جب غازی آتا تو وہ قیام کرکے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا، ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو، جب تم ہمیں کسی کام کو حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اُس سے باز رہتے تھے، ہمارے پاس امیرالمومنین عمرؓ کے قتل کے متعلق تمھارا خط آیا، تم نے یہ لکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کرلی، اپنے اور تمھارے لیے انھیں پسند کرلیا، ہم نے بھی تمھاری بیعت کی وجہ سے اُن سے بیعت کرلی، پھر تم نے انھیں کیوں قتل کردیا!۔

ایوب نے کہا کہ ہمیں اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔

کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمان کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا، اس کا نام جبلہ تھا، وہ دونوں ہاتھ پھیلائے، یا راوی نے کہا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا۔ بوڑھے احمق کا قاتل میں ہوں۔

مسیب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمانؓ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں سترہ مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اسے ذرا سی تکلیف بھی نہ پہنچتی یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔
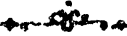
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب، عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف، عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی، اور ان کا نام زید تھا، علیؓ کی کنیت ابو الحسن تھی، ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے، بیٹیاں زینبؓ کبریٰ ام کلثوم کبریٰ تھیں، ان سب کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

ایک بیٹے محمدؒ اکبر بن علیؓ تھے جو ابن الحنفیہ تھے، ان کی والدہ خولہؒ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

ایک بیٹے عبید اللہ بن علیؓ تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا، ایک بیٹے ابوبکر بن علیؓ تھے، جو حسینؓ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی ان دونوں کی والدہ

۱۲ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباس اکبر بن علیؓ، عثمانؓ، جعفر اکبر اور عبداللہ تھے جو حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، ان کا بھی کوئی پسماندہ نہ رہا، ان چاروں کی والدہ ام البنینؓ بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

دو بیٹے یحییٰ و عونؓ فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسماءؓ بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمر اکبر بن علیؓ، رقیہ بنت علیؓ ان دونوں کی والدہ صہباؓ تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں، وہ قیدی تھیں جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں جب انھوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؓ تھے، ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں، امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسن بنت علیؓ اور رملۂ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں ام ہانی بنت علیؓ، میمونہ، زینب صغریٰ، رملۂ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ تھیں، وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں، اُن کی والدہ محیاۃ بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلۂ کلب سے تھیں، بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں، وہ کہتی تھیں "وَہ وَہ" اس سے اُن کی مراد کلب (کتا) تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)۔

علیؓ بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں، اُن پانچ بیٹوں سے نسل علیؓ: حسنؓ و حسینؓ (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ اُن کے علاوہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام و نماز

۱۳ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں، حالاں کہ وہ دس سال کے تھے۔

محمد بن عبد الرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اُس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ

علیؓ بن ابی طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے، انھوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (یزید نے کہا کہ) یا اسلام لایا)

ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

محمد بن عمروؓ نے کہا ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہؓ بنت خویلد ہیں، ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا، ابوبکرؓ و علیؓ و زیدؓ بن حارثہ، ہم کسی صحیح روایت میں علیؓ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے نہیں پاتے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مدینے میں مقیم رہوں "تاکہ لوگوں کی ان امانتوں کو ادا کروں جو آپ کے پاس تھیں، اسی لیے آپ امین کہلاتے تھے، میں تین دن رہا، تینوں دن میں ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا، پھر میں نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی پیروی کرنے لگا، یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم تھے، میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تھی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ

علیؓ نصف ربیع الاول کو اُس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا ہی میں تھے، اُس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔

۱۴ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا)، مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی، آپ نے اُن کے درمیان حق و غمخواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں، جب آیت میراث نازل ہوئی تو اُس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید اون بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے۔

علی بن ابی طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

"تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی رتبے میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا"

"البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں"

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو علیؓ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا، فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔ آپ نے انھیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا، آپ نے انھیں یمن بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غزوے میں جو آپ نے کیا جدا نہ ہوئے، سوائے غزوۂ تبوک کے کہ آپ انھیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

غزوۂ تبوک کا قصد کیا تو علیؓ کو اپنی ازواج میں چھوڑا، بعض لوگوں نے کہا کہ انھیں آپ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انھوں نے آپ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا، علیؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ تمھیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا۔ ۱۵

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہو گئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے، انھوں نے آپ سے کہا یارسول اللہ آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں، تو آپ نے فرمایا، کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا، البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپ سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں، حالاں کہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو، جب تمھیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو تم مجھ سے اس کو دریافت کرو اور مجھ سے خوف نہ کرو، میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علیؓ سے ارشاد جب آپ نے انھیں غزوۂ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا، بیان کیجیے۔

سعد بن مالک نے کہا کہ علیؓ نے عرض کی: آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے، علیؓ اس قدر تیزی سے پیچھے لوٹے کہ گویا میں ان کے

قدموں سے اڑنے والے غبار کو دیکھو۔ ابن حماد نے کہا ہے کہ
علی بہت تیز واپس آئے۔

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب
غزوۂ جیش عسرت کا، جو تبوک ہے، وقت آیا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ ضروری ہے
مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو، آپ نے انھیں چھوڑ دیا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے
کہا کہ علی کو کسی ایسی بات کے لئے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے
ناپسند آئی، علی کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئے،
آپ نے ان سے فرمایا: اے علی تمھیں کیا چیز لائی۔ انھوں نے
کہا، یا رسول اللہ سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے
لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لیے
پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا، اے علی کیا تم راضی نہیں ہو
کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارون موسیٰ سے، سوائے
اس کے کہ تم نبی نہیں ہو؟ انھوں نے کہا، "کیوں نہیں، یا رسول اللہ"
فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں
رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید
ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار
کون تھا، انھوں نے کہا کہ تم سست عقل والے ہو، پھر مجھ سے
معبد الجہنی نے کہا کہ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اسے
ابن میسر العبسی اٹھاتے تھے، جب جنگ ہوتی تھی تو علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

۱۶

علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

شعبی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی ڈاڑھی والے تھے جو اُن کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چندیہ پر بال نہ تھے، اُن کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو، میں کھڑا ہو کر اُن کی طرف گیا تو انھیں ڈاڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا، وہ بڑی ڈاڑھی والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید ڈاڑھی اور سفید سر والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چندیہ پر بال نہ تھے، وہ سفید ڈاڑھی والے تھے، مجھے میرے والد نے اُٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ ہم لوگوں کو رستے سے ہنکا دیتے، ہم لوگ بچے تھے، وہ سفید سر اور سفید ڈاڑھی والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی، میں نے دیکھا کہ وہ سفید ڈاڑھی والے تھے، سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو سفید سر اور سفید ڈاڑھی والا دیکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی ڈاڑھی والا نہیں دیکھا، جو اُن کے دونوں شانوں کے درمیان

بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا خضاب لگایا، پھر اسے ترک کر دیا۔

ابو رجاء نے کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، ان کی چندیا پر بال نہ تھے، حالانکہ ان کے سر میں بہت بال تھے، معلوم ہوتا تھا کہ گویا انھوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا، شانے کی ہڈی کا سرا بڑا اور موٹا تھا، ہاتھ کی ہتھیلی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اور اس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی، میں نے انھیں ایام سرما میں اسی حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتا پہنے اور دو پیرا ہا چادریں اوڑھے اور باندھے تھے، اس کتان دالسی کے درخت کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بنا جاتا ہے۔

رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زائد تھے، چوڑے شانے والے، لمبی ڈاڑھی والے تھے، اگر تم چاہو تو جب ان کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں، اور جب تم انھیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو کہ وہ گندم گوں ہیں، جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے کہا کہ علیؓ کا حلیہ کیا تھا، انھوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی، بھاری اور بڑی آنکھوں والے بڑے پیٹ والے تھے، چندیا پر بال نہ تھے، قریب قریب پست قد تھے۔

ابو سعید تاجر پارچۂ دیبر سے مروی ہے کہ علیؓ مختلف زمانوں میں بازار میں آتے تھے تو انھیں سلام کیا جاتا تھا، جب لوگوں نے انھیں دیکھا تو کہا کہ (بوذا شکنب امد) ان الفاظ کے معنی بیان کیے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں تو انھوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے کے حصے میں کھانا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا، ابو الحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کی آنکھوں میں سرمے کا اثر دیکھا۔

ابو الرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے، وہ ایک عمامہ نہ بند و چادر اوڑھے لپیٹے تھے، چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے، ان کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

علی رضی اللہ عنہ کا لباس

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو دیکھا ہے کہ ان کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبد اللہ بن ابی الھذیل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو رّی کا کرتا پہنے دیکھا، جب وہ اس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی، جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلی) ان کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی، اور (بروایت عبد اللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

عطاء ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو انھیں موٹے کپڑوں کے ساتھ بے دُھلا کرتا پہنے دیکھا۔

۱۸ ابو العلاء مولائے اسلمیین سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو اُن سے کہا گیا، انھوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اُس کی پیروی کرتا ہے۔

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے، اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے، ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی، اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اُسی تہ بند کے قریب تھی، اُن کے ہمراہ دُرہ (چرمی ہنٹر) تھا جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو، گوشت میں نہ پھونکو۔

علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علیؓ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبد اللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سنا کہ میں نے علیؓ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا، انھوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں، ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، اُس نے کہا نہیں، پھر اُس سے انھوں نے ایک زرابی کرتا خرید کر پہنا، کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے پھٹ کر اُن کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی، انھوں نے اُس سے کہا کہ سی دو، جب اُس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے علیؓ بن ابی طالب کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابو سلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے

میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جا رہے تھے، جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی، ایک چادر پشت پر تھی، میں نے اُن کے جسم پر دو بحرانی چادریں دیکھیں۔

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے ہمراہ درہ تھا، جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی، موٹے کپڑے کا کرتا اور موٹے کپڑے کی تہ بند تھی، نصف ساق تک تہ بند تھی اور کرتا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ بن ابی طالب اپنے ہاتھ میں درہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے اُن کے لیے ایک سنبلانی کرتا لایا گیا، جسے انھوں نے پہن لیا، اُس کی آستینیں اُن کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں، حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں، یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہو گئیں، پھر انھوں نے اپنا درہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درم میں ایک سنبلانی کرتا خریدا، درزی آیا، کرتے کی آستین کھینچی، اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو اُن کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا، معلوم نہیں اُس کا کونسا سرا زیادہ لمبا تھا، وہ جو اُن کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے، سیاہ پٹی سے اُن کی مراد عمامہ تھی۔

جعفر کے موالی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ ۱۹

ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا، انھوں نے کہا کہ میں نے انھیں ظلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا، اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے میں نے انھیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ باب الصغیر سے نکلے، جب آفتاب بلند ہو گیا تو انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں، اُن کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتا تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا، اُس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جب کھلی ہوئی نہ تھی۔

مُہر و کلاہ جناب علیؓ

علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمھاری تہ بند دراز ہو تو اُس کا پٹکا بنا لو اور جب وہ تنگ ہو تو اُسے تہ بند بنا لو۔

ابی حیان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مُہر پہنی۔

جعفر بن محمد بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے بائیں ہاتھ میں مُہر پہنی۔

ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب کی مُہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا، وہ "محمد رسول اللہ" تھا۔

محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔
ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

لوگوں نے بیان کیا کہ جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ ابن عفان قتل کر دیے گئے اور قتل عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل عمارؓ بن یاسر اسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری محمدؓ بن مسلمہ زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہؓ و زبیرؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے، دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں عائشہؓ تھیں، پھر وہ دونوں عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لیے مکے سے بصرہ روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ علیؓ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے، مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علیؓ نے انھیں لکھا کہ ان کے پاس آجائیں اور مدینے پر ابو الحسن المازنی کو والی بنا دیا، وہ ذا قار میں اترے عمار بن یاسر اور حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر ان سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی، وہ لوگ علیؓ کے پاس آ گئے اور انھیں بصرے لے گئے۔

انھوں نے طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور اُن پر فتحمند ہوئے، اُس روز طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہما قتل کر دیے گئے، مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی، علیؓ بصرے میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

جنگ صفین

علیؓ رضی اللہ عنہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور جو شام میں اُن کے ہمراہ تھے اُن کے ارادے سے نکلے، معاویہؓ کو معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے روانہ ہوئے صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین اُن لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے، عمارؓ بن یاسر خزیمہؓ بن ثابت اور ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے قتل کر دیے گئے۔

اہل شام قرآن اُٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمروؓ بن العاص کے مکر کی وجہ سے دعوت دینے لگے، عمروؓ بن العاص نے معاویہؓ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ انھی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی، انھوں نے دو حکم باہمی فیصلے کے لیے مقرر کیے، علیؓ نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو اور معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس امت کے معاملے میں غور کریں، لوگ متفرق ہو گئے، معاویہؓ اہل شام کی الفت کے ساتھ لوٹے اور علیؓ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علیؓ پر اُن کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا، انھوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں، اور حروراء میں لشکر جمع کیا،

اسی وجہ سے وہ "الحروریہ" کہلائے، علیؓ نے اُن کے پاس عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کو بھیجا، انھوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قایم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے، انھوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ ابن خباب بن الارت کو قتل کر دیا، علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُن کو انھوں نے نہروان میں قتل کر دیا، اُن میں سے ذوالثدیہ کو بھی انھوں نے قتل کر دیا، یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

علیؓ کوفہ واپس ہوئے، اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رحمہ اللہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان ۳۸ھ میں اذرح میں جمع ہوئے، وہاں سعدؓ بن ابی وقاص ابن عمرؓ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے، عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ اشعری کو آگے کیا، انھوں نے گفتگو کی اور علیؓ کو معزول کر دیا، عمرو بن العاص نے گفتگو کی، انھوں نے معاویہؓ کو برقرار رکھا اور اُن سے بیعت کر لی، لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہو گئے۔

عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ: لتخضبن ھذہ من ھذہ

اس سر سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگین ہو گی

علی علیہ السلام کا قتل

عبداللہ بن جعفرؓ حسینؓ بن علیؓ و محمد بن الحنفیہ کا ابن ملجم کو قتل کرنا

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو

عبد الرحمٰن بن ملجم المرادی آیا، اُس کو انھوں نے دو مرتبہ رد کیا، وہ اُن کے پاس پھر آیا تو انھوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی، پھر انھوں نے یہ دو شعر بیان کیے:

اشدد حیازیمک للموت فان الموت آتیک

موت کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے (اپنی صبر کر) کیوں کہ موت تجھ سے ملنے والی ہے

ولا تجزع من القتل اذا حل بوادیک

اور قتل سے پریشان نہ ہو جب وہ تیری وادی میں اترے

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں نے اسی حدیث میں اور اسی سند سے علی بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ "واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے"

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب نے المرادی سے یہ شعر کہا:

ارید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد

میں اُس کو علاج کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے۔ تیری معذرت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلۂ مراد کا ایک آدمی علی کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، اُس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے کیوں کہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اُس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں، جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اُس شخص اور اُس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں، اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ علی نے کہا کہ تمھارے بدبخت ترین شخص کو

آنے سے کوئی نہیں روکے گا، وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں اس لیے مجھے اُن سے راحت دے اور انھیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبیع سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے ڈاڑھی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی، پھر بدبخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں اُس کی خبر دیجیے تو ہم اُس کے خاندان کو ہلاک کردیں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کردو گے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے تو انھوں نے کہا نہیں، میں تمھیں اُس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اُس کے پاس حاضر ہوں گے، انھوں نے کہا کہ میں کہوں گا: اے اللہ میں نے تجھی کو اُن لوگوں میں چھوڑ دیا، اگر تو چاہے تو انھیں درست کردے اور چاہے تو انھیں تباہ کردے۔

نبل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ، اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے
۴۳ انھوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، فرمایا: اگلوں کا سب سے زیادہ بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا، اور پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمھارے نیزہ مارے گا، اور آپ نے اُس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

ام جعفر سریۂ علیؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی یکایک انھوں نے اپنا سر اٹھایا، پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے ناک تک بلند کیا اور کہا کہ "تیرے لیے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی" پھر جمعے کے دن ان پر حملہ کیا گیا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا، میں اور حسنؓ و حسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) اس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے، میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو کیوں کہ میری جان کی قسم، وہ تمھارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اُسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوں، جس دن یہ ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کو قتل کرے گا) علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے اس لیے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اُسے اچھا ٹھکانا دو، اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا، اگر میں مر گیا تو اُسے میرے قصاص میں قتل کر دو، اور حد سے آگے نہ بڑھو کیوں کہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

قثم مولائے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے، عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلۂ حمیر میں سے تھا، اس کا شمار قبیلۂ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا، البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے، انھوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تین آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے، علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص، اور بندگان خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے لیے تیار ہوں، البرک نے کہا کہ میں معاویہ کے لیے تیار ہوں، اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص سے کفایت کر دوں گا۔

انھوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا، اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا یا اس کے لیے اپنی جان دے دے گا۔

انھوں نے باہم شب ہفتدہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا، وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا، مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا، وہ انھیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔

اس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی، علی نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اسے پیام نکاح دیا، اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کر لے، عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی میں تجھے وہی دوں گا، اس عورت نے کہا کہ تین ہزار درم

اور علیؓ بن ابی طالب کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علیؓ ابن ابی طالب کے اور کوئی چیز نہیں لائی اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا، وہ شبیب بن بجرۃ الاشجعی سے ملا اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی اُس نے اُس کی یہ بات مان لی۔

عبدالرحمٰن بن ملجم اُس شب کو جس کی صبح کو اُس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اُس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا، جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اُس سے اشعث نے کہا، صبح نے تجھے ظاہر کر دیا، بس کھڑا ہو، عبدالرحمٰن ابن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے انھوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اُس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علیؓ نکلتے تھے۔

حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے اُن کے (علیؓ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا، فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا، پھر میری آنکھوں (کی نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا حالاں کہ میں بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے سامنے آئے، عرض کی: یا رسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا، فرمایا: اللہ سے اُن کے لیے بد دعا کرو میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن کے بدلے وہ دے جو اُن سے بہتر ہو اور اُن کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے انھوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے اُن کا (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح اُن کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انھوں نے ندا دی کہ اے لوگو نماز نماز،

اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے، جب نکلتے تو ہمراہ اُن کا دِرّہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے اُنھیں روکا، کسی ایسے شخص نے، جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی، اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علی حکم اللہ ہی کے لیے ہے نہ کہ تمھارے لیے، میں نے دوسری تلوار دیکھی پھر دونوں نے مل کر مارا، عبدالرحمٰن بن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شبیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی۔

میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے، لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے، مگر شبیب بچ کر نکل گیا، عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اُسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ، اور نرم بستر دو، اگر میں زندہ رہا تو اُس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مر گیا تو اُسے بھی میرے ساتھ کر دینا میں رب العالمین کے پاس اُس سے جھگڑا لوں گا۔

ام کلثوم بنت علیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا، اُس نے کہا میں نے صرف تمھارے باپ کو قتل کیا، انھوں نے کہا واللہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں، اُس نے کہا تو پھر تم کیوں روتی ہو، پھر کہنے لگا: واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہر آلود کیا ہے، اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اُسے بعید و دور کرے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اُسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی، وہ گیا اور اُس نے اُنھیں دیکھا، واپس آیا اور کہا کہ

میں نے اُن کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ اُن کے سر میں گھس گئی ہیں، اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم مجروح کی دونوں آنکھیں؟

علیؓ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے، شب یکشنبہ ۱۹ رمضان کو اُن کی وفات ہوئی (رحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ) حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہؓ بن جعفر نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتا نہ تھا۔

شعبی سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ نے علیؓ بن ابی طالب پر نماز پڑھی، انھوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں، علیؓ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اُس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیے گئے، حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے اُن سے بیعت کرلی، علیؓ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جس روز علیؓ کی وفات ہوئی وہ ترسٹھ برس کے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ ہیضے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا، میں نے کہا کہ اُن کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے (رحمہ اللہ) کتنا تھا، انھوں نے کہا کہ ترسٹھ برس، محمد بن عمر (الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

طلق الاعمی (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثومؓ بنت علیؓ، علیؓ رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھی۔

ہبیرہ بن یریم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ بن علیؓ کو دیکھا کہ انھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! کل ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اولین اُس سے آگے بڑھے نہ آخرین

اُسے پائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اُسے جھنڈا دیتے تھے، وہ اُس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تا وقتیکہ اللہ اُسے فتح نہیں دیتا تھا، جبرئیل اُس کے داہنی طرف رہتے تھے اور میکائیل اُس کی بائیں طرف اُس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو درہم کے جو اُس کی عطا سے بچ گئے جن سے اُس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب کی وفات ہوئی تو حسنؓ بن علیؓ کھڑے ہوئے، منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو رات وہ شخص اٹھا لیا گیا جس سے نہ اولین آگے بڑھے اور نہ آخرین اُسے پائیں گے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں بھیجتے تھے اس کی داہنی طرف سے جبرئیل اُسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل، وہ اُس وقت تک نہیں پلٹتا تھا جب تک اللہ اسے فتح نہ دیتا۔ اُس نے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہ چھوڑا جس سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا، وہ اُس شب کو اٹھا لیا گیا جس میں عیسٰی بن مریم کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی ستر ہویں شب۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ سے کہا گیا کہ ابو الحسن علیؓ علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ دابۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں، یہ لوگ اُن کے شیعہ نہیں ہیں، یہ لوگ اُن کے دشمن ہیں، اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو ہم اُن کی میراث تقسیم کرتے اور نہ اُن کی بیویوں کا نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاصم سے بھی روایت ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسنؓ بن علیؓ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے، اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے، وہ ہنسے

اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم اُن کی میراث تقسیم کرتے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا، جب علیؓ انتقال فرما گئے (رضوان اللہ علیہ و برکاتہ) اور دفن کر دیئے گئے تو حسنؓ بن علیؓ نے عبد الرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا، اُسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں، لوگ جمع ہو گئے اور اُس کے پاس مٹی کا تیل، بوریے اور آگ لائے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اُسے جلائیں گے تو عبد اللہ بن جعفر، حسینؓ بن علیؓ اور محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔

عبد اللہ بن جعفر نے اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا، اُس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری مگر اُس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو، پھر اُس نے سورۃ "اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق" آخر تک پڑھی، اُس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبد اللہ نے حکم دیا تو اُس کی زبان کھینچی گئی تاکہ اُسے کاٹیں، اُس نے فریاد کی، کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں، اے اللہ کے دشمن، مگر تو نے فریاد نہ کی، جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی، اُس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لیے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دُنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کر سکوں۔

انھوں نے اُس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کر کے آگ میں جلا دیا، اُس زمانے میں عباسؓ بن علیؓ اتنے چھوٹے تھے کہ اُن کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا، عبد الرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوشرو تھا، دانتوں میں کھڑکیاں تھیں، اُس کے بال

کان کی لووں تک تھے، پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

لوگوں نے کہا کہ علی علیہ السلام کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبدشمس حجاز لے گئے، عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا۔

فالقت عصاھا واستقرت بھا النوی ۔ کما قر عینا بالایاب المسافر

اس نے عصائے سفر رکھ دیا جدائی کے دن ختم ہوگئے ۔ وہی مسرت حاصل ہوئی جیسی مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

تمت

تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو خامس (حصہ اول)

(سیرت خلفائے راشدین)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶	۶	داحل	داخل
۱۷	۳	بوڑھیا	بڑھیا
۲۰	حاشیہ ۱۲	۱۳۰	۱۳۱
۵۴	۳	(دربم)	(درہم)
۵۶	۱۳	اپن عبداللہ	ابن عبداللہ
۷۷	۲۱	اجنادیں	اجنادین
″	۲۲	رشازین	″
۸۱	۲۱	نضر	نصر
۹۷	۲	نیسی	جیسی
۱۰۰	۱۹	سوائے	سوائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۲۰	۲۵	ہونے	ہوتے
″	۱۶	اپے	اپنے
۱۲۷	۲۲	انگک	مانگک
۱۳۰	۲۲	غذافہ	حذافہ
۱۴۰	۱۵	اکماھا	اکماھا
۱۷۳	۶	ہاتھایائی	ہاتھاپائی
۱۹۵	۶	ارای	اروئی
۲۱۱	۱۸	مسلمان	مسلمانوں
۲۳۴	۸	کی	کے